درس نظامی کے نصاب میں داخل علم منطق کی آخری معرکۃ الاراء کتاب رسالہ شمسیہ کی شرح" **قطبی** " کی اردو زبان میں سوال وجواب کی صورت میں آسان شرح جو طلبہ کرام کو کتاب سمجھنے کے ساتھ امتحان کی تیاری کے لیے بھی معاون ثابت ہوگی

تَبْشِیرُ التَّونسَوِیْ
فِی
تَیْسِیرِ القُطبی

مدرس استاذ محترم حضرت علامہ

محمد محمود نقشبندی تونسوی حفظہ اللہ

مرتب

محمد صادق عطاری، محمد ارشد عطاری

جامعۃ المدینہ فیضان پیر پٹھان تونسہ شریف

اس نقشے کی مدد سے قطبی کا خلاصہ ایک نظر میں دیکھ سکتے ہیں۔ طلبہ کرام کو کتاب شروع کروانے سے قبل اس کو یاد کروانا فائدہ مند ہوگا
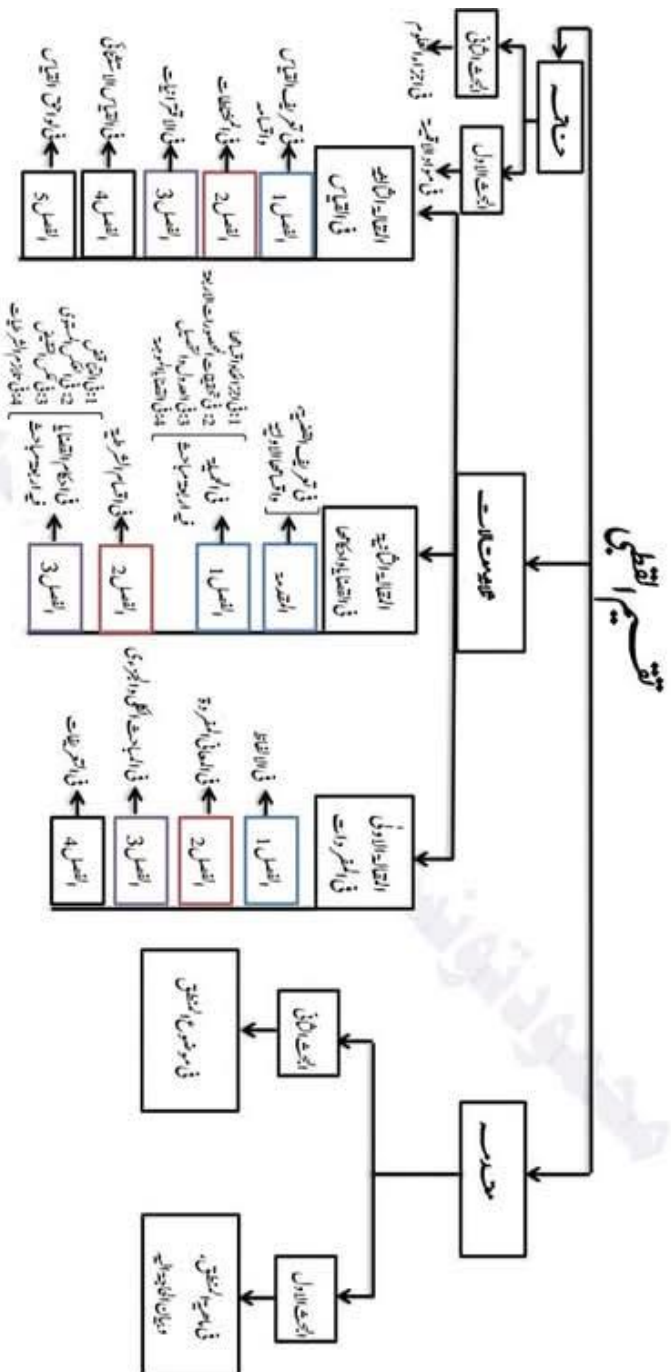
درس نظامی کے نصاب میں داخل علم منطق کی آخری معرکۃ الاراء کتاب رسالہ شمسیہ کی شرح "قطبی" کی اردو زبان میں سوال و جواب کی صورت میں آسان شرح جو طلبہ کرام کو کتاب سمجھنے کے ساتھ امتحان کی تیاری کے لیے بھی معاون ثابت ہو گی

تبشیر التونسوی
فی
تیسیر القطبی

2024

وٹسپ نمبر: 03377649550

مدرس: استاذ محترم علامہ محمد محمود نقشبندی تونسوی مدّظلہ العالی

مؤلفین: محمد ارشد عطاری۔ محمد صادق عطاری

جامعۃ المدینہ فیضانِ پیر پٹھان تونسہ شریف (دعوت اسلامی)

مختصر فہرست

مختصر تعارف مصنف رسالہ شمسیہ :

آپ کا نام علی بن عمر بن علی، کنیت ابو الحسن اور لقب نجم الدین ہے۔ آپ حکیم دبیران کے نام سے بھی مشہور تھے۔ نسبت کے اعتبار سے آپ کاتبی اور قزوینی کہلائے۔ آپ کی تاریخ پیدائش معلوم نہیں ہے۔ تاریخ وفات ۱۳ رجب یا رمضان ۶۷۵ھ ہے۔ قطبی کا متن رسالہ شمسیہ آپ ہی کا تحریر کردہ ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی یہ تصانیف بھی ہیں: جامع الدقائق عین القواعد۔ بحر الفوائد۔ کشف الأسرار۔ حکمۃ العین

مصنف قطبی کا تعارف: (رسالہ شمسیہ کے شارح)

آپ کا نام محمد، والد کا نام بھی محمد ہے کنیت ابو عبداللہ اور لقب قطب الدین تحتانی ہے۔ مشہور مردم خیز شہر "رے" کی طرف منسوب ہو کر رازی کہلائے۔

آپ کو تحتانی کا لقب اس لیے ملا کہ شیراز کے جس مدرسہ میں آپ درس دیتے تھے (یعنی پڑھاتے تھے) اس کی بالائی منزل پر بھی ایک عالم قطب الدین کا حلقہ درس تھا۔ وہ قطب الدین فوقانی اور آپ قطب الدین تحتانی کے نام سے مشہور ہوئے۔

آپ کا سن پیدائش غالباً (چھ سو بیانوے) ۶۹۲ھ اور تاریخِ وفات ۶ ذیقعدہ (سات سو چھیاسٹھ) ۷۶۶ھ ہے۔

آپ کے شاگردوں میں علامہ سعد الدین تفتازانی اور علامہ جلال الدین دوانی جیسی عظیم شخصیات شامل ہیں۔

کتاب قطبی کا مکمل نام " تحرير القواعد المنطقية في شرح الرسالة الشمسية " ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(حصہ اول)

تصورات

مرتب: محمد ارشد عطاری متعلم درجہ رابعہ

المقدمة

البحث الاول فی ماھیۃ المنطق و بیان الحاجۃ الیہ

سوال(۱) مقدمے میں کس چیز کو بیان کیا گیا ہے؟

جواب: مقدمے میں تین چیزوں کو بیان کیا گیا ہے

(۱) ماہیت منطق(۲) حاجت منطق(۳) منطق کا موضوع

سوال (۲) مقالات ثلاثہ اور خاتمہ میں کس چیز کا بیان ہے؟

جواب: پہلا مقالہ مفردات کے بیان میں ہے دوسرا مقالہ قضایہ اور اس کے احکام کے بارے میں ہے اور تیسرا مقالہ قیاس کے بارے میں ہے صورت کے اعتبار سے اور خاتمہ قیاس کے بارے میں ہے مادے اور اجزاء علوم کے اعتبار سے

سوال(۳) مصنف کی تقسیم کا وجہ حصر بیان کریں؟

جواب: منطق کے مسائل دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو ان پر شروع فی المنطق موقوف ہو گا یا نہیں ہو گا اگر ہو گا تو ان کو مصنف نے مقدمہ میں بیان کیا ہے اگر نہیں ہو گا تو پھر وہ دو حال سے خالی نہیں ہے وہ یا تو مفردات ہوں گے یا مرکبات ہوں گے اگر مفردات ہوں گے تو ان کو مقالہ اولی میں بیان کیا ہے اور اگر مرکبات ہوں گے تو پھر دو حال سے خالی نہیں ہوں گے یا تو وہ مقصودہ ہوں گے یا غیر مقصودہ ہوں گے اگر مقصودہ ہوں گے تو ان کو مقالہ ثانیہ میں بیان کیا گیا ہے اور اگر غیر مقصودہ ہوں گے تو پھر دو حال سے خالی نہیں ہوں گے ان میں نظر من حیث صورہ ہو گا تو وہ مقالہ ثالثہ ہو گا اور اگر ان میں نظر من حیث المادہ ہو گا تو ان کو مصنف نے خاتمہ میں بیان کیا ہے

سوال (۴) شروع فی العلم کس شئ پر موقوف ہے؟

جواب : شروع فی العلم تین چیزوں پر موقوف ہے۔ (۱) تصورِ علم پر(۲) حاجتِ منطق کے بیان پر(۳) منطق کے موضوع کے بیان پر

سوال(۵) شروع فی العلم تصور علم پر کیوں موقوف ہے؟

جواب : کیونکہ اگر علم میں شروع کرنے والا اولا اس علم کا تصور نہ کرلے تو وہ طالب للمجہولِ مطلق ہوگا اور وہ محال ہے مجہول مطلق کی طرف توجہِ نفس کے ممتنع ہونے کی وجہ سے

سوال (٦) شروع فی العلم تصور علم پر موقوف ہے مصنف کی اس قول پر ہونے والا اعتراض اور اس کا جواب تحریر کریں؟

جواب:اگر مصنف نے تصور سے (تصور بوجه مّا)یعنی کسی بھی قسم کے تصور کا ارادہ فرمایا ہے تو یہ بات تو مسلم ہے یعنی تسلیم شدہ ہے لیکن اس سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ " تصور بر سمه "ضروری ہے تو یہاں پر تقریب تام نہیں ہو رہی کیونکہ مصنف کا مقصود کلام کے شروع میں علم کی تعریف کو بیان کرنے کا سبب بیان کرنا تھا مگر انہوں نے دلیل اس کے علاوہ یعنی "تصور بوجه مّا" کی دی ہے اور اگر اس سے تصور بر سمہ مراد لیا ہے تو ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے کہ اگر علم متصور بر سمہ نہ ہو تو اس سے طالب للمجہول مطلق لازم آتا ہے کیونکہ یہ بات اس وقت لازم آتی ہے جب علم متصور نہ ہو تمام وجوہ میں سے کسی بھی وجہ کے ساتھ تو بہتر یہ تھا کہ تصور علم بر سمہ ضروری ہے تاکہ اس علم میں شروع ہونے والا اس علم کی طلب میں بصیرۃ پر ہو جائے کیونکہ جب وہ تصور علم برسمہ کو جان لے گا تو وہ اس علم کے تمام مسائل پر اجمالی طور پر واقف ہو جائے گا حتیٰ کہ جب بھی اس علم کا کوئی مسئلہ اس کے سامنے آئے گا تو اس کو معلوم ہو جائے گا یہ فلاں علم کا مسئلہ ہے کیونکہ اس علم کا خاکہ پہلے سے اس کے ذہن میں موجود ہے۔ جیسے۔ کوئی کسی راہ پر چلنے کا ارادہ کرے اور وہ اس راہ کو جانتا نہ ہو مگر اس کی علامات اس کو معلوم ہوں تو وہ بصیرۃ پر ہو گا (یعنی گویا کہ وہ اس راہ کو پہلے سے ہی دیکھ چکا ہے)

سوال [۷] شروع فی العلم منطق کی حاجت کے بیان پر کیوں موقوف ہے؟

جواب: کیونکہ علم میں شروع ہونے والا اگر اس علم کے غرض وغایت کو نہیں جانتا تو اس کا اس علم کو طلب کرنا لغو و بیکار ہو گا

سوال[۸] شروع فی العلم منطق کے موضوع کو بیان کرنے پر کیوں موقوف ہے؟

جواب: کیونکہ علم ایک دوسرے سے ممتاز اور جدا ہوتے ہیں موضوع کے جدا ہونے کی وجہ سے مثلاعلوم فقہ جدا ہوتا

ہے علم اصول فقہ سے اپنے موضوع کے ساتھ کیونکہ علم فقہ میں افعال مکلفین سے بحث کی جاتی ہے اس حیثیت سے کہ وہ حلال ہیں یا حرام ہیں صحیح ہیں یا مفسد ہیں اور علم اصول فقہ میں بحث کی جاتی ہے دلائل شرعیہ فرعیہ کے بارے میں اس حیثیت سے کہ ان سے احکام شرعیہ نکالے جاتے ہیں تو جب ان کے موضوع الگ الگ ہوئے تو یہ الگ الگ علم ہوں گے اگر علم میں شروع ہونے والا یہ نہ جانتا ہو کہ اس علم کا موضوع کیا چیز ہے تو اس کے نزدیک علم مطلوب ممتاز و جدا نہیں ہوں گے اور اس کو اس علم کی طلب میں بصیرۃ (حاصل) نہیں ہو گی

سوال[۹] بیان حاجت اور تعریف کو ایک ساتھ کیوں وارد کیا گیا؟

جواب: کیونکہ "بیان حاجتِ المنطق "لے جاتا ہے منطق کی معرفت برسمہ کی طرف اس لیے ان کو ایک ہی بحث میں ذکر کیا گیا ہے

سوال[۱۰] شروع میں تقسیم العلم (علم کی تقسیم) کی بحث کو کیوں ذکر کیا گیا ہے؟

جواب: کیونکہ منطق کی حاجت کو بیان کرنا موقوف ہے تقسیمِ علم الی تصور فقط اور تصدیق پر اس لیے اس کو بحث کے شروع میں ذکر کیا گیا ہے

سوال[۱۱] تصور فقط کی تعریف کریں؟

جواب: ایسا تصور جس کے ساتھ حکم نہ ہو اور اس کو تصور ساذج بھی کہتے ہیں جیسے ہمارا انسان کا تصور کرنا اس پر نفی یا اثبات کا حکم لگائے بغیر

سوال[۱۲] تصدیق کی تعریف کریں؟

جواب: ایسا تصور جس کے ساتھ حکم ہو یعنی تصور اور حکم کے مجموعے کو تصدیق کہتے ہیں جیسے جب ہم نے انسان کا تصور کیا اور اس پر حکم لگایا اس طور پر کہ وہ کاتب ہے یا کاتب نہیں ہے

سوال[۱۳] تصور مطلق کی تعریف کریں؟

جواب: کسی شئ کی صورت کا عقل میں حاصل ہونا تصور مطلق کہلاتا ہے جیسے انسان کے تصور کا معنی یہ ہے کہ عقل میں اس انسان کی صورت حاصل ہو اور اس صورت کے ذریعے انسان غیر سے جدا ہو جائے عقل کے نزدیک ۔ جیسے

شیٔ کی صورت ثابت ہوتی ہے آئینے میں

سوال: [۱۴] عقل اور آئینہ میں فرق بیان کریں؟

جواب: آئینہ میں صرف وہی چیزیں ثابت ہوتی ہیں جو محسوسات یعنی مبصرات میں سے ہوں لیکن عقل میں محسوسات اور معقولات دونوں کی صورتیں چھپ جاتی ہیں

اعتراض: آپ نے کہا مصنف نے جو تعریف کی ہے (وھو حصول صورۃ الشیٔ فی العقل) یہ تصور مطلق کی ہے نہ کہ تصور فقط کی تو یہ کیسے ممکن ہے حالانکہ اس سے پہلے تصور مطلق کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے؟

جواب: یہ ممکن ہے کیونکہ مصنف نے جب تصور فقط کا ذکر کیا ہے تو انہوں نے دو چیزوں کا ذکر کیا ہے ان میں سے (۱)ایک تصور مطلق ہے اور (۲) دوسرا تصور فقط ہے کیونکہ جب مقید مذکور ہو تو جو مطلق ہوتا ہے وہ بالضرورۃ مذکور ہوتا ہے اور وہ دوسری چیز تصور فقط ہے تو اس تعریف کی ضمیر یا تو لوٹ رہی ہے تصور مطلق کی طرف یا تصور فقط کی طرف پس اس ضمیر کو تصور فقط کی طرف لوٹانا جائز نہیں ہے لہذا یہ تصور مطلق کی طرف لوٹے گی۔

سوال [۱۵] تصور فقط کی طرف ضمیر کا لوٹنا کیوں جائز نہیں ؟

جواب: یہ جائز نہیں ہے کہ اس ضمیر کا مرجع تصور فقط ہو کیونکہ یہ تعریف اس تصور پر بھی صادق آتی ہے جس کے ساتھ حکم ہو(یعنی تصدیق پر)تو اگر یہ تعریف تصور فقط کی ہو گی تو یہ دخولِ غیر سے مانع نہ ہو گی لہذا معین ہوا کہ یہ تصور مطلق کی تعریف ہے

سوال(۱۶) تصور فقط سے متصل تصور مطلق کی تعریف کیوں بیان کی حالانکہ مقام تصور فقط کی تعریف کا تقاضا کر رہا ہے؟

جواب: اس بات پر تنبیہ کرنے کے لیے کہ جس طرح لفظ تصور کا اطلاق اس تصور پر ہوتا ہے جو تصدیق کے مقابل ہے (یعنی تصور ساذج پر)اسی طرح لفظ تصور کا اطلاق اس تصور پر بھی ہوتا ہے جو علم کا مترادف ہے اور تصدیق سے عام ہے اور وہ تصور مطلق ہے

سوال (۱۷) حکم کی تعریف کریں؟

جواب: ایک امر کی نسبت دوسرے امر کی طرف کرنا ایجابی طور پر یا سلبی طور پر حکم کہلاتا ہے

سوال(۱۸)ایجاب اور سلب کی تعریف کریں؟

جواب: نسبت کے واقع کرنے کو ایجاب کہتے ہیں جیسے انسان کاتب ہے اور نسبت کے اٹھا لینے کو سلب کہتے ہیں جیسے انسان کاتب نہیں ہے تو ایجاب میں ہم نے کاتب کی نسبت انسان کی طرف کی اور سلب میں انسان سے کاتب کی نسبت کو اٹھالیا یعنی دور کردیا

سوال (۱۹) تصدیق کے اجزاء بیان کریں؟

جواب: تصدیق کے چار اجزاء ہیں(۱) محکوم علیہ کا تصور (۲) محکوم بہ کا تصور (۳)نسبت حکمیہ کا تصور (۴) حکم کا تصور

سوال (۲۰)نسبت حکمیہ اور حکم میں فرق بیان کریں؟

جواب:نسبت حکمیہ یقین کے بغیر حاصل ہو جاتی ہے جیسے اگر کوئی شک کرتا ہو نسبت میں یا وہم رکھتا ہو تو اس کو نسبت حکمیہ کا تصور حاصل ہو جائے گا کیونکہ نسبت میں شک کرنا یا وہم کرنا نسبت حکمیہ کی تصور کے بغیر محال ہے لیکن حکم یعنی تصدیق یقین کے بغیر حاصل نہیں ہوتا

سوال(۲۱) فعل اور انفعال کی تعریف کریں؟

جواب:اثر پیدا کرنا فعل ہے اور اثر کو قبول کرنا انفعال ہے

سوال(۲۲) حکم فعل ہے یا انفعال اس بارے میں متأخرین منطقیوں کا اختلاف بیان کریں؟

جواب :متأخرین منطقی کہتے ہیں کہ حکم یعنی نسبت کا واقع کرنا یا نسبت کا اٹھالینا افعالِ نفس میں سے فعل ہے اور یہ ادراک نہیں ہو سکتا کیونکہ ادراک انفعال ہے اور وہ فعل ہے تو جو فعل ہو وہ انفعال نہیں ہو سکتا

سوال(۲۳)تصدیق کی تعریف میں حکماء اور امام رازی کا اختلاف مع فرق بیان کریں؟

جواب: حکماء کے نزدیک فقط حکم کو تصدیق کہتے ہیں۔ان کے نزدیک

(۱) تصدیق بسیط ہے (۲) طرفین کا تصور، تصدیق کے لیے شرط ہے اور اس سے خارج ہو گا (۳) حکم نفس تصدیق ہے۔امام رازی کے نزدیک تصورات ثلاثہ اور حکم کے مجموعے کو تصدیق کہتے ہیں۔ان کے نزدیک

(۱)تصدیق مرکب ہے (۲)طرفین کا تصور تصدیق کا جزء ہے اور اس میں داخل ہے (۳) حکم تصدیق کا جزء ہے اور اس میں داخل ہے

سوال(۲۴)علم کی تقسیم مشہور سے مصنف نے عدول کیوں کیا؟

جواب: علم کی مشہور تقسیم تصور اور تصدیق ہے مصنف نے اس سے تصور ساذج اور تصدیق کی طرف عدول کیا اس سے عدول کرنے کا سبب یہ ہے کہ اس مشہور تقسیم پر دو اعتراض وارد ہوتے ہیں مصنف نے ان اعتراضات سے بچنے کے لیے عدول کیا ان میں سے (۱) پہلا اعتراض یہ ہے کہ یہ تقسیم فاسد ہے کیونکہ دو امروں میں سے ایک امر لازم آتا ہے یا تو (قسم الشئ قسیماً له)یعنی شئ کی قسم اسی شئے کے لیئے قسیم ہو گی یا پھر (قسیم الشئ قسماً منه)یعنی شئ کی قسیم اسی شئے کی قسم بنے گی حالانکہ یہ دونوں امر باطل ہیں لہذا جب لازم باطل ہے تو ملزوم بھی باطل ہو گا

سوال(۲۵)پہلے اعتراض کی تفصیل بیان کریں؟

جواب: امام رازی کی تعریف کے مطابق اگر تصدیق عبارت ہے تصور مع حکم کے ساتھ تو تصور مع حکم حقیقت میں تصور کی قسم ہے اور تحقیق تقسیم مشہور میں تصور مع حکم کو تصور کے لیے قسیم بنایا گیا ہے تو قسم الشئ اسی کی قسیم بن جائے گی یہ پہلا امر ہے اور حکماء کی تعریف کے مطابق اگر تصدیق عبارت ہے حکم کے ساتھ تو حکم قسیم ہے تصور کے لیے تحقیق تقسیم مشہور میں حکم کو قسم بنایا گیا ہے اس علم سے جو کہ نفس تصور ہے تو قسیم الشئ اسی شے کی قسم بن رہا ہے تو یہ دوسرا امر ہے

سوال(۲۶)مصنف نے جو تقسیم کی اس پر یہ اعتراض کیوں وارد نہیں ہوتا؟

جواب: جب علم کی تقسیم تصور ساذج اور تصدیق کی طرف کی جائے جیسے مصنف نے کیا ہے تو اس پر اعتراض وارد نہیں ہوتا کیونکہ تصدیق عبارت ہے" تصور مع حکم "سے تو اگر کہا جائے کہ "تصور مع حکم قسم ہے تصور کا"تو ہم کہیں گے اس سے اگر آپ کی مراد تصور مع حکم قسم ہے تصور ساذج کا جو تصدیق کا مقابل اور قسیم ہے تو ظاہر ہے کہ یہ ایسا نہیں ہے اور اگر اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ یہ مطلق تصور کی قسم ہے تو یہ بات تسلیم شدہ ہے لیکن تصدیق کی قسیم مطلق تصور نہیں ہے بلکہ وہ تصور ساذج ہے تو یہ بات لازم نہیں آئے گی کہ قسم الشئ اسی شئے کے لیے قسیم بن رہا ہے

سوال(۲۷) تقسیم مشہور پر وارد ہونے والا دوسرا اعتراض بیان کریں؟

جواب: تقسیم مشہور میں تصور سے مراد یا تو مطلق حضوری ذہنی ہے یا مقید بعدم الحکم ہے تو اگر مطلق حضور ذہنی مراد لیا جائے تو شے کا اپنے نفس اور غیر کی طرف تقسیم ہونا لازم آئے گا کیونکہ مطلق حضور ذہنی نفس علم ہے اور اگر اس

سے مراد" مقید بعدم الحکم " لیا جائے تو تصدیق میں تصور کا اعتبار کرنا ممتنع ہو جائے گا کیونکہ اس وقت تصور میں عدم حکم معتبر ہوگا تو اگر تصور تصدیق میں معتبر ہو تو اس میں عدم حکم بھی اسی طرح معتبر ہوگا اور حکم تصدیق میں پہلے ہی معتبر ہے تو تصدیق میں حکم اور عدم حکم دونوں کا اعتبار لازم آئے گا اور یہ محال ہے

سوال(۲۸)مصنف نے مذکورہ اعتراض کا کیا جواب دیا؟

جواب: تصور کا اطلاق مشترک طور پر تصور کی دونوں قسموں پر ہوتا ہے وہ تصور جو عدم حکم سے مقید ہو اس کو تصور ساذج بھی کہتے ہیں اور وہ تصور جو مطلق حضور ذہنی ہو، تو جو تصور تصدیق میں معتبر ہے وہ پہلا (یعنی تصور ساذج) نہیں بلکہ دوسرا (یعنی مطلق حضور ذہنی) ہے اور جو تصدیق کے مقابل ہے وہ پہلا ہے تو یہاں پر یہ مذکورہ اعتراض لازم نہیں آئے گا

خلاصہ کلام: یہ ہوا کہ مطلق حضور ذہنی علم کے مترادف ہے۔اور تصور کو تعبیر کیا جاتا ہے "بشرطِ شئ "(یعنی حکم ،جس کو تصدیق بھی کہتے ہیں) یا "بشرطِ لا شئ "(یعنی عدمِ حکم، جس کو تصور ساذج بھی کہتے ہیں) یا "لا بشرطِ شئ "(یعنی تصور مطلق) کے ساتھ

پس جو تصدیق کا مقابل ہے وہ "تصور بشرطِ لا شئ " ہے اور جو تصور تصدیق میں معتبر ہے شرط کے طور پر حکماء کے نزدیک یا شطر (جزء) کے طور پر امام رازی کے نزدیک وہ "تصور لا بشرط شئ " ہے

سوال(۲۹)علم کی تقسیم بدیہی اور نظری ہونے کے اعتبار سے بیان کریں؟

جواب: اس اعتبار سے علم کی دو قسمیں ہیں (۱)علم بدیہی (۲) علم نظری ۔۔۔**بدیہی:** اس کو کہتے ہیں جس کا جاننا نظر و فکر پر موقوف نہ ہو جیسے گرمی اور سردی کا تصور۔۔ **نظری** :اس کو کہتے ہیں جس کا جاننا نظر و فکر پر موقوف ہو جیسے عقل اور نفس کا تصور

سوال (۳۰) تصور اور تصدیق میں سے ہر ایک مکمل طور پر بدیہی کیوں نہیں ہے؟

کیونکہ اگر تمام تصورات اور تصدیقات بدیہی ہوتے تو کائنات کے تمام اشیاء میں سے کوئی شے ہم سے مجہول نہ ہوتی حالانکہ یہ باطل ہے

سوال(۳۱)مصنف کی عبارت میں لفظ مجہول پر ہونے والے اعتراض کا جواب دیں؟

جواب: مصنف نے جو کہاہے کہ اگر تمام تصورات اور تصدیقات بدیہی ہوتے تو کوئی شے ہم سے مجہول نہ ہوتی یہ غلط ہے کیونکہ جائز ہے کہ کوئی چیز بدیہی بھی ہو اور ہم سے مجہول بھی ہو کیونکہ کسی شے کا جاننا اگرچہ نظر وفکر پر موقوف نہ ہو لیکن ممکن ہے کہ اس بدیہی شے کو جاننا کسی دوسری شے پر موقوف ہو جیسے عقل کا توجہ کرنا اور احساس اور حدس و تجربہ یا ان کے علاوہ کسی چیز پر جب یہ شے موقوف علیہ یعنی جس پر بدیہی شے کا جاننا موقوف ہے حاصل نہ ہو اس وقت تک وہ بدیہی شے حاصل نہیں ہوتی تو کسی شے کا بدیہی ہونا اس کے جاننے کو لازم نہیں کرتا اس کے لیے صحیح یہ تھا کہ مصنف علیہ الرحمہ فرماتے اگر تمام تصورات اور تصدیقات بدیہی ہوتے تو ہم تمام اشیاء میں سے کسی شے کو جاننے میں نظر و فکر کے محتاج نہ ہوتے اور یہ فاسد ہے کیونکہ بعض تصورات اور تصدیقات کے جاننے میں ہمیں نظر و فکر کی محتاجی پیش آتی ہے

سوال (۳۲) تصور اور تصدیق میں سے ہر ایک مکمل طور پر نظری کیوں نہیں ہے؟

جواب کیونکہ اگر تمام تصورات و تصدیقات نظری ہوتے تو دور یا تسلسل لازم آتا اور دور یا تسلسل دونوں باطل ہیں تو جب لازم باطل ہے تو ملزوم بھی باطل ہو گا،

سوال (۳۳) دور کسے کہتے ہیں؟

جواب: کسی شے کا موقوف ہونا ایسی شے پر جو موقوف ہو پہلی شے پر ایک ہی جہت سے یا مرتبے کے ساتھ جیسے "اُ" کا موقوف ہونا "ب" پر اور ب کا موقوف ہونا پھر اسی "اُ" پر اور مرتبے کی مثال یہ ہے کہ "اُ" کا موقوف ہونا "ب" پر ب کا موقوف ہونا ج پر پھر ج کا موقوف ہونا "اُ" پر،

سوال (۳۴) تسلسل کسے کہتے ہیں؟

جواب: ایسے امور کا مرتب ہونا جن کی کوئی انتہا نہ ہو تسلسل کہلاتا ہے (یعنی کسی شئ کے حصول کا امورِ غیرِ متناھیَ پر موقوف ہونا تسلسل کہلاتا ہے)

سوال (۳۵) دور اور تسلسل کیسے لازم آتے ہیں؟

جواب: جب ہم کوشش کرتے ہیں نظری چیزوں میں سے کسی شے کو حاصل کرنے کا تو ضروری ہے اس کا حصول دوسری شے کے علم پر موقوف ہو اور اس دوسری شے کا علم اسی طرح نظری ہے تو اس کا حصول بھی کسی دوسری شے

کے علم پر ہوگا اسی طرح چلتے جائیں گے تو اگر یہ سلسلہ اکتساب ختم نہ ہونے کی طرف چلا جائے تو وہ تسلسل ہوگا اور اگر یہ سلسلہ اکتساب پیچھے کی طرف لوٹ آئے تو دور لازم آئے گا۔

سوال(۳۶) دور اور تسلسل کیسے باطل ہوتے ہیں؟

جواب کیونکہ اگر تصور اور تصدیق کو حاصل کرنا دور یا تسلسل کے طریقے سے ہو تو اکتساب کا حاصل ہونا ممتنع ہو جائے گا کیونکہ دور کے طریقے میں یہ پہنچاتا ہے اس بات کی طرف کہ شے اس کے حصول سے پہلے حاصل ہو کیونکہ جب "أ" کا حصول بؔ پر موقوف ہو اور بؔ کا حصول "أ" پر ایک مرتبہ کے ساتھ یا کئی مراتب کے ساتھ تو بؔ کا حصول سابق ہوگا "أ" کے حصول پر اور "أ" کا حصول سابق ہوگا بؔ کے حصول پر اور قاعدہ ہے کہ جو سابق علی شئی پر سابق ہوتا ہے وہ اسی شے پر سابق ہوتا ہے یعنی بؔ پر جو سابق ہے "أ" پر وہ اسی شے یعنی "أ" پر سابق ہوگا تو "أ" اپنے حصول سے پہلے حاصل ہوگا اور یہ محال ہے اور تسلسل کے طریقے میں اس طرح کے جب علم مطلوب موقوف ہے ختم نہ ہونے والے امور کو ذہن میں حاضر کرنے پر اور ختم نہ ہونے والے امور کو ذہن میں حاضر کرنا محال ہے تو جو شے یعنی تسلسل موقوف ہے محال پر تو وہ بھی محال ہوگا،

سوال(۳۷) تمام تصورات و تصدیقات نہ تو نظری ہیں نہ بدیہی تو کیا ہیں؟

جواب: اس کی تین صورتیں بنتی ہیں (۱) تمام نظری ہوں (۲) تمام بدیہی ہوں (۳) بعض بدیہی ہوں اور بعض نظری ہوں جب پہلی دو قسمیں باطل ہو گئیں دلائل کے ساتھ تو تیسری قسم متعین ہوگی یعنی بعض بدیہی اور بعض نظری ہوں گے۔

سوال (۳۸) نظری کیسے حاصل ہوتے ہیں؟

جواب: بدیہی سے نظری کا حصول ممکن ہوتا ہے فکر کے راستے کے ساتھ کیونکہ جو جان لے دوسری شے کے لازم امر کو پھر جان لے ملزوم کے وجود کو تو اس کو ان دو سابق علموں سے وجود لازم کا علم حاصل ہو جائے گا ضروری طور پر تو اگر نظری کو حاصل کرنا فکر کے راستے کے ساتھ ممکن نہ ہوتا تو سابقہ دو علموں سے تیسرا علم حاصل نہ ہوتا،

سوال (۳۹) فکر کی تعریف کریں؟

جواب :" وهو ترتيب أمور معلومة للتأدي الى مجهول "فکر امور معلومہ کو ترتیب دینا ہے تاکہ یہ ترتیب مجہول تک

لے جائے جیسے جب ہم نے کوشش کی انسان کی معرفت حاصل کرنے کی اور ہم نے جان لیا حیوان کو اور ناطق کو تو ہم نے ان دونوں کو ترتیب دیا اس طور پر کہ حیوان کو مقدم کیا اور ناطق کو مؤخر کیا حتی کہ ذہن اس ترتیب سے انسان کی تصور کی طرف چلا گیا ۔

سوال (۴۰) ترتیب کی تعریف کریں؟

جواب: لغت میں ترتیب ہر شے کو اس کے مرتبے پر رکھنے کو کہتے ہیں اور اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ متعدد اشیاء کو رکھنا اس طریقے سے کہ ان پر اسم واحد کا اطلاق ہو اور ان کے بعض کی نسبت ہو دوسرے بعض کی طرف تقدم اور تاخر کے ساتھ یعنی ان کو اس حیثیت سے رکھا جائے کہ ان پر یہ کہنا صحیح ہو کہ یہ مقدم ہے اس پر اور وہ مؤخر ہے اس سے

:سوال (۴۱) فکر کی تعریف میں امور سے کیا مراد ہے؟

جواب: یہاں پر امور سے مراد جو ایک امر سے زیادہ ہو اور ہر جمع جو فن منطق کی تعریفات میں استعمال ہو اس سے مراد ایک سے زیادہ ہوگا اور یہاں پر امور کا اعتبار اس لیے کیا گیا کیونکہ ترتیب دو یا دو سے زیادہ چیزوں میں ہی ممکن ہے

سوال (۴۲) معلوم سے کون سے امور مراد ہیں؟

جواب: جن امور کی صورت عقل میں حاصل ہو ان کو معلوم کہتے ہیں اور یہ شامل ہیں تصوریہ اور تصدیقہ کو جو کہ یقینیات سے ہوں یا ظنیات سے ہوں یا جھلیات سے کیونکہ فکر جیسے تصورات میں جاری ہوتا ہے اسی طرح تصدیقات میں بھی جاری ہوتا ہے اور جس طرح یقینیات میں جاری ہوتا ہے اسی طرح ظنیات اور جھلیات میں بھی جاری ہوتا ہے

سوال (۴۳) ظنی اور جھلی کی مثال دیں؟

ظنی کی مثال یہ ہے کہ اس دیوار سے مٹی جھڑتی ہے ہر وہ دیوار جس سے مٹی جھڑتی ہو وہ گر جاتی ہے تو یہ دیوار گر جائے گی اور جھلی کی مثال یہ ہے کہ " العالم مستغن عن المؤثر و کل مستغن عن المؤثر قدیم فالعالم قدیم "(عالم موثر سے مستغنی ہے ہر وہ شے جو موثر سے مستغنی ہو وہ قدیم ہوتی ہے تو عالم قدیم ہے)

اعتراض: فکر کی تعریف میں ماتن کے قول "امور معلوم "میں لفظِ"معلوم" علم سے مشتق ہے اور علم الفاظ مشترکہ میں سے ہے کیونکہ علم کا اطلاق جس طرح حصول عقلی پر ہوتا ہے اسی طرح اس کا اطلاق "اعتقادِ جازم للواقع" پر بھی ہوتا ہے اور وہ پہلے سے اخص ہے حالانکہ تعریفات میں تو مشترک الفاظ کے استعمال سے بچنے کو شرط قرار دیا گیا ہے

لہذا آپ کی یہ تعریف درست نہیں؟

جواب: الفاظ مشترک کو تعریفات میں اس وقت استعمال کیا جا سکتا ہے جب الفاظ کے ساتھ کوئی ایسا قرینہ ہو جو الفاظ مشترک کو اس کے معنوں میں سے کسی ایک کے ساتھ متعین کر دے اور یہاں پر قرینہ موجود ہے جو کہ دلالت کر رہا ہے اس بات پر کہ تعریف میں مذکور علم سے مراد حصول عقلی ہے کیونکہ علم کی تفسیر کتاب منطق میں حصولِ عقلی کے ساتھ ہی کی جاتی ہے

سوال (۴۴) مطلوب میں " جہل " کا اعتبار کیوں کیا گیا ہے اس حیثیت سے کہ ماتن نے کہا "للتأدی الی مجھول" ایسا کیوں کہا؟ ماتن کو "للتأدی الی مطلوب" کہنا چاہیئے تھا؟

جواب: مطلوب میں جہل کا اعتبار اس لیے کیا گیا تا کہ اس بات پر تنبیہ ہو جائے کہ مطلوب کا من وجہ مجہول ہونا اور من وجہ معلوم ہونا ضروری ہے ورنہ علوم کا چاہنا محال ہو جائے گا یا پہلے سے حاصل علم کو دوبارہ حاصل کرنا لازم آئے گا اور حاصل کی تحصیل محال ہے

سوال (۴۵) عللِ اربع کی تعریفات لکھیں اور فکر کی تعریف کے عللِ اربع بھی بیان کریں؟

جواب: فکر کے تعریف کی ایک خوبی ہے کہ وہ عللِ اربع پر مشتمل ہے۔ عللِ اربع یہ ہیں

(۱) **علتِ مادّیہ:** مرکب کی وہ علت ہے جو اسکی حقیقت میں داخل ہو اور اس سے مرکب کا وجود بالقوۃ ہو۔ جیسے چارپائی کے لیئے لکڑی کے ٹکڑے علتِ مادّیہ ہیں۔

(۲) **علتِ صوریہ:** مرکب کی وہ علت جو اسکی حقیقت میں داخل ہو اور اس سے مرکب کا وجود بالفعل ہو۔ جیسے چارپائی کا مخصوص ڈھانچہ چارپائی کی علت صوریہ ہے۔

(۳) **علتِ فاعلیہ:** مرکب کی وہ علت جو اسکی حقیقت سے خارج ہو اور اس سے مرکب کا صدور ہو۔ جیسے چارپائی کے لیئے درکھان علت فاعلیہ ہے۔

(۴) **علتِ غائیہ:** مرکب کی وہ علت جو اسکی حقیقت سے خارج ہو اور اس کے لیئے مرکب کا صدور ہو۔ جیسے چارپائی کے لیئے (سلطان کا) بیٹھنا علتِ غائیہ ہے۔

فکر کی تعریف کے عللِ اربع:

علت صوریہ: ترتیب سے علت صوریہ کی طرف اشارہ ہے دلالتِ مطابقی کے طور پر کیونکہ فکر کی صورت وہ ایسی صورت اجتماعیہ ہے جو حاصل ہوتی ہے تصورات اور تصدیقات کے لیے

علت فاعلیہ: ترتیب سے علت فاعلیہ کی طرف اشارہ ہے دلالت التزامی کے طور پر کیونکہ ہر ترتیب کے لیے مرتِّب کا ہونا ضروری ہوتا ہے اور فکر کے لیے مرتب قوت عقلیہ ہے۔

علت مادیہ: امور معلومہ سے علت مادیہ کی طرف اشارہ ہے

علت غائیہ: لتأدی الی المجہول سے علت غائیہ کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اس ترتیب سے غرض، ذہن کا مطلوب مجہول کی طرف چلا جانا ہے

سوال (۴۶)منطق کی حاجت کیوں پیش آئی؟

جواب: فکر کی ترتیب ہمیشہ درست نہیں ہوتی کیونکہ بعض عقلاء بعض کارد کرتے ہیں اپنے افکار کے اقتضی میں ان میں سے ایک کی فکر عالم کے حدوث کی تصدیق کی طرف اور دوسرے کی عالم کے قدیم ہونے کی تصدیق کی طرف چلی جاتی ہے بلکہ ایک ہی انسان اپنے آپ کارد کرتا ہے دو وقتوں میں کبھی وہ فکر کرتا ہے تو اس کی فکر اس کو عالم کے قدیم ہونے کی تصدیق کی طرف لے جاتی ہے پھر فکر کرتا ہے تو اس کو اس کی فکر عالم کے حدوث کی طرف لے جاتی ہے تو یہ دونوں فکریں درست نہیں ہو سکتی ورنہ اجتماع نقیضین لازم آئے گا ہر فکر کے درست نہ ہونے کی وجہ سے ایک قانون کی حاجت پیش آئی جو فائدہ دے نظریات تصوریہ اور تصدیقیہ کے اکتساب کے طریقوں کو جاننے کا ان کی ضروریات سے اور احاطہ کرے افکار صحیحہ اور فاسدہ کا جو ان طریقوں میں واقع ہوں حتی کہ اس قانون سے جان لیا جائے کہ تمام نظری کس طریقے سے حاصل کیے جا سکتے ہیں اور کونسی فکر صحیح ہے اور کونسی فاسد ہے اور وہ قانون منطق ہے

سوال (۴۷))منطق کا نام منطق کیوں رکھا گیا؟

جواب: کیونکہ قوت نطقیہ (یعنی فکر وسوچ کی قوت) کا ظہور اسی علم کے سبب ہوتا ہے اس لیے اس کو منطق کہتے ہیں

سوال (۴۸) منطق کی تعریف کریں؟

جواب: "ورسموہ بأنہ آلۃ قانونیۃ تعصم مراعاتہاالذھن عن الخطاء فی الفکر "(منطق ایک ایسا آلہ قانونیہ ہے جس کی رعایت ذہن کو فکر میں خطا سے بچاتی ہے)

سوال(۴۹) آلہ کی تعریف کریں؟

جواب :"فالآلة هي الواسطة بين الفاعل و منفعله فى وصولِ أثره اليه"آلہ وہ فاعل اور منفعل کے درمیان ایسا واسطہ ہے جو فاعل کے اثر کو منفعل تک پہنچاتا ہے۔ جیسے"درکھان کے لیئے آرا (جس سے لکڑی کو کاٹتا ہے)پس وہ درکھان اور لکڑی کے درمیان واسطہ ہے کیونکہ وہ درکھان کے کاٹنے کے اثر کو لکڑی تک پہنچاتا ہے

سوال(۵۰) قیدأخیر"فی وصولِ أثره اليه "کوذکر کرنے کی وجہ بیان کریں؟

جواب : قید اخیر علت متوسطہ کو خارج کرنے کے لیے لایا گیا ہے کیونکہ علت متوسطہ اس کے فاعل اور منفعل کے درمیان واسطہ ہوتا ہے اس لیے کہ شے کی علت کی علت اس شے کے لیے علت ہوتی ہے واسطے کے ساتھ جیسے جب "أ "علت ہو بؔ کے لیے اور بؔ علت ہو جؔ کے لیے تو"أ"علت ہو گی جؔ کے لیے لیکن واسطے کے ساتھ مگر وہ ان کے درمیان علت بعیدہ کے اثر کو پہنچانے میں واسطہ نہیں ہے کیونکہ علت بعیدہ کا اثر معلول تک نہیں پہنچتا اگرچہ اس کے درمیان کوئی دوسری شے متوسط بھی ہو اور معلول تک اثر علت متوسطہ کا پہنچتا ہے کیونکہ معلول علت متوسطہ سے صادر ہوتا ہے اور علت متوسطہ علت بعیدہ سے صادر ہوتا ہے

سوال(۵۱) قانون کی تعریف کریں؟

جواب: قانون وہ ایسا امر کلی ہے جو اپنے تمام جزئیات پر مشتمل ہوتا ہے تاکہ ان کے احکام کو اس امر کلی سے جانا جائے جیسے نحویوں کا قول فاعل مرفوع ہوتا ہے وہ امر کلی ہے جو اپنے تمام جزئیات کو شامل ہے اور اس سے اس کے جزئیات کے احکام کو جانا جاتا ہے حتی کہ اس سے جانا جاتا ہے کہ ہمارے اس قول،ضرب زیدٌ(بکراً)،میں زید مرفوع ہے کیونکہ یہ فاعل ہے

سوال(۵۲)منطق کو آلہ کیوں کہتے ہیں؟

جواب کیونکہ منطق اکتساب میں قوتِ عاقلہ اور کسبی مطالب کے درمیان واسطہ ہے اس لیے اس کو آلہ کہتے ہیں

سوال (۵۳) منطق کو قانون کیوں کہا گیا ہے؟

جواب کیونکہ منطق کے مسائل ایسے قوانین کلیہ ہیں جو اپنے تمام جزیئات کو منطبق (شامل) ہوتے ہیں جیسے جب ہم نے جان لیا کہ سالبہ ضروریہ کا عکس سالبہ دائمہ آتا ہے تو اسی قانون کی وجہ سے ہم نے جان لیا کہ ہمارا یہ قول "لا شیء

من الانسان بحجر بالضرورۃ"منعکس ہوتاہے ہمارے اس قول کی طرف لاشی من الحجر بانسان دائما

سوال(۵۴) منطق کی تعریف میں" تعصم مراعاتها الذهنَ عن الخطاء فی الفکر "کی قید کیوں لگائی ہے؟

جواب: کیونکہ منطق بذات خود ذہن کو خطاسے نہیں بچاتابلکہ اس کی رعایت ذہن کو خطاسے بچاتی ہے اگر منطق بذات خود ذہن کو خطاسے بچاتاتوکسی بھی منطقی کو خطاء لاحق نہ ہوتی حالانکہ کبھی کبھار منطقی خطا کر جاتاہے منطق کی رعایت نہ کرنے کی وجہ سے تواس لیے یہ قیدلگائی گئی ہے

سوال (۵۵) منطق کی تعریف کے فوائد وقیودات بیان کریں؟

جواب:منطق کی تعریف میں "آله "جنس ہے جس میں تمام کاریگروں کے آلات شامل ہیں اور" قانونية"فصل اول ہے جس سے کاریگروں کے آلاتِ جزئیہ خارج ہوگئے اور"تعصم مراعاتها الذهن عن الخطاء فی الفکر "دوسری فصل ہے اس سے وہ علوم قانونیہ خارج ہوگئے جن کی رعایت ذہن کو فکر میں خطاسے نہیں بچاتی بلکہ گفتگو میں غلطی سے بچاتی ہے جیسے علوم عربیہ علم النحواور معانی وغیرہ

سوال(۵٦) منطق کی تعریف کورسم کہاہے حدّ کیوں نہیں کہا؟

جواب : **حدّ**: شئی کی حقیقت(نفس)میں جوداخل ہوتوحدّسے اسکی تعریف کی جائے گی

رسم : جوشئی کی نفس سے نہ ہوبلکہ اسکوعارض ہوتورسم سے اسکی تعریف کی جائےگی۔

منطق کی تعریف رسم ہے۔ **پہلی وجہ**: کیونکہ منطق کاالہ ہونااس کے عوارض میں سے ایک عارض ہے ذاتی نہیں ہے کیونکہ کسی شے کے لیے ذاتی وہ ہوتی ہے جواس کے لیے اس کے نفس میں سے ہواور منطق کاالہ ہونااس کے نفس سے نہیں ہے بلکہ اس کے علاوہ علوم حکمت پر قیاس کرنے سے منطق آلہ ہے۔

دوسری وجہ: یہ ہے کہ منطق کی تعریف غایت کے ساتھ کی گئی ہے اور شے کی غایت شے سے خارج ہوتی ہے اور خارج کے ساتھ تعریف کرنارسم ہوتاہے۔

تیسری وجہ: یہ ہے کہ ہر علم کی حقیقت اس علم کے مسائل ہوتے ہیں کیونکہ پہلے مسائل حاصل ہوتے ہیں پھر ان مسائل کے مقابلے میں اس علم کانام وضع کیاجاتاہے تواس علم کے لیئے ان مسائل کے علاوہ کوئی ماہیت وحقیقت نہیں تواس علم کی "معرفت بحسبِ حدِّہ " اوراسکی حقیقت اس علم کے تمام مسائل جانے بغیر حاصل نہیں ہوتی اوراس

علم کے تمام مسائل کا جاننا مقدمہ نہیں ہے اس علم میں شروع نے ہونے کے لیئے کیونکہ مقدمہ تو اس علم کو اس کی رسم کی حیثیت سے جاننا ہے اس لیے ماتن نے صراحت کر دی اپنی قول "ورسموہ" سے نہ کہ "وحدّوہ" سے اس بات پر تنبیہ کرنے کے لیے کہ ہر علم کے شروع میں جو مقدمہ ہوتی ہے وہ اس علم کی رسمہ ہوتی ہے نہ کہ حدّہ

اعتراض: مسائل کا علم تصدیق ہے اور علم کی معرفت بحدہ اس کا تصور ہے اور تصور تصدیق سے مستفاد (حاصل) نہیں ہو رہا؟

جواب: مسائل کا علم ان مسائل کے لیے تصدیق ہے حتی کہ جب تمام مسائل کی تصدیق ہو جائے گئ تو علم مطلوبہ حاصل ہو جائے گا لیکن علم مطلوب کا تصور بحدہ موقوف ہے ان تصدیقات کے تصور پر نہ کہ ان تصدیقات پر تو تصور تصدیق سے نہیں بلکہ تصور تصور سے حاصل ہو رہا ہے

اعتراض: منطق مکمل طور پر بدیہی ہے اس کی تعلیم کی حاجت نہیں ہونی چاہیے کیونکہ اگر منطق بدیہی نہ ہو تو کسبی ہو گی تو اس کے ایک قانون کو جاننے میں دوسرے قانون کی محتاجی ہو گئ اور دوسرے کے لیے تیسرے کی تو اس سے یا تو دور لازم آئے گا یا تسلسل لازم آئے گا اور یہ دونوں محال ہیں؟

جواب: منطق کے تمام اجزا بدیہی نہیں ہیں ورنہ اس کی تعلیم کی محتاجی نہ ہوتی اور نہ ہی اس کے تمام اجزا کسبی ہیں ورنہ دور یا تسلسل لازم آتا جیسا کہ اعتراض میں ذکر کیا گیا ہے بلکہ منطق کے بعض اجزاء بدیہی ہیں جیسے شکل اول اور بعض دوسرے اجزاء کسبی ہیں جیسے باقی تین شکلیں تو جو بعض کسبی ہیں وہ حاصل کیے جاتے ہیں بعض بدیہی کے ساتھ تو اس سے دور اور تسلسل لازم نہیں آئیں گے۔۔

دوسرا جواب: یہ ہے کہ یہاں پر دو صورتیں بنتی ہیں پہلی یہ کہ نفس منطق کی حاجت نہ ہوتی دوسری یہ کہ تعلیم منطق کی حاجت نہ ہوتی اور دلیل نفس منطق کی حاجت کے ثبوت پر ہے نہ کہ تعلیم منطق پر اور معارضہ مذکورہ کو اگر صحیح فرض کیا جائے تو بھی یہ تعلیم منطق سے مستغنی ہونے پر دلالت کرے گا اور یہ نفس منطق کی طرف محتاجی کے مخالف نہیں ہے کیونکہ بعید نہیں ہے کہ منطق کی تعلیم کی حاجت نہ ہو اس کے تمام اجزاء کے بدیہی ہونے کی وجہ سے یا منطق کے کسی دوسرے شے کے ذریعے معلوم ہونے کی وجہ سے لیکن نفس منطق کی طرف پھر بھی حاجت رہے گی

علوم نظریہ کو حاصل کرنے میں اور جو معارضہ میں ذکر کیا گیا ہے وہ معارضہ بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا کیونکہ معارضہ ممانعت کی سبیل پر مقابل ہوتا ہے اور یہاں مقابل نہیں ہے

البحث الثانی فی موضوع المنطق

سوال (۵۷) موضوع کی تعریف کریں؟

جواب: ہر علم کا موضوع وہ ہوتا ہے جس کے عوارض ذاتیہ کے بارے میں اس علم میں بحث کی جاتی ہے جیسے علم طب کے لیے انسان کا بدن کیونکہ علم طب میں صحت اور مرض کی حیثیت سے بدن انسان کے احوال کے بارے میں بحث کی جاتی ہے

سوال (۵۸) عوارض ذاتیہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: عوارض ذاتیہ وہ ہوتے ہیں (۱) جو کسی شے کو شے ہونے کی وجہ سے لاحق ہوتے ہیں (یعنی اس کی ذات کی وجہ سے اس کو لاحق ہوتے ہیں)۔ جیسے "تعجب کا لائق ہونا ذات انسان کے ساتھ"

(۲) یا اس کے جزء ہونے کی وجہ سے جیسے حرکت بالارادہ لاحق ہے انسان کو اس واسطے کے ساتھ کہ وہ حیوان ہے یا (۳) لاحق ہو گا ایسے امر کی وجہ سے جو اس سے خارج ہو اور اس کے برابر ہو۔ جیسے "ضاحک عارض ہے انسان کو تعجب کے واسطے کے ساتھ"

سوال (۵۹) عوارض کی تفصیل بیان کریں؟

جواب: عوارض چھ ہیں کیونکہ کسی شے کا عارض ہونا ذات کی وجہ سے ہو گا یا جزء کی وجہ سے ہو گا یا امر خارج سے ہو گا اور امر خارج یا تو معروض کے برابر ہو گا یا اس سے عام ہو گا یا اس سے خاص ہو گا یا اس کے لئے مبائین ہو گا تو یہ چھ ہو جائیں گے۔

سوال (۶۰) عوارض ذاتیہ کتنے اور کون کونسے ہیں اور ان کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: عوارض ذاتیہ تین ہیں (۱) جو عارض ہو ذات کی وجہ سے اس کا ذاتی ہونا ظاہر ہے (۲) جو عارض ہو جز کی وجہ سے وہ ذاتی اس طرح ہے کہ جو جز ہوتا ہے وہ ذات میں داخل ہوتا ہے اور جملے میں اس کی طرف مسند ہونا جو ذات میں ہے مسند الی الذات ہی کہلاتا ہے (۳) جو عارض ہو امر مساوی کی وجہ سے وہ ذاتی اس طرح ہے کہ مساوی مسند ہوتا ہے

ذات معروض کی طرف اور عارض مند ہوتا ہے مساوی کی طرف اور جو مسند الیہ شئ کی طرف مسند ہو وہ اسی شئ کی طرف مسند ہوتا ہے تو وہ عارض جو امر مساوی کی وجہ سے ہوگا وہ ذات کی طرف مسند ہوگا ان کو عوارض ذاتیہ کہا جاتا ہے کیونکہ ان تینوں کی نسبت ذات معروض کی طرف کی گئی ہے اس لیے یہ عوارض ذاتیہ ہوں گے

سوال(۶۱) عوارض غریبہ کتنے اور کونسے ہیں اور ان کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: عوارض غریبہ تین ہیں (۱) جو امر خارج کی وجہ سے عارض ہو اور معروض سے عام ہو (۲) جو امر خارج کی وجہ سے عارض ہو اور معروض سے خاص ہو (۳) جو امر خارج کی وجہ سے عارض ہو اور معروض کے مبائن ہو ان کو غریبہ کا نام دیا جاتا ہے کیونکہ ان میں غرابت ہوتی ہے ذاتِ معروض کی طرف قیاس کرتے ہوئے

سوال(۶۲) علوم میں کن عوارض سے بحث کی جاتی ہے؟

جواب:علوم میں موضوع کے عوارض ذاتیہ سے بحث کی جاتی ہے

سوال (۶۳) علم منطق کا موضوع بیان کریں؟

جواب: علم منطق کا موضوع معلومات تصوریہ اور تصدیقیہ ہیں کیونکہ منطقی ان کے عوارض ذاتیہ کے بارے میں بحث کرتے ہیں اس حیثیت سے کہ یہ لے جائیں مجہولِ تصوریہ اور مجہولِ تصدیقہ کی طرف

سوال(۶۴) منطقی معلومات تصوری اور تصدیقی کے عوارض ذاتیہ سے بحث کس حیثیت سے کرتے ہیں مثال کے ساتھ وضاحت کریں؟

جواب : منطقی ان کے ساتھ بحث کرتے ہیں اس حیثیت سے کہ وہ پہنچادیں مجہول تصوری اور تصدیقی تک جیسے منطقی بحث کرتے ہیں جنس حیوان اور فصل ناطق سے اور یہ دونوں معلوم تصوری ہیں اس حیثیت سے کہ ان دونوں کو کیسے مرکب کیا جائے تاکہ ان کا مجموعہ لے جائے مجہول تصوری تک اور وہ مجہول تصوری انسان ہے اور اسی طرح منطقی بحث کرتے ہیں متعدد قضایہ کے ساتھ اس حیثیت سے کہ تصور تک پہنچنا ان پر موقوف ہے جیسے معلومات تصوریہ کا کلیہ جزیہ ذاتیہ اور عرضیہ ہونا اور جنس فصل اور خاصہ ہونا اور منطقی ان کے ساتھ بحث کرتے ہیں اس حیثیت سے کہ تصدیق تک پہنچنا ان پر موقوف ہے یا تو، توقفِ قریب کے ساتھ جیسے معلومات تصدیقیہ کا قضیہ ہونا یا عکس قضیہ ہونا یا نقیض قضیہ ہونا وغیرہ یا توقف بعید کے ساتھ یعنی واسطے کے ساتھ جیسے معلومات تصدیقیہ کا موضوع اور محمول ہونا تو حاصل کلام

یہ ہوا کہ منطقی بحث کرتے ہیں معلومات تصوریہ اور تصدیقہ کے ان احوال کے ساتھ جو یا تو خود مجھولات تک پہنچاتے ہیں یا ان پر مجھولات تک پہنچنا موقوف ہوگا اور یہ احوال معلومات تصوریہ اور تصدیقیہ کو ذات کی وجہ سے عارض ہوتے ہیں تو منطقی بحث کرنے والے ہوتے ہیں ان کے عوارض ذاتیہ کے ساتھ

سوال(٦٥) موصل الی تصور کو کیا کہتے ہیں مع وجہ لکھیں؟

جواب: موصل الی تصور کو قول شارح کہتے ہیں کیونکہ وہ غالب طور پر مرکب ہوتا ہے اور قول مرکب کا مرادف ہے اسی لیے اس کو قول کہتے ہیں اور یہ اشیاء کی ماہیت کی شرح اور وضاحت کرتا ہے اس لیے اس کو شارح کہتے ہیں'

سوال (٦٦) موصل الی تصدیق کو کیا کہتے ہیں مع وجہ لکھیں؟

جواب: موصل الی تصدیق کو حجت کہتے ہیں کیونکہ جو اس کے ساتھ دلیل پکڑتا ہے وہ اپنے مطلوب پر استدلال کرتے ہوئے مدمقابل پر غالب آجاتا ہے

سوال(٦٧) پہلے بحث کو دوسرے پر مقدم کرنا کیوں واجب ہے؟

جواب پہلا بحث تصورات کے بارے میں ہے اور دوسرا بحث تصدیقات کے بارے میں ہے اور تصور تصدیق پر طبعی طور پر مقدم ہوتا ہے تو چاہیے کہ تصور کو تصدیق پر مقدم کیا جائے وضعی طور پر تاکہ وضع طبع کے مطابق ہو جائے

سوال(٦٨) تصور تصدیق پر طبعی طور پر مقدم کیوں ہے؟

جواب: کیونکہ تقدم طبعی وہ ہوتا ہے جو متقدم اس حیثیت سے ہو کہ متأخر اس کی طرف محتاج ہو اور متقدم، متأخر کے لیے علت تامہ نہ ہو اور تصور بھی اسی طرح ہے جب اس کی نسبت تصدیق کی طرف ہو اور تصور کا تصدیق کے لیے علت تامہ نہ ہونا ظاہر ہے ورنہ تصور کے حصول سے تصدیق کا حصول لازم آتا علت کے پائے جانے کے وقت معلول کے پائے جانے کے بالضرورۃ واجب ہونے کی وجہ سے اور تصدیق محتاج ہوتا ہے تصور کی طرف کیونکہ ہر تصدیق میں تین تصورات ضروری ہوتے ہیں (١) محکوم علیہ کا تصور یا اس کے ذات کے ساتھ یا اس کے اس امر کے ساتھ جو اس پر صادق آئے (٢) محکوم بہ کا تصور (٣) **حکم** کا تصور۔

کیونکہ جو بھی ان تینوں تصورات میں سے کسی ایک سے بھی جاہل ہوگا اس کے لیئے **حکم** ممتنع ہو جائے گا۔

سوال (٦٩) تصدیق محکوم علیہ کے تصور کی استدعاء(طلب) کرتا ہے اس کے کیا معنی ہیں؟

جواب: اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ تصدیق، تصورِ محکوم علیہ کو اس کی حقیقت کے ساتھ چاہتا ہے حتی کہ اگر شے کی حقیقت کو نہ جانا جائے تو اس پر حکم لگانا ممتنع ہوگا بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اس کے تصور کو چاہتا ہے کسی بھی جہت سے یا اس کی حقیقت کے ساتھ یا ایسے امر کے ساتھ جو اس پر صادق آے کیونکہ ہم حکم لگاتے ہیں ایسے ایسے اشیاء پر جن کے حقائق کو ہم نہیں جانتے جیسے ہمارا واجب الوجود پر علم اور قدرت کا حکم لگانا اور ایسی شئ پر حکم لگانا جس کو ہم دور سے دیکھتے ہیں اور اس پر حکم لگاتے ہیں کہ وہ معین جگہ کو گھیرے ہوئے ہے اگر حکم محکوم علیہ کے تصور کو اس کی حقیقت ہونے کے اعتبار سے چاہتا تو ہم سے ان احکام کے اُمثلہ صحیح نہ ہوتے۔

سوال (۷۰) حکم کتنے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور مذکورہ سوال نمبر (۶۸) میں دو مرتبہ لفظِ حکم آیا ہے تو بتاؤ" پہلے حکم "اور "دوسرے حکم " سے کونسا معنی مراد ہے؟

جواب: حکم مشترک طور پر دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے (۱) نسبت ایجابیہ اور نسبت سلبیہ جو دو چیزوں کے درمیان متصور ہوتے ہیں (۲) اس نسبت ایجابیہ یا سلبیہ کا ایقاع یا انتزاع۔ ان دونوں میں سے کونسا معنی پہلے حکم اور کونسا معنی دوسرے حکم میں مراد ہے اس کی چار صورتیں بنتی ہیں۔ (۱) دونوں (جگہ) حکم سے مراد نسبت ایجابیہ یا سلبیہ ہو اور یہ باطل ہے کیونکہ اس وقت ہمارے اس قول" لامتناع الحکم ممن جهل احد هذه الامور الثلاثه " کا کوئی معنی نہیں ہوگا کیونکہ اس وقت اس قول کا معنی ہوگا جو نسبت ایجابیہ سے جاہل ہے اس کے لیے نسبت ایجابیہ ممتنع ہوگا اور یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ دو شے کے درمیان نسبت ایجابیہ جائز ہے نسبت ایجابیہ کے تصور کے بغیر (۱) دونوں سے مراد ایقاع نسبت ہو تو اس سے یہ بات لازم آئے گی کہ تصدیق تقاضہ کرتا ہے ایقاع کے تصور کا اور یہ بات باطل ہے کیونکہ جب ہم اس بات کا ادراک کرتے ہیں کہ نسبت واقع ہوئی ہے یا نہیں تو اس سے ہمیں تصدیق حاصل ہو جاتا ہے اور تصدیق کا حصول اس ادراک کے تصور پر موقوف نہیں ہوتا (۳) پہلے حکم سے ایقاع نسبت اور دوسرے سے نسبت ایجابیہ ہو تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اس کا معنی ہوگا نسبت ایجابیہ موقوف ہے نسبت کے ایقاع پر اور یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ ایقاع کے بغیر بھی دو شے کے درمیان نسبت پائی جاتی ہے (۴) پہلے حکم سے مراد نسبت ایجابیہ اور سلبیہ ہو جو حکم تصدیق میں ضروری ہوتا ہے اور دوسرے حکم سے مراد ایقاع نسبت یا انتزاع نسبت ہو تو حکم ممتنع ہوتا ہے اس کے لیے جو ان تینوں میں سے کسی ایک سے بھی جاہل ہو یہ صحیح ہے کیونکہ نسبت کے ایقاع اور انتزاع کے لیے نسبت

ایجابیہ یا سلبیہ کا تصور ضروری ہوتا ہے

المقالۃ الاولیٰ فی المفردات

الفصل الاوّل فی الالفاظ

سوال (۷۱) مقالات کتنے ہیں اور مقالہ اولیٰ کس بارے میں ہے اور اس میں کتنی فصلیں ہیں؟ نیز منطق میں الفاظ کی بحث کیوں کی جاتی ہے؟

جواب: کل مقالات تین ہیں، مقالہ اولیٰ مفردات کے بارے میں ہے۔ اس میں چار فصلیں ہیں۔

فصلِ اوّل الفاظ کے بارے میں ہے۔

مقالہ اولیٰ میں ایک منطقی کو منطقی ہونے کی حیثیت سے الفاظ کی بحث کے ساتھ کوئی شغل نہیں کیونکہ منطقی بحث کرتا ہے قول شارح اور حجت کے ساتھ اور ان دونوں کی کیفیت و ترکیب کے ساتھ اور یہ الفاظ پر موقوف نہیں ہیں کیونکہ جو تصور تک پہنچاتے ہیں وہ جنس اور فصل کے الفاظ نہیں بلکہ ان کے معنی ہیں اور اسی طرح جو تصدیقات تک پہنچاتے ہیں وہ قضایا کے مفہوم ہیں نہ کہ الفاظ لیکن معانی سے افادہ اور استفادہ کرنا موقوف ہے الفاظ پر اسی لیے منطق میں الفاظ کی بحث کی جاتی ہے تو الفاظ میں نظر کرنا مقصود بالغرض اور بالقصد ثانی ہوگا

سوال (۷۲) دلالت کی تعریف کریں؟

جواب شے کا اس حالت میں ہونا کہ اس شے کے جاننے سے دوسری شے کا جاننا لازم آئے دلالت کہلاتا ہے پہلے شے کو دال اور دوسرے کو مدلول کہتے ہیں

سوال (۷۳) دلالت کی اقسام بیان کریں؟

جواب: دلالت کی دو قسمیں ہیں (۱) لفظیہ (۲) غیر لفظیہ اگر دلالت کرنے والی شے لفظ ہو تو دلالت لفظیہ ہوگی اور اگر دلالت کرنے والی شے لفظ نہ ہو تو دلالت غیر لفظیہ ہوگی

سوال (۷۴) دلالت لفظیہ کی تقسیم وجہ حصر کی صورت میں بیان کریں؟

جواب دلالت لفظیہ کی تین قسمیں ہیں (۱) دلالت وضعیہ (۲) دلالت طبعیہ (۳) دلالت عقلیہ

کیونکہ دلالت لفظیہ یا تو جاعل کے جعل کیے اعتبار سے ہو گی یا نہیں ہو گی اگر ہو گی تو وہ وضعیہ ہے اگر نہیں ہو گی تو دو حال سے خالی نہیں ہے کہ وہ طبیعت کے تقاضے کی حیثیت سے ہو گی یا نہیں ہو گی اگر طبیعت کے تقاضے کی حیثیت سے ہو گی تو وہ طبعی ہے اگر طبیعت کے تقاضے کی حیثیت سے نہ ہو تو وہ عقلیہ ہے

سوال (۷۵) منطق میں کونسی دلالت مقصود ہے اس کی تعریف کریں؟

جواب: منطق میں دلالت لفظیہ وضعیہ مقصود ہے اس کی تعریف یہ ہے کہ لفظ کا اس حیثیت میں ہونا کہ جب بھی اس کا ادراک کیا جائے اس سے اس کا معنی سمجھا جائے وضع کے علم کی وجہ سے

سوال (۷۶) دلالت لفظیہ وضعیہ کی تقسیم وجہ حصر کی صورت میں بیان کریں؟

جواب: اس کی تین قسمیں ہیں (۱) دلالت مطابقی (۲) دلالت تضمنی (۳) دلالت التزامی کیونکہ جب لفظ دلالت کرے گا معنی پر وضع کی حیثیت سے تو وہ معنی جو لفظ کا مدلول ہے یا تو معنی موضوع لہ کا عین ہو گا یا اس میں داخل ہو گا یا اس سے خارج ہو گا

سوال (۷۷) دلالت مطابقی کی تعریف کریں؟

جواب: لفظ کا دلالت کرنا اپنے معنی پر اس واسطے کے ساتھ کہ یہ لفظ اس معنی کے لیے وضع کیا گیا ہے دلالت مطابقی کہلاتا ہے جیسے انسان کی دلالت حیوان ناطق پر کیونکہ انسان دلالت کرتا ہے حیوان ناطق پر اس وجہ سے کہ یہ حیوان ناطق کے لیے وضع کیا گیا ہے

سوال (۷۸) دلالت تضمنی کی تعریف کریں؟

جواب: لفظ کا دلالت کرنا اپنے معنی پر اس واسطے کے ساتھ کہ یہ لفظ ایسے معنی کے لیے وضع کیا گیا ہے جس میں یہ معنی مدلول لفظ داخل ہے جیسے انسان کی دلالت صرف حیوان پر یا صرف ناطق پر کیونکہ انسان دلالت کرتا ہے حیوان پر یا ناطق پر اس وجہ سے کہ یہ حیوان ناطق کے لیے وضع کیا گیا ہے اور حیوان ناطق وہ ایسا معنی ہے جس میں ناطق یا حیوان داخل ہے جو کہ لفظ کا مدلول ہے

سوال (۷۹) دلالت التزامی کی تعریف کریں؟

جواب: لفظ کا دلالت کرنا اپنے معنی پر اس واسطے کے ساتھ کہ یہ لفظ ایسے معنی کے لیے وضع کیا گیا ہے جس سے یہ معنی مدلول لفظ خارج ہے اور اس کو لازم ہے جیسے انسان کی دلالت قابل علم پر کیونکہ اس کی دلالت قابل علم پر اس واسطے کے ساتھ ہے کہ یہ لفظ حیوان ناطق کے لیے وضع کیا گیا ہے اور قابل علم ہونا حیوان ناطق سے خارج ہے اور اس کو لازم ہے

سوال(۸۰) دلالت کے اقسام کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: پہلے کا نام مطابقی رکھا گیا ہے کیونکہ اس میں لفظ اپنے معنی موضوع لہ کے مطابق یعنی اس کے تمام کے موافق ہوتا ہے دوسرے کا نام تضمنی رکھا گیا ہے کیونکہ وہ معنی موضوع لہ کا جز ہوتا ہے اور اس کے ضمن میں داخل ہوتا ہے تو یہ دلالت ہو گی اس پر جو معنی موضوع لہ کے ضمن میں ہے تیسرے کا نام التزامی رکھا گیا ہے کیونکہ اس میں لفظ ہر اس معنی پر دلالت نہیں کرتا جو اس کے معنی موضوع لہ سے خارج ہو بلکہ اس معنی پر دلالت کرتا ہے جو اس سے خارج ہو اور اس کو لازم ہو

سوال(۸۱) دلالات ثلاثہ کی تعریف میں توسط الوضع کی قید کیوں لگائی گئی؟

جواب: کیونکہ اگر ان کو توسط الوضع کے ساتھ مقید نہ کیا جاتا تو ان دلالت میں سے بعض کی تعریف بعض کے ساتھ ٹوٹ جاتی یہ اس طرح کہ جائز ہے کوئی لفظ مشترک ہو جز اور کل کے درمیان جیسا کہ لفظ امکان کیونکہ یہ استعمال ہوتا ہے امکان خاص کے لیے جس میں طرفین کی طرف سے ضرورت کا سلب ہوتا ہے اور امکان عام کے لیے جس میں ایک طرف سے ضرورت کا سلب ہوتا ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ لفظ مشترک ہو ملزوم اور لازم کے درمیان جیسے لفظ شمس کیونکہ اس کو وضع کیا گیا ہے سورج کی ٹکی کے لیے اور روشنی کے لیے بھی تو اس کی چار صورتیں ممکن ہوتی ہیں

پہلی صورت: یہ ہے کہ لفظ امکان کو مطلق ذکر کیا جائے اور اس سے مراد امکان عام لیا جائے

دوسری صورت: یہ ہے کہ امکان خاص مراد لیا جائے

تیسری صورت: یہ ہے کہ لفظ شمس کو مطلق ذکر کیا جائے اور اس سے مراد" جرم " یعنی سورج کی ٹکی لی جائے جو کہ ملزوم ہے

چوتھی صورت: یہ ہے کہ اس سے مراد"ضوء"یعنی روشنی لی جائے جو کہ لازم ہے جب یہ چار صورتیں متحقق ہو

گئیں تو ہم کہتے ہیں کہ اگر دلالت مطابقی کو مقید نہ کیا جاتا توسط الوضع کی قید کے ساتھ تو یہ دلالت تضمنی اور التزامی کے ساتھ ٹوٹ جاتا۔

دلالت تضمنی : کے ساتھ اس طرح ٹوٹتا کہ جب امکان کا اطلاق کیا جاتا اور اس سے مراد امکان خاص لیا جاتا تو اس کی دلالت امکان خاص پر مطابقی اور امکان عام پر تضمنی ہوتی اور اسی طرح امکان عام پر بھی یہ صادق آتا کہ یہ لفظ کی دلالت ہے اس معنی پر جس کے لیے اس کو وضع کیا گیا ہے کیونکہ امکان عام وہ ہے جس کے لیے امکان کو وضع کیا گیا ہے تو اس سے دلالت مطابقی کی حد (تعریف) میں دلالت تضمنی داخل ہو جاتی تو وہ دخول غیر سے مانع نہ ہوتی لیکن جب اس کی حد کو مقید کر دیں گے توسط الوضع کے ساتھ تو اس سے یہ دلالت نکل جائے گی کیونکہ اس صورت میں لفظ امکان کی دلالت امکان عام پر ایسی دلالت ہو گی جو لفظ کے معنی موضوع لہ پر ہوتی ہے لیکن وہ دلالت ایسے واسطے کے ساتھ نہیں ہو گی کہ یہ لفظ امکان عام کے لیے وضع کیا گیا ہے اگر ہم امکان کے مقابلے میں امکان عام کے وضع کے اٹھا لینے کو فرض کر لیں بلکہ وہ دلالت اس واسطے کے ساتھ ہو گی کہ لفظ کو وضع ہی امکان خاص کے لیے کیا گیا ہے جس میں امکان عام داخل ہے

دلالت التزامی: کی تعریف اس طرح ٹوٹتی کہ جب لفظ شمس کا اطلاق کیا جاتا اور اس سے مراد سورج کی ٹکی لی جاتی تو اس کی دلالت اس پر مطابقی ہو گی اور سورج کی روشنی پر التزامی ہو گی اس کے ساتھ کے "ضوء" پر بھی صادق آتا ہے کہ وہ لفظ کی دلالت ہے اس پر جس کے لیے لفظ کو وضع کیا گیا ہے تو اس سے دلالت مطابقی کی تعریف میں التزامی داخل ہو جاتی جب ہم نے اس کو مقید کر دیا توسط الوضع کی قید کے ساتھ تو اس سے یہ دلالت خارج ہو گئی کیونکہ یہ دلالت اگرچہ ایسی دلالت ہو گی جو لفظ کی دلالت ہوتی ہے اس پر جس کے لیے اس کو وضع کیا گیا ہو مگر یہ دلالت نہیں ہو گی اس واسطے کے ساتھ کہ یہ لفظ وضع کیا گیا ہے اس کے لیے کیونکہ اگر ہم فرض کر لیں یہ وضع نہیں کیا گیا روشنی کے لیے بلکہ اس واسطے کے ساتھ ہو گی کہ لفظ وضع کیا گیا ہے ٹکی کے لیے اور روشنی اس کو لازم ہے اور یہ اس کے لیے ملزوم ہے تو یہ اس پر دلالت کرے گا دلالت التزامی کے طور پر

سوال (۸۲) لفظ کی دلالت جب امر خارج پر ہو اس کے لیے کیا شرط ہے اور وہ شرط کیوں ہے ؟

جواب: دلالت التزامیہ میں لفظ کی دلالت معنی موضوع لہ سے خارج پر ہوتی ہے اور اس بات میں کوئی خفا نہیں ہے کہ لفظ اپنے ہر امر خارج پر دلالت نہیں کرتا تو ضروری ہے کہ خارج پر لفظ کی دلالت کے لیے کوئی شرط ہو اور وہ شرط لزوم

ذہنی ہے یعنی امر خارج لفظ کے مسمی کو لازم ہو اس حیثیت سے کہ مسمی کے تصور سے اس امر خارج کا تصور لازم آئے اس لیے کہ اگر یہ شرط متحقق نہ ہو گا تو لفظ سے امر خارج کا فہم ممتنع ہو جائے گا اور لفظ اس پر دلالت کرنے والا نہیں ہو گا یہ اس لیے کہ لفظ وضع کی حیثیت سے اپنے معنی پر دو امروں میں سے کسی ایک کی وجہ سے دلالت کرتا ہے یا اس وجہ سے کہ وہ لفظ اس معنی کے مقابلے میں وضع کیا گیا ہوتا ہے یا اس وجہ سے کہ معنی موضوع لہ کے فہم سے اس کا فہم لازم آتا ہے اور لفظ امر خارج کے لیے وضع نہیں کیا گیا ہوتا تو اگر امر خارج ایسا نہ ہو کہ مسمی کے تصور سے اس کا تصور لازم آئے تو امر ثانی متحقق نہ ہو گا اور لفظ اس پر دلالت بھی نہیں کرے گا

سوال (۸۳) لزوم خارجی کیا ہے اور یہ شرط کیوں نہیں ہے؟

جواب: لزوم خارجی وہ امر خارج کا اس طرح ہونا ہے کہ خارج میں مسمی کے متحقق ہونے سے اس امر خارج کا خارج میں متحقق ہونا لازم آئے یہ شرط نہیں ہے کیونکہ یہ اگر شرط ہو تو لازم آئے گا کہ دلالت التزامی اس کے علاوہ متحقق نہ ہو اور یہ لازم باطل ہے تو ملزوم بھی باطل ہو گا کیونکہ ملازمۃ میں مشروط کا متحقق ہونا شرط کے بغیر ممتنع ہوتا ہے۔

"لازم کا بطلان اس طرح ہے کہ عدم (جیسے عمی) دلالت کرتا ہے ملکہ (جیسے بصر) پر دلالت التزامی کے طور پر کیونکہ عدم بصر اس شخص کی شان ہو گی کہ وہ بصیر بھی ہو اس کے ساتھ کہ خارج میں یہ دونوں ایک دوسرے کے معاند ہیں

اعتراض: اگر تو کہے کہ بصر عمی کے مفہوم کا جز ہے تو یہ دلالت التزامی نہیں ہو گا بلکہ دلالت تضمنی ہو گا!

جواب: تو ہم کہیں گے عمی عدم بصر ہے" نہ کہ عدم اور بصر ہے" کیونکہ عدم، بصر کی طرف مضاف ہے تو بصر اس سے خارج ہو گا ورنہ عمی میں بصر اور عدم بصر دونوں جمع ہو جائیں گے

سوال (۸۴) کیا دلالت مطابقی کو دلالت تضمنی اور التزامی لازم ہوتے ہیں؟

جواب: دلالت مطابقی کو دلالت تضمنی لازم نہیں ہوتی کیونکہ جائز ہے کہ لفظ کو معنی بسیط کے لیے وضع کیا گیا ہو تو اس کی دلالت مطابقی تو ہو گی تضمنی نہیں ہو گی کیونکہ معنی بسیط کا کوئی جز نہیں ہوتا۔

دلالت مطابقی کو دلالت التزامی کا لازم ہونا غیر معین ہے کیونکہ دلالت التزامی اس بات پر موقوف ہوتی ہے کہ وہ لفظ کے معنی کو اس طرح لازم ہو کہ اس کے معنی کے تصور سے اس کا تصور لازم آئے اور ہر ماہیت کا اس طرح ہونا کہ اس کے لیے ایسا لازم پایا جائے غیر معلوم ہے اس بات کے جواز کی وجہ سے کہ ماہیات میں سے کوئی ایسی ماہیت ہو جس کو

کوئی بھی شے اس طرح لازم نہ ہو تو جب لفظ کو وضع کیا گیا اس ماہیت کے لیے تو اس کی دلالت اس پر مطابقی تو ہو گی لیکن التزامی نہیں ہو گی اس شرط کے ممتنع ہونے کی وجہ سے اور وہ شرط لزوم ذہنی ہے

سوال (۸۵) مطابقی کو التزامی لازم ہوتی ہے یا نہیں اس بارے میں امام رازی کا کیا مؤقف ہے؟

جواب: امام رازی گمان کرتے ہیں کہ مطابقی کو التزامی لازم ہوتی ہے کیونکہ ہر ماہیت کے تصور کو اس کے لوازم میں سے کسی ایک لازم کا تصور ضرور لازم ہوتا ہے اور اس کا اقل یہ ہے کہ " أنها ليست غيرها "(یہ شے ہے اس کا غیر نہیں ہے) تو جب لفظ ملزوم پر دلالت کرے گا تو دلالت مطابقی کے ساتھ تو لازم پر دلالت کرے گا التزامی کے ساتھ

امام صاحب کے گمان کا جواب: یہ ہے کہ ہم تسلیم نہیں کرتے کہ ہر ماہیت کے تصور کو یہ تصور لازم ہوتا ہے کہ یہ ہے اس کا غیر نہیں ہے کیونکہ جب ہم کثیر اشیاء کی ماہیات کا تصور کرتے ہیں تو ہمارے دل میں غیر کا خیال ہی نہیں گزرتا تو چھ جائیکہ خیال ائے گا کہ یہ ہے اس کا غیر نہیں ہے

سوال (۸۶) کیا دلالت تضمنی کو التزامی لازم ہوتی ہے؟

جواب: دلالت تضمنی کو التزامی کا لازم ہونا ظاہر نہیں ہے کیونکہ جب تمام ماہیات بسیطہ کے لیے لازم ذہنی کا پایا جانا معلوم نہیں ہے اسی طرح تمام ماہیات مرکبہ کے لیے لزوم ذہنی کا پایا جانا معلوم نہیں ہے اس بات کے جواز کی وجہ سے کہ ماہیات مرکبہ میں سے کوئی ماہیت ایسی ہو جس کے لیے لازمی ذہنی نہ ہو تو لفظ جس معنی کے مقابلے میں وضع کیا گیا وہ اس معنی کے اجزا پر دلالت کرے گا تضمنی کے طور پر نہ کہ التزامی کے طور پر یہاں پر مصنف علیہ رحمہ کو تسامح ہوا ہے کیونکہ جو انہوں نے ذکر کیا اس سے یہ لازم نہیں اتا کہ تضمنی کو التزامی کا لازم نہ ہونا ظاہر ہے بلکہ اس سے یہ لازم اتا ہے تو تضمنی کو التزامی کا لازم ہونا ظاہر نہیں اور ان کے درمیان فرق ظاہر ہے

سوال: کیا دلالت تضمنی اور التزامی کو مطابقی لازم ہوتا ہے؟

جواب: جی ہاں دلالت تضمنی اور التزامی کو مطابقی لازم ہوتا ہے کیونکہ یہ دونوں ہمیشہ مطابقی کے ساتھ پائے جاتے ہیں کیونکہ یہ دونوں اس کے تابع ہیں اور تابع اس حیثیت سے کہ وہ تابع ہے متبوع کے بغیر نہیں پایا جاتا یہاں پر حیثیت کی قید تابع الأعم سے احتراز کرنے کے لیے لگائی گئی ہے جیسے حرارت آگ کے لیے تابع ہے لیکن کبھی کبھار یہ آگ کے علاوہ بھی پائی جاتی ہے جیسے سورج کی روشنی میں لیکن حرارت اس حیثیت سے کہ وہ تابع ہے آگ کے نہیں پایا جاتا مگر

آگ کے ساتھ

اعتراض: جب اس قول کو قیاس بنایا جائے اور تابع کو صغری میں مقید کیا جائے حیثیت کے ساتھ تو اس کو ہم منع کرتے ہیں اور اس کو مقید نہ کیا جائے تو حداوسط متکرر نہیں ہو گا اور مطلوب نتیجہ نہیں دے گا؟

جواب: ممکن ہے کہ اس کا جواب دیا جائے اس طور پر کہ حیثیت کی قید کبرٰی میں حدِّاوسط کے لیے قید نہیں بلکہ اس میں موجود حکم کے لیے ہے تو حداوسط متکرر ہو جائے گا لیکن ان دونوں مقدموں سے جو نتیجہ آئے گا وہ مطلوب نہیں ہو گا بلکہ مطلوب یہ تھا کہ مطلقا تضمنی مطابقی کے بغیر نہیں پایا جاتا اور یہ لازم ہی نہیں آرہا۔

سوال(۸۷) مرکب کی تعریف کریں؟

جواب: وہ لفظ جو دلالت کرے اپنے معنی پر مطابقت کے ساتھ اگر اس کے جز کی دلالت اس کے معنی کے جز پر مقصود ہو تو وہ مرکب ہو گا جیسے "رامی الحجارۃ" کیونکہ رامی سے مقصود "رمی" پر دلالت کرنا ہے اور وہ منسوب ہے اس کی طرف جس کے لیے اس کو وضع کیا گیا ہے اور" حجارۃ "سے جسم معین پر دلالت مقصود ہے اور ان دونوں مضمونوں کا مجموعہ رامی الحجارہ کا معنی ہے

سوال(۸۸) مرکب کے لیے کیا ضروری ہے؟

جواب: مرکب کے لیے ضروری ہے کہ اس لفظ کا کوئی جز ہو اور معنی پر دلالت کرے اور یہ معنی لفظ سے مقصود معنی کا جز ہو اور یہ کہ لفظ کے جز کی دلالت معنی مقصود کے جز پر مقصود ہو تو جن الفاظ میں یہ چار شرائط نہیں ہوں گی وہ مرکب نہیں ہوں گے

سوال(۸۹) مفرد کی تعریف کریں؟

جواب: مفرد وہ لفظ ہے جس کے جز سے اس کے معنی کے جز پر دلالت مقصود نہ ہو برابر ہے اس کے لیے کوئی جز ہی نہ ہو جیسے ہمزہ استفہام (أ) یا اس کا جز ہو لیکن معنی پر دلالت نہ کرے جیسے زید یا اس کا جز ہو اور معنی پر دلالت بھی کرے لیکن اس کی دلالت معنی مقصود کے جز پر نہ ہو جیسے عبداللہ جب علم ہو یا اس کا جز ہو اور معنی مقصود پر دلالت بھی کرے لیکن اس کی دلالت مقصود نہ ہو جیسے حیوان ناطق جب یہ انسانی شخص کا نام ہو مفرد کی تعریف ان چار طرح کے الفاظ کو شامل ہے

اعتراض مفرد مرکب سے تبعا مقدم ہوتا ہے مصنف نے اس کو وضع میں مؤخر کیوں کیا وضع کا تبع کے مخالف ہونا قوۃ الخطاء ہے محصلین کے نزدیک؟

جواب: مفرد اور مرکب میں دو اعتبار ہیں ایک حسب ذات جو مفردات میں سے زید عمر وغیرہ پر صادق آتا ہے اور دوسرا حسب مفہوم جس کے مقابلے میں لفظ کو وضع کیا گیا ہو جیسے کاتب کا مفہوم یہ ہے کہ وہ شے جس کے لیے کتابت ہے اور ذات یہ ہے کہ وہ فرد انسان جس پر کاتب صادق آتا ہے ۔"اگر تم نے اعتراض والے قول میں مراد لیا کہ ذاتِ مفرد،ذاتِ مرکب پر مقدم ہے تو اس کو ہم تسلیم کرتے ہیں لیکن مصنف نے اس کو تعریف میں مؤخر کیا ہے اور تعریف حسب ذات نہیں ہوتی بلکہ حسب مفہوم ہوتی ہے اور اگر آپ نے مراد لیا کہ حسب مفہوم مفرد مرکب پر مقدم ہے تو یہ ممنوع ہے کیونکہ مرکب کے مفہوم میں جو قیودات ہیں وہ وجودی ہیں اور مفرد کے مفہوم میں جو قیودات ہیں وہ عدمی ہیں اور تصور میں وجود عدم سے سابق (مقدم) ہوتا ہے اس لیے مصنف نے تعریف میں مفرد کو مؤخر کیا اور احکام واقسام میں مفرد کو مقدم کیا کیونکہ وہاں مفرد حسبِ ذات مراد ہوتا ہے۔

سوال(۹۰) تقسیم میں دلالت مطابقی کا اعتبار کیا گیا دلالت تضمنی اور التزامی کا اعتبار کیوں نہیں کیا؟

جواب: کیونکہ اگر تضمنی اور التزامی کا اعتبار کیا جاتا مرکب اور مفرد ہونے میں تو ایسا لفظ مرکب جو دو ایسے لفظوں سے مرکب ہو جن کو معنی بسیط کے لیے وضع کیا گیا ہو ان کا مفرد ہونا لازم آئے گا لفظ کے جز کی معنٰی تضمنی کے جز پر دلالت نہ کرنے کی وجہ سے جبکہ اس کے لیے کوئی جز ہی نہیں " یا لفظ مرکب دو ایسے لفظوں سے مرکب ہو جن کو وضع کیا گیا ہو ایسے معنی کے مقابلے میں جس کا لازم ذہنی بسیط ہو اس کا مفرد ہونا لازم آئے گا لفظ کے جز کی معنی التزامی کے جز پر دلالت نہ کرنے کی وجہ سے اس لیے ان کا اعتبار نہیں کیا گیا ۔

اعتراض: جب ایک لفظ کا دو مطابقی معنوں کی وجہ سے مفرد اور مرکب ہونا جائز ہے جیسے عبداللہ کیونکہ یہ علم ہونے سے پہلے مرکب اور بعد میں مفرد ہو جاتا ہے تو ایک لفظ کا دلالت مطابقی کے ساتھ مرکب ہونا اور تضمنی کے ساتھ مفرد ہونا کیوں جائز نہیں ہے؟

جواب: مفرد اور مرکب ہونا دلالت تضمنی اور التزامی کے معنی کی طرف نسبت کرنے کے ساتھ اس وقت متحقق ہوتا

ہے جب متحقق ہو دلالت مطابقی کے معنی کی طرف نسبت کرنے سے کیونکہ جب لفظ کا جز معنی تضمنی کے جز پر دلالت کرے گا تو وہ معنی مطابقی کے جز پر بھی دلالت کرے گا کیونکہ معنی تضمنی معنی مطابقی کا جز ہوتا ہے اور جو جز کا جز ہوتا ہے وہ بھی جز ہوتا ہے اور " التزامی میں جب لفظ کا جز دلالت کرے گا لفظ کے معنی التزامی کے جز پر التزام کے طور پر تحقیق وہ دلالت کرے گا معنی مطابقی کے جز پر مطابقت کے طور پر، دلالت التزامی کے دلالت مطابقی کے علاوہ متحقق ہونے کے ممتنع ہونے کی وجہ سے تو تحقیق مفرد اور مرکب متحقق ہوتے ہیں معنی مطابقی کی طرف نسبت کرنے کے ساتھ نہ کے معنی تضمنی اور التزامی کی طرف نسبت کرنے کے ساتھ جیسے مذکورہ دو مثالوں میں ہے اسی وجہ سے مفرد اور مرکب کی طرف تقسیم کو مطابقی کے ساتھ خاص کیا گیا ہے

سوال(۹۱) مفرد کی تقسیم وجہ حصر کی صورت میں بیان کریں؟

جواب: مفرد کی تین قسمیں ہیں (۱)اسم (۲)کلمہ (۳)اداۃ

وجہ حصر: یاتو مفرد اکیلے " مخبَر به "بننے کی صلاحیت رکھے گا یا نہیں رکھے گا اگر نہیں رکھے گا تو وہ اداۃ ہے جیسے فی اور لا اور اگر اکیلے مخبر بہ بننے کی صلاحیت رکھے گا تو اس کی دو صورتیں ہیں یا تو وہ اپنے ھیت اور صیغہ کے ساتھ تینوں زمانوں میں سے کسی ایک معین زمانے پر دلالت کرے گا یا نہیں کرے گا اگر کرے گا تو کلمہ ہو گا اور اگر نہیں کرے گا تو اسم ہو گا

سوال(۹۲) اُداۃ کی دو مثالیں کیوں ذکر کی گئیں؟

جواب: دو مثالیں اس لیے ذکر کی ہیں کیونکہ جو صلاحیت نہیں رکھتا کہ اکیلے مخبر بہ بنے اس کے دو قسمیں ہیں یا تو وہ اصلاً مخبر بہ بننے کی صلاحیت نہیں رکھے گا جیسے فی کیونکہ ہمارے قول (زید فی الدار) میں مخبر بہ حصل یا حاصل ہے اس میں فی کا کوئی دخل نہیں ہے اور یا تو صلاحیت رکھتا ہو گا لیکن اکیلے میں مخبر بہ بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہو گا جیسے لا کیونکہ ہمارے قول (زید الحجر) میں خبر لا حجر ہے اور لا کا مخبر بہ میں دخل ہے

اعتراض (۹۳) افعال ناقصہ کو بھی اُداۃ ہونا چاہیے کیونکہ وہ اپنے معنی پر اکیلے دلالت نہیں کرتے؟

جواب اس میں کوئی دوری نہیں ہے کیونکہ منطقیوں کے نزدیک اُداۃ کی دو قسمیں ہیں (۱) غیر زمانیہ (۲) زمانیہ اور افعال ناقصہ ادوات زمانیہ ہیں اس میں غایت یہ ہے کہ منطقیوں کی اصطلاح نحویوں کی اصطلاح کے مطابق نہیں ہے اور

یہ لازم بھی نہیں ہے کہ منطقیوں کی اصطلاح نحویوں کی اصطلاح کے مطابق ہو کیونکہ منطقی لفظ کے معنی سے بحث کرتے ہیں اور نحوی نفسِ لفظ کی حیثیت سے بحث کرتے ہیں ۔

سوال (۹۴) ھیئت سے کیا مراد ہے اور تعریف میں اس کی قید کیوں لگائی گئی ہے ؟

جواب ھیئت اور صیغہ سے مراد وہ صورت ہے جو حروف کے لیے حاصل ہو حروف کے تقدم اور تأخر اور حرکات و سکنات کے اعتبار سے اس کو صورۃ کلمہ بھی کہتے ہیں اور حروف لفظ کا مادہ ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ کلمہ کو مقید اس لیے کیا گیا تاکہ اس سے وہ خارج ہو جائیں جو زمانے پر مادہ اور جوہر کے ساتھ دلالت کرتے ہیں جیسے الیوم

سوال (۹۵) کلمہ زمانے پر ھیئت کے ساتھ کیوں دلالت کرتا ہے مادے کے ساتھ کیوں دلالت نہیں کرتا؟

جواب: کلمہ دلالت کرتا ہے زمانے پر ھیئت کے ساتھ کیونکہ ھیئت کے مختلف ہونے سے زمانہ مختلف ہو جاتا ہے اگرچہ مادہ ایک ہی ہو جیسے ضرب یضرب اور ھیئت کے متحد ہونے کے وقت زمانہ متحد ہوتا ہے اگرچہ مادہ مختلف ہو جیسے ضَرَبَ طَلبَ

اعتراض :اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ کلمہ مرکب ہے ،کلمہ کے اصل کی حدث پر دلالت کرنے ،اور ھیئت وصورت کی زمانے پر دلالت کرنے کی وجہ سے اس کے جز کی دلالت اس کے معنی کے جز پر ہو گی ؟

جواب: مرکب میں ترکیب کا معنی یہ ہے کہ مرکب کے اجزا مترتبہ اور مسموعہ ہوں (یعنی لکھے جا سکتے ہیں ،پڑھے جا سکتے ہیں) اور وہ الفاظ اور حروف ہوتے ہیں اور ھیئت مادّے کے ساتھ اس طرح نہیں ہوتا لھذا کلمہ کا مرکب ہونا لازم نہیں آئے گا

سوال: کلمہ کی تعریف میں "المعیّن من الازمنة الثلاثة" کی قید کیوں لگائی ؟

جواب: یہ قید صرف تعریف کی حسن وخوبصورتی میں اضافہ کرنے کے لیئے لگائی گئی ہے۔

سوال (۹۶) مفرد کے اقسام (اسم، کلمہ اور، اداۃ) کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: **اسم**: یہ "سموٌ" سے مشتق ہے اس کا معنی ہے "بلند ہونا" کیونکہ یہ اپنے تمام قسیموں سے بلند ہوتا ہے اس لیے اس کا نام اسم رکھا گیا ہے

کلمہ: یہ " الکلم " سے مشتق ہے اس کا معنی ہے "زخم کرنا" کیونکہ یہ زمانے پر دلالت کرتا ہے اور زمانہ بدلتا رہتا ہے معنی کے تبدیل ہونے کے ساتھ (گویا وہ دل کو زخمی کرتا ہے) اس لیے اس کو کلمہ کا نام دیا گیا ہے اور **اداۃ**: یہ بعض الفاظ کو دوسرے بعض الفاظ کے ساتھ ملانے کے لیے ایک آلہ اس لیے اس کو اداۃ کا نام دیا گیا ہے

سوال (۹۷) اسم کا ایک معنی ہونے کے اعتبار سے اسم کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: اسم کی اس اعتبار سے تین قسمیں ہیں۔ (۱) علم (۲) متواطی (۳) مشکک

اسم کا معنی متشخص ہوگا یا نہیں ہوگا یعنی وہ صلاحیت نہیں رکھے گا کہ اس کو کثیرین پر بولا جائے یا رکھے گا پس اگر وہ پہلا ہو (جیسے زید) اس کا نام علم رکھا جاتا ہے نحویوں کے عرف میں اور منطقیوں کے عرف میں اس کا نام جزئی حقیقی رکھا جاتا ہے اور اگر متشخص نہیں ہوگا تو وہ کلی ہوگا اور اس کے کثیر افراد ہوں گے اور وہ اپنے تمام افراد ذہنیہ اور خارجیہ سے برابر برابر حاصل ہوگا یا نہیں ہوگا اگر اس کے افراد اس کے حصول اور صادق آنے میں برابر ہوں تو اس کا نام متواطی رکھا جاتا ہے کیونکہ اس کے افراد معنی میں موافق ہیں جیسے انسان اور شمس اور اگر اس کا حصول افراد میں برابر نہ ہو بلکہ اس کا حصول بعض میں " أولی " أقدم اور " أشد " ہو دوسرے بعض سے تو اس کا نام مشکِک رکھا جاتا ہے

سوال (۹۸) تشکیک کتنی طریقوں سے ہوتا ہے؟

جواب: اس کی تین صورتیں ہیں (۱) أولویۃ میں تشکیک جیسے (وجود) یہ واجب میں ممکن سے أتم أثبت اور أقوی ہوتا ہے۔ (۲) تقدیم اور تاخیر میں تشکیک جیسے (وجود) یہ واجب میں ممکن سے پہلے ہوتا ہے

(۳) شدت اور ضعف میں تشکیک جیسے (وجود) یہ واجب میں ممکن سے أشد ہوتا ہے

سوال (۹۹) مشکک کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: کیونکہ اس کے افراد اصل معنی میں مشترک ہوتے ہیں اور مختلف ہوتے ہیں تین وجوہ میں سے کسی ایک کے ساتھ تو دیکھنے والا جب اس کو جہتِ اشتراک سے دیکھتا ہے تو وہ خیال کرتا ہے کہ وہ متواطی ہے اس کے افراد کے موافق ہونے کی وجہ سے اور جب اس کو جہتِ اختلاف سے دیکھتا ہے تو وہم کرتا ہے کہ وہ مشترک ہے کیونکہ وہ ایسا لفظ ہے جس کے دو مختلف معنی ہیں جیسے (عین) تو دیکھنے والا شک میں پڑ جاتا ہے کہ وہ متواطی ہے یا مشترک ہے اسی وجہ سے اس کا نام مشکک رکھا گیا ہے

سوال(۱۰۰) اسم کے کثیر معانی ہونے کے اعتبار سے کتنی اور کونسی قسمیں ہیں؟

جواب:اسم کی اس اعتبار سے چار قسمیں ہیں:

وجہ حصر: (۱)یاتواسم کے معانی کے درمیان "نقل متخلل ہوگا"[اس طور پر کہ پہلے اس کوایک معنی کے لیے وضع کیا گیا پھر اسی معنی کو ملحوظ رکھتے ہوئے دوسرے معنی کے لیے وضع کیا گیا ان دونوں کے درمیان مناسبت کی وجہ سے](۲)یا" نقل متخلل نہیں ہوگا "بلکہ اس کوان معانی کے لیے برابری کے طور پر وضع کیا گیا ہوگا تو دوسری صورت میں وہ **مشترک** ہوگا ان معنی کے درمیان اشتراک کی وجہ سے۔

جیسے (عین) کیونکہ اس کو وضع کیا گیا ہے آنکھ کے لیے، پانی کے چشمے کے لیئے، گھٹنے اور سونے کے لیے برابری کے طور پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور اگر ان کے درمیان نقل متخلل ہوگا تو پھر وہ دو حال سے خالی نہیں ہے یاتو معنی اول میں اس کے استعمال کو ترک کیا گیا ہوگا یا نہیں ،اگر ترک کیا گیا ہوگا تو وہ لفظ **منقول** ہوگا معنی اول سے نقل کرنے کی وجہ سے ،اور اگر معنی اوّل میں اس کے استعمال کو ترک نہیں کیا گیا "بلکہ کبھی پہلے معنی میں استعمال ہوتا ہو اور کبھی دوسرے معنی میں استعمال ہوتا ہو "توجب وہ پہلے معنی میں استعمال ہو تو اس کا نام حقیقت رکھا جاتا ہے اور جب وہ دوسرے معنی میں استعمال ہو تو اس کو مجاز کا نام دیا جاتا ہے۔

جیسے (الأسد) کو پہلے حیوان مفترس کے لیے وضع کیا گیا پھر اس کو بہادر مرد کی طرف نقل کیا گیا ان کے درمیان مناسبت کی وجہ سے اور وہ نسبت "بہادری "ہے تو اس کو پہلے معنی میں حقیقت کے طور پر اور دوسرے معنی میں مجاز کے طور پر استعمال کیا گیا ہے

سوال(۱۰۱) منقول کی کتنی اور کونسی قسمیں ہیں؟

جواب:منقول کی تین قسمیں ہیں(۱) **منقول شرعی:** جس کو نقل کرنے والے ارباب شرع ہوں

(۲) **منقول عرفی :** جس کو عرف عام نے نقل کیا ہو(۳) **منقول اصطلاحی:** جس کو عرفِ خاص نے نقل کیا ہو

سوال(۱۰۲) دو لفظ کب مترادف اور کب مبائن ہوں گے؟

جواب: جب ایک لفظ کی نسبت کی جائے دوسرے لفظ کی طرف اور وہ دونوں لفظ معنی میں متوافق ہوں یعنی ان کا معنی ایک ہی ہو تو وہ دونوں لفظ مترادف ہوں گے اور اگر وہ دونوں لفظ معنی میں مختلف ہوں یعنی ایک کے لیے ایک معنی ہو

اور دوسرے کے لیے دوسرا معنی ہو تو وہ مبائن ہوں گے

اعتراض: "الناطق" "الفصیح" "السیف" اور "الصارم" کو الفاظ مترادف میں ہونا چاہیے تھا کیونکہ یہ ایک ہی ذات پر صادق آتے ہیں؟

جواب: یہ قول فاسد ہے کیونکہ ترادف وہ مفہوم میں اتحاد کو کہتے ہیں نہ کہ ذات میں اتحاد کو، اور ذات میں اتحاد مفہوم میں اتحاد کے لوازم میں سے ہے اس کے برعکس کے برخلاف

سوال (۱۰۳) مرکب کی اقسام بیان کریں؟

جواب: مرکب کی دو قسمیں ہیں (۱) **مرکب تام**: وہ مرکب ہے جس پر سکوت صحیح ہو یعنی مخاطب کو فائدہ تامہ حاصل ہو جائے اور اس وقت قائل ایسے دوسرے لفظ کا متلاشی نہ ہو جس کی مخاطب انتظار کر رہا ہو جیسے (زید قائم)

(۲) **مرکب ناقص**: جس پر سکوت صحیح نہ ہو جیسے (زید) اکیلا اس وقت مخاطب منتظر ہوتا ہے کہ قائل کہے قائم یا قاعد

سوال (۱۰۴) مرکب تام کی اقسام بیان کریں؟

جواب: اس کی دو قسمیں ہیں (۱) خبر: وہ مرکب تام ہے جو صدق اور کذب کا احتمال رکھتا ہو (۲) انشاء: وہ مرکب تام ہے جو صدق اور کذب کا احتمال نہ رکھتا ہو

اعتراض خبر یا تو واقع کے مطابق ہوتی ہے یا نہیں ہوتی اگر ہو تو کذب کا احتمال نہیں رکھے گی اور اگر نہ ہو تو صدق کا احتمال نہیں رکھے گی تو کوئی بھی خبر تعریف میں داخل نہیں ہو گا؟

جواب: یہاں پر واؤ سے مراد "أو" فاصلہ ہے اس معنی میں کہ ہر وہ خبر جو صدق یا کذب کا احتمال رکھتا ہو تو ہر وہ خبر جو صادق ہے وہ صدق کا احتمال رکھتا ہے اور ہر وہ خبر جو کاذب ہے وہ کذب کا احتمال رکھتا ہے تو تمام خبریں حد میں داخل ہوں گے (یہ جواب صحیح نہیں ہے) کیونکہ جب خبر صادق یا کاذب ہے اس وقت احتمال کا کوئی معنی نہیں ہو گا بلکہ واجب ہو گا کہ کہا جائے خبر وہ ہے جو صادق ہو یا کاذب ہو۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ صدق اور کذب کے احتمال سے مراد صرف خبر کی مفہوم کی طرف نظر کرنا ہے جیسے ہمارا قول

اجتماع نقیضین موجود ہے صدق کا احتمال رکھتا ہے صرف اس کے مفہوم کی طرف نظر کرنے کے ساتھ

سوال(۱۰۵) دلالت کے اعتبار سے انشاء کی اقسام بیان کریں؟

جواب:اس کی دو قسمیں ہیں (۱) **امر**:اگر وہ دلالت کرے طلب فعل پر دلالت وضعیہ کے ساتھ اور استعلاء کے ساتھ ملا ہوا ہو تو وہ امر ہو گا اور اگر تساوی کے ساتھ ملا ہوا ہو تو التماس ہو گا اور اگر خضوع کے ساتھ ملا ہوا ہو تو سوال اور دعا ہو گا دلالت وضعیہ کی قید سے وہ اخبار خارج ہو گئیں جو طلب فعل پر دلالت کرتے ہیں لیکن ان کو اس کے لیے وضع نہیں کیا گیا ہوتا (۲) **تنبیہ**:اگر وہ طلب فعل پر دلالت نہ کرے تو وہ تنبیہ ہو گا کیونکہ وہ تنبیہ کرتا ہے اس پر جو ضمیر متکلم میں ہوتا ہے اس میں تمنی اور ترجی اور نداء اور تعجب اور قسم کو شامل کیا گیا ہے

اعتراض:استفہام اور نہی اس تقسیم سے خارج ہیں کیونکہ استفہام اس کے لائق نہیں ہے کہ اس کو تنبیہ میں سے بنایا جائے کیونکہ وہ علم چاہنا ہوتا ہے اس کا جو ضمیر مخاطب میں ہو اور وہ تنبیہ نہیں ہوتا اس پر جو ضمیر متکلم میں ہو اور نہی امر کے تحت داخل نہیں ہے کیونکہ وہ دلالت کرتا ہے طلب ترک پر نہ کہ طلب فعل پر؟

جواب: مصنف نے استفہام کو درج کیا تنبیہ میں اور مناسبت لغویہ کا اعتبار نہیں کیا اور نہی کو امر کے تحت شمار کیا اس کی بنا رکھتے ہوئے ترک پر اور وہ نفس کو روکنا ہے نہ کہ عدم فعل جو کہ نہی کی شان میں سے ہے جب وہ فعل ہو اور اگر ہم ان دونوں کو تقسیم میں وارد کرنے کا ارادہ کریں تو ہم کہیں گے انشاء یا تو وضع کے طور پر طلب فعل کا دراز کرے گا یا نہیں کرے گا اگر نہیں کرے گا تو وہ تنبیہ ہے اور اگر کرے گا تو وہ خالی نہیں ہو گا اس سے کہ اس کا مطلوب فہم ہو یا فعل ہو یا ترک یعنی عدم فعل ہو اگر فہم ہو گا تو وہ استفہام ہو گا اور اگر ترک فعل ہو گا تو وہ نہی ہو گا اور اگر فعل ہو گا تو اگر وہ ملا ہوا ہو گا استعلاء کے ساتھ تو امر ہو گا اور اگر ملا ہوا ہو برابری کے ساتھ تو التماس ہو گا اور اگر ملا ہوا ہو خضوع کے ساتھ تو وہ سوال ہو گا

سوال(۱۰۶) مرکب غیر تام کی اقسام بیان کریں؟

جواب:اس کی دو قسمیں ہیں (۱) **تقیدی**: وہ مرکب غیر تام ہے جس کا جزثانی جزاول کے لیے قید ہو جیسے (حیوان ناطق)(۲) **غیر تقییدی** :وہ مرکب غیر تام ہے جس کا جزثانی جزاول کے لیے قید نہ ہو جیسے (وہ مرکب جو اسم اور

حرف یا کلمہ اور حرف سے مرکب ہو)

الفصل الثانی فی المعانی المفردۃ

سوال(۱۰۷) معانی کی تعریف کریں؟

جواب: صورت ذہنیہ کو معانی کہتے ہیں اس حیثیت سے کہ ان کو الفاظ کے مقابلے میں وضع کیا گیا ہے اگر معنی کو تعبیر کیا جائے الفاظ مفردہ کے ساتھ تو معنی مفردہ ہوں گے ورنہ مرکب ہوں گے اور یہاں پر کلام معانی مفردہ کے بارے میں ہے

سوال(۱۰۸) جزئی اور کلی کی تعریف وجہ حصر کی صورت میں بیان کریں؟

جواب: ہر مفہوم (جو عقل میں حاصل ہو اس کو مفہوم کہتے ہیں) یا تو جزئی ہوتا ہے یا کلی ، کیونکہ یا تو اس کا نفس تصور (یعنی اس حیثیت سے کہ وہ متصور ہے) مانع ہو گا اس میں شرکت کے وقوع سے (یعنی کثیرین کے درمیان مشترک ہونے سے اور ان پر صادق آنے) یا نہیں ہو گا اگر اس کا نفس تصور منع کرے اس میں شرکت کے وقوع سے تو وہ جزئی ہو گا۔ **جیسے**: (ھذا الانسان) کیونکہ جب ھذیۃ کا مفہوم عقل کے نزدیک حاصل ہوتا ہے تو عقل صرف اس کے تصور کے ساتھ منع کرتی ہے امور متعدد پر اس کے صادق آنے کو اور اگر اس کا نفسِ تصور اس میں شرکت کے وقوع سے منع نہ کرے (اس حیثیت سے کہ وہ متصور ہے) تو وہ کلی ہو گا۔ **جیسے** "انسان" کیونکہ جب اس کا مفہوم عقل کے نزدیک حاصل ہوتا ہے تو وہ منع نہیں کرتا اس کے کثیر (افراد پر) صادق آنے کو۔

سوال(۱۰۹) جزئی اور کلی کی تعریفات میں "نفسِ تصور" کی قید کیوں لگائی گئی؟

جواب: اس لیے کیونکہ کلیات میں سے ایسے کلی ہیں جو شرکت کو منع کرتے ہیں دلیل خارجی کے ساتھ لیکن جب صرف عقل اس کی مفہوم کی طرف نظر کرتی ہے تو وہ منع نہیں کرتی کثیرین پر اس کے صادق آنے سے جیسے (واجب الوجود) کیونکہ صرف اس کا تصور اگر مانع ہوتی شرکت سے تو اس کی وحدانیت کو ثابت کرنے کے لیے کسی دوسرے دلیل کی طرف محتاج نہ ہوتی اور جیسے فرضی کلیات جیسے (لاشئ اور لاوجود وغیرہ) یہ مانع ہیں کہ اشیاء میں سے کسی شے پر خارج میں صادق آئیں لیکن مانع نہیں ہیں صرف ان کے تصور کی طرف نظر کرتے ہوئے تو یہاں پر معلوم ہوا کلی کے افراد کے لیے ضروری نہیں ہے کہ خارج میں کلی ان پر صادق آئے بلکہ کلی کے ایسے افراد بھی ہوتے ہیں جن پر کلی کا

خارج میں صادق انا ممتنع ہوتا ہے جب عقل منع نہ کرے اس کلی کو ان پر صادق آنے سے صرف ان کے تصور کرنے کے وقت۔ پس اگر کلی اور جزئی کی تعریفات میں نفس تصور کی قید نہ لگاتے تو جزئی کی تعریف میں مذکورہ کلیات داخل ہو جاتیں تو وہ غیر سے مانع نہ ہوتی اور یہ کلیات خارج ہو جاتیں کلی کی تعریف سے تو وہ جامع نہ ہوتی۔

سوال (۱۱۰) کلی اور جزئی کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: کلی جزئی کے لیے جزء ہوتا ہے غالب طور پر جیسے انسان جز ہے زید کے لیے تو جزئی کل ہو گا اور کلی اس کے لیئے جز ہو گا اور کسی شے کا کلی ہونا جزئی کی طرف نسبت کی وجہ سے ہوتا ہے تو یہ شے منسوب ہو گا کل کی طرف اور "منسوب الی کل" کلی ہو گا اور اسی طرح کسی شے کا جزئی ہونا کلی کی طرف نسبت کی وجہ سے ہوتا ہے تو یہ شی منسوب ہو گا جز کی طرف اور" منسوب الی جزء "جزئی ہو گا ان میں ذات کا اعتبار کیا گیا ہے معنی میں ،اور الفاظ میں ان کا نام کلی اور جزئی رکھا گیا ہے عرض کے ساتھ (عارضی طور پر) اور وہ عرض یہ ہے کہ دال کا نام رکھا گیا ہے مدلول کے نام کے ساتھ۔

سوال (۱۱۱) کلی کی اقسام وجہ حصر کی صورت میں بیان کریں؟

جواب: کلی اپنے ماتحت واقع ہونے والی جزئیات کی تمام ماہیت ہو گی یا ان میں داخل ہو گی یا ان سے خارج ہو گی اگر وہ اپنے ماتحت واقع ہونے والی جزئیات کی تمام مشترک ہو تو وہ نوع ہو گی اور اگر وہ کلی اپنے ماتحت واقع ہونے والے جزئیات کی ماہیت میں داخل ہو تو وہ دو حالسے خالی نہیں یا تو وہ اس ماہیت اور دوسری نوع کے درمیان تمام مشترک ہو گی یا نہیں ہو گی اگر تمام مشترک ہو تو وہ جنس ہے اگر نہ ہو تو وہ فصل ہے اور اگر کلی اپنے ماتحت واقع ہونے والے جزئیات کی ماہیت سے خارج ہو تو بھی وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو ایک ہی ماہیت کے ساتھ خاص ہو گی یا خاص نہ ہو گی اگر خاص ہو گی ایک ہی ماھیت کے ساتھ تو وہ خاصہ ہے ورنہ عرضِ عام ہے۔

سوال (۱۱۲) نوع کی تعریف کریں؟

جواب : "النوع فهو كلي مقول على واحد أو على كثيرين متفقين بالحقائق في جواب ماهو "

نوع ایسی کلی ہے جو بولی جائے ایک پر یا ایسے کثیرین پر جو متفق بالحقائق ہوں ماھو کے جواب میں

سوال (۱۱۳) نوع کی تعریف کے فوائد و قیودات بیان کریں؟

جواب :نوع کی تعریف میں" کلی "جنس ہے جو کہ تمام کلیوں کو شامل ہے اور" مقول علی واحد"نوع کی حد میں غیر

متعدد اشخاص کو داخل کرنے کے لیے فصل ہے اور" أو علی کثیرین "متعدد اشخاص کو داخل کرنے کے لیے فصل ہے اور" متفقین بالحقائق" جنس کو نکالنے کے لیے فصل ہے اور" فی جواب ما ھو" باقی تین کلیوں فصل، خاصہ اور عرض عام کو نکالنے کے لیے فصل ہے

اعتراض: اس تعریف پر دو امور میں سے ایک امر لازم آتا ہے یا تو تعریف مشتمل ہو گی امر مستدرک (یعنی زائد چیز) پر یا تعریف جامع نہیں ہو گی کیونکہ اگر کثیرین سے مراد مطلق ہو یعنی برابر ہے وہ خارج میں موجود ہو یا نہ ہوں تو اس سے لازم آئے گا کہ مصنف کا قول" مقول علی واحد" زائد اور حشو ہو گا کیونکہ خارج میں "غیر متعدد الاشخاص نوع "بولا جاتا ہے ذہن میں کثرین موجودین پر اور اگر کثیرین سے مراد خارج میں موجود ہوں تو تعریف سے وہ نکل جائیں گے جن کا خارج میں کوئی وجود نہیں ہے جیسے (عنقاء) تو یہ تعریف جامع نہیں ہو گی؟

جواب: صحیح ہے کہ تعریف میں مصنف کے" مقول علی واحد"کو حذف کیا جائے بلکہ لفظ" کلی"کو بھی حذف کیا جائے کیونکہ المقول علی کثیرین اس سے مستغنی کر دیتا ہے اور کہا جائے نوع وہ ہے جو کثرین متفقین بالحقائق پر ماھو کے جواب میں بولی جائے تو اس وقت ہر نوع بولی جائے گی ماھو کے جواب میں حسب شرکت اور خصوصیت سے ایک ساتھ مصنف نے جب نوع کی تقسیم کی تو وہ دو وجہوں سے فن منطق سے خروج کر گئے پہلی وجہ یہ ہے کہ اس فن میں نظر عام ہے اور وہ تمام مواد یعنی خارجیہ اور ذہنیہ کو شامل ہے اور نوع خارجی کے ساتھ اس کی تخصیص کرنا اس عام کے منافی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ منطقیوں کے نزدیک جو بولی جائے ماھو کے جواب میں خصوصیت محضہ کی حیثیت سے وہ حد یعنی تعریف ہوتی ہے محدود کی طرف نسبت کے ساتھ مصنف نے اس کو نوع کے اقسام میں سے بنایا ہے

سوال (۱۱۴) تمام مشترک سے کیا مراد ہے؟

جواب: تمام مشترک سے مراد وہ مشترک ہے جس کے علاوہ ان دونوں کے درمیان کوئی جز مشترک نہ ہو جو اس تمام مشترک سے خارج ہو اور تمام مشترک یا تو اس جز کا نفس ہو گا یا اس میں سے جز ہو گا جیسے (حیوان) یہ تمام مشترک ہے انسان اور فرس کے درمیان کیونکہ ان دونوں کے درمیان جو جز مشترک ہے وہ یا تو نفس حیوان ہو گا یا حیوان میں سے کوئی جز ہو گا جیسے (جوہر، جسم نامی، حساس، متحرک بالارادہ) حیوان کے ان اجزاء میں سے ہر ایک اگرچہ جزءِ مشترک ہے انسان اور فرس کے درمیان مگر تمام مشترک نہیں ہے بلکہ تمام مشترک کا بعض ہے اور ان کے درمیان تمام

مشترک حیوان ہے جو ان تمام پر مشتمل ہے اس کی دوسری تعریف یہ ہے کہ تمام مشترک سے مراد ان دونوں کے درمیان مشترک اجزاء کا مجموعہ ہے جیسے حیوان کیونکہ یہ جوھر جسم نامی حساس متحرک بالارادہ کا مجموعہ ہے اور یہ اجزاء مشترکہ ہیں انسان اور فرس کے درمیان اس تعریف پر اعتراض ہوتا ہے کہ یہ ناقص ہے ان اجناس کے لیے جو بسیط ہوں جیسے جوہر کیونکہ یہ جنس عالی ہے اس کا کوئی جز نہیں ہے حتی کہ صحیح ہو کہ جوھر اجزاء مشترکہ کا مجموعہ ہے تو پہلے والی تعریف مضبوط و مستحکم ہو گی

سوال(۱۱۵) جنس کی تعریف کریں؟

جواب :"أنه كلي مقول على كثيرين مختلفين بالحقائق في جواب "ماهو"

جنس وہ کلی ہے جو کثرین مختلفین بالحقائق پر ماھو کے جواب میں بولی جائے

سوال(۱۱۶) جنس کی تعریف کے فوائد و قیودات بیان کریں؟

جواب: جنس کی تعریف میں لفظ کلی زائد ہے اور "معقول علی کثیرین "جنس ہے پانچوں کلیوں کے لیے اور اس سے جزئی خارج ہو جاتا ہے اور "مختلفین بالحقائق "سے نوع خارج ہو جائے گا کیونکہ وہ متفقین بالحقائق پر بولی جاتی ہے اور "فی جواب ماھو "سے باقی کلیاں یعنی خاصہ ،فصل اور عرض عام خارج ہو جائیں گے کیونکہ وہ ماھوا کے جواب میں نہیں بولے جاتے۔

سوال(۱۱۷) جنس" ماھو" کے جواب میں کس حیثیت سے اور کیوں بولی جائے گی؟

جواب: جنس ماھو کے جواب میں شرکت محضہ کی حیثیت سے بولی جائے گی کیونکہ جب سوال کیا جائے گا ماھیت سے اور اس نوع سے تو اس کا مطلوب تمام ماہیت ہو گا جو ان دونوں کے درمیان مشترک ہو جیسے حیوان کیونکہ یہ تمام مشترک ہے ماہیت انسان اور نوع آخَر یعنی فرس کے درمیان حتی کہ جب سوال کیا جائے انسان اور فرس سے ماھو کے ساتھ تو اس کا جواب حیوان ہو گا

سوال(۱۱۸) کیا ایک ماہیت کی مختلف اجناس ہو سکتے ہیں دلیل کے ساتھ بیان کریں؟

جواب: جی ہاں ایک ماہیت کی مختلف اجناس ہو سکتے ہیں کیونکہ قوم نے کلیات کو ترتیب دیا ہے جس سے ان کی مثالیں بیان کرنا آسان ہو جاتا ہے مبتدئ طالب علم کے لیے پہلے انہوں نے انسان کو رکھا پھر حیوان کو پھر جسم نامی کو پھر جسم

مطلق کو پھر جوھر کو توان میں سے انسان نوع ہے جیسا کہ تم نے جان لیا حیوان جنس ہے انسان کے لیے کیونکہ یہ تمام مشترک ہے انسان اور فرس کے درمیان اور اسی طرح جسم نامی جنس ہے انسان اور نباتات کے لیے کیونکہ یہ تمام مشترک ہے انسان اور نباتات کے درمیان حتی کہ جب ان دونوں کے ساتھ سوال کیا جائے "ماھما" کے ساتھ تو جواب جسم نامی ہوگا اسی طرح جسم مطلق جنس ہے انسان کے لیے کیونکہ یہ تمام مشترک ہے انسان اور حجر کے درمیان اسی طرح جوہر جنس ہے انسان کے لیے کیونکہ یہ تمام مشترک ہے انسان اور عقل کے درمیان تو تحقیق اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک ماھیت کے لیے مختلف اجناس کا ہونا جائز ہے ان اجناس میں سے بعض بعض کے اوپر ہوتے ہیں

سوال(۱۱۹) جنس کی کتنی قسمیں ہیں مع تعریف و مثال کے بیان کریں؟

جواب: جنس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) **جنس قریب** :اگر ماہیت اور اس جنس کے درمیان شریک بعض سے جو جواب آئے وہی عین ِ جواب اس سے اور اس جنس میں موجود تمام مشارکین سے آئے تو وہ جنس قریب ہوگا جیسے حیوان کیونکہ یہ جواب ہے انسان اور فرس سے سوال کا اور جواب ہے حیوان میں انسان کے ساتھ تمام انواع مشارکہ کا

(۲) **جنس بعید**: جو جواب "ماھیت اور اس کے درمیان شریک بعض" سے آئے اس جواب کے علاوہ دوسرا جواب اس ماھیت اور اس کے ساتھ دوسرے بعض شریکوں سے آئے تو وہ جنس بعید ہوگا جیسے جسم نامی کیونکہ نباتات اور حیوانات مشترک کرتے ہیں انسان کو جسم نامی میں تو جسم نامی جواب ہوگا انسان سے اور مشارکات نباتاتیہ میں سے نہ کہ مشارکات حیوانیہ میں سے بلکہ انسان سے اور مشارکات حیوانیہ سے اس کا جواب حیوان ہوگا تو یہاں پر دو جواب ہوں گے اگر جنس بعید ہو ایک مرتبہ کے ساتھ جیسے جسم نامی انسان کی طرف نسبت کرنے کے ساتھ اس کا ایک جواب حیوان ہے اور دوسرا جواب جسم نامی ہے اور تین جواب ہوں گے اگر وہ بعید ہو دو مرتبہ سے جیسے جسم مطلق ہے اسی انسان کی طرف قیاس کرتے ہوئے کیونکہ دو جواب پہلے والے یہ تیسرا جواب ہوگا اور چار جواب ہوں گے اگر بعید ہو تین مرتبہ سے جیسے جوھر اسی انسان کی طرف قیاس کرتے ہوئے کیونکہ تین جواب پہلے والے اور یہ چوتھا جواب ہوگا وعلی ھذا القیاس یعنی جب بھی بعید ہونا زیادہ ہوگا اس پر جواب کا عدد بھی زیادہ ہوگا اور جواب کا عدد بعید کے مراتب سے ایک زیادہ ہوگا کیونکہ ایک جواب جنس قریب کا ہوگا اور بعید کے ہر مرتبے کے لیے دوسرا جواب ہوگا

سوال(۱۲۰) وہ کلی جو ماہیت کا جزء ہو لیکن وہ جزء تمام مشترک نہ ہو تو کیا ہوگا؟

جواب: اگر وہ جز تمام مشترک نہیں ہوگا تو دو امروں میں سے کوئی ایک امر لازم آئے گا(۱) یا تو اصلا وہ مشترک ہی نہیں ہوگا ماہیت اور نوع آخَر کے درمیان جیسے ناطق انسان اور فرس کے درمیان (۲) یا تو تمام مشترک کا بعض ہوگا اور تمام مشترک کے مساوی ہوگا ان دونوں صورتوں میں وہ جز فصل ہوگا

سوال(۱۲۱) بعض مشترک اور تمام مشترک کے درمیان کونسی نسبت ہوگی؟

جواب: بعض مشترک یا تو مبایٔن ہوگی یا اُخص ہوگی یا اُعم ہوگی یا مساوی ہوگی تمام مشترک کے ساتھ لیکن جائز نہیں ہے کہ وہ تمام مشترک سے مبایٔن ہو کیونکہ ہمارا کلام اُجزاء محمولہ کے بارے میں ہے اور محمول علی شئ کا شئَ سے مبایٔن ہونا محال ہے اور۔۔۔نہ ہی اُخص ہوگی تمام مشترک سے کیونکہ اُعم اُخص کے بغیر پایا جاسکتا ہے تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ کل جزء کے بغیر پایا جاسکتا ہے اور یہ محال ہے کہ کل، جزء کے بغیر پایا جائے اور۔۔۔نہ ہی اُعم ہوگی تمام مشترک سے کیونکہ اگر ماہیت اور نوع کے درمیان بعض مشترک اُعم ہوگی تمام مشترک سے تو وہ نوع آخر میں موجود ہوگی تمام مشترک کے بغیر ، معنیٰ عموم کے متحقق ہونے کی وجہ سے تو یہ بعض مشترک ماہیت اور اس نوع (جو تمام مشترک کے مقابلے میں ہے) کے درمیان مشترک ہوگی ان دونوں میں پائے جانے کی وجہ سے پس یا تو وہ ان کے درمیان تمام مشترک ہوگی اور یہ محال ہے کیونکہ یہ مقدر ہے کہ جزء تمام مشترک نہیں ہوسکتی ماہیت اور اس کے انواع میں سے کسی نوع کے ساتھ اور جب وہ تمام مشرک نہیں ہوسکتی تو وہ تمام مشترک کا بعض ہوگی تو اس ماہیت کے لیے دو تمام مشترک ہو جائیں گے ایک تو تمام مشترک ماہیت اور اس نوع کے درمیان جو اس کے مقابلے میں ہے اور دوسرا تمام مشترک ماہیت اور اس نوع کے درمیان جو پہلے تمام مشترک کے مقابلے میں ہے اور اس وقت اگر بعض تمام مشترک ماہیت اور نوع ثانی کے درمیان عام ہو تو وہ دوسرے نوع میں موجود ہوگا دوسرے تمام مشترک کے علاوہ تو وہ مشترک ہوگا ماہیت اور اس تیسرے نوع کے درمیان جو کہ تمام مشترک ثانی کے مقابلے میں ہے لہذا یہ ان دونوں کے درمیان تمام مشترک نہیں ہوسکتا جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ ایسا محال ہے بلکہ تمام مشترک کا بعض ہوگا تو تیسرا تمام مشترک حاصل ہوگا اسی طرح چلتا رہے گا یا تو تمام مشترکات پائی جائیں گی "غیر النھایۃ "تک یا منتہی ہوں گے ایسے بعض تمام مشترک کی طرف جو تمام مشترک کے مساوی ہوں اور امور غیر النھایۃ کا مرتب ہونا محال ہے تو معلوم

ہوا کہ ان کے درمیان مساوی کی نسبت ہو گی

اعتراض: مصنف کا قول (ولا یتسلسل) صحیح نہیں ہے کیونکہ تسلسل امور کو غیر متناھیہ پر مرتب کرنے کو کہتے ہیں اور ان کی دلیل سے اجزاء کو ترتیب دینا لازم نہیں آرہا بلکہ یہ لازم آئے گا اگر تمام مشترک ثانی جز ہو پہلے تمام مشترک کا اور یہ غیر لازم ہے؟

جواب: شاید مصنف نے تسلسل سے مراد ماھیت میں غیر متناھیہ امور کے پائے جانے کو لیا ہو لیکن یہ متعارف (مشہور و معروف) کے خلاف ہے

سوال (۱۲۳) مصنف کے قول (کیف ماکان) کا مطلب کیا ہے؟

جواب: اس کا مطلب ہے کہ برابر ہے وہ جزء ان دونوں کے درمیان اصلا مشترک نہ ہو یا تمام مشترک کا بعض ہو جو اس کے مساوی ہو تو وہ (جدا) کرے گا ماھیت کو اس کے مشارکین سے اس کے جنس میں یا وجود میں تو وہ دونوں صورتوں میں فصل ہو گا

سوال (۱۲۴) فصل کی تعریف کریں؟

جواب: فصل وہ کلی ہے جو اَیَّ شیْ ٔھو فی جوھرہ کے جواب میں کسی شیْ ٔ پر محمول کیا جائے جیسے ناطق اور حساس جب انسان کے بارے میں یا زید کے بارے میں سوال کیا جائے اَیَّ شیْ ٔھو فی جوھرہ کے ساتھ تو جواب میں ناطق یا حساس کہا جائے گا

سوال (۱۲۵) اَیَّ شیْ ٔھو فی جوھرہ کے ساتھ سوال کرنے سے مطلوب کیا ہے؟

جواب: اس سے مطلوب وہ شے ہوتی ہے جو شے کو فی الجملہ سے جدا کرے تو پس ہر وہ جو شے کو فی الجملہ سے جدا کر دے وہ اس کے جواب کی صلاحیت رکھے گا پھر اگر مطلوب ممیز جوھری ہو گا تو جواب فصل کے ساتھ آئے گا اور اگر مطلوب ممیز عرضی ہو گا تو جواب خاصہ کے ساتھ آئے گا

سوال (۱۲۶) فصل کی تعریف کے فوائد و قیودات بیان کریں؟

جواب: فصل کی تعریف میں کلی جنس ہے جو کہ تمام کلیات کو شامل ہے اور (یحمل علی الشیٔ فی جواب أیّ شیٔ ھو) اس قید سے نوع جنس اور عرض عام خارج ہو جاتے ہیں کیونکہ نوع اور جنس ماھو کے جواب میں بولے جاتے ہیں اور عرض

عام اصلا جواب میں بولا بھی نہیں جاتا اور "فی جوھرہ" اس قید سے خاصہ خارج ہو جاتا ہے اس لیے کہ وہ اگرچہ شے کے لیے ممیز ہے لیکن " فی جوھرہ "اور " فی ذاتہ نہیں ہے بلکہ " فی عرضہ" ہے

اعتراض: فصل کی یہ تعریف جامع اور مانع نہیں ہے کیونکہ اگر مطلوب یہ ہے کہ شئ جمیع اغیار سے ممتاز ہو جائے تو یہ تعریف حساس سے ٹوٹ جائے گا کیونکہ وہ انسان کے لیے فصل تو ہے لیکن حساس انسان کو جمیع اغیار سے جدا نہیں کرتا اور اگر مطلوب فی الجملہ ممیز کرنا ہے تو جنس بھی ماہیت کو اس کے بعض اغیار سے جدا کرتا ہے تو جنس بھی اس کی تعریف میں شامل ہو جائے گا؟

جواب: اس سے ہمارا مقصود دوسرا احتمال ہے یعنی فی الجملہ ممتاز کرنا اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ وہ شئ اور نوع آخر کے درمیان تمام مشترک نہ ہو اور، جنس شئ اور نوع آخر کے درمیان تمام مشترک ہوتی ہے لہذا جنس اس میں داخل نہیں ہو گا

سوال (۱۲۷) کیا ہر وہ ماھیت جس کے لیے فصل ہو اس کے لیے جنس کا ہونا ضروری ہے؟

جواب اس میں اختلاف ہے متقدمین منطقیوں نے گمان کیا کہ ہر ماھیت جس کے لیے فصل ہو اس کے لیے جنس کا ہونا بھی واجب اور ضروری ہے حتی کہ " شیخ بو علی سینا "نے ان کی اتباع کرتے ہوئے اپنی کتاب "الشفاءشریف " میں فصل کی تعریف میں جنس کی قید لگائی ہے لیکن متاخرین منطقیوں کے نزدیک ہر ماہیت جس کے لیے فصل ہو اس ماہیت کے لیے جنس کا ہونا ضروری نہیں ہے۔

سوال (۱۲۸) فصل کی اقسام بیان کریں؟

جواب: جو فصل ممیز فی الجنس ہو اس کی دو قسمیں ہیں (۱) فصل قریب: وہ ہوتی ہے جو ماھیت کو اس کی جنس قریب کی مشارکات سے جدا کرے جیسے ناطق انسان کے لیے کیونکہ ناطق انسان کو اس کے مشارکاتِ حیوانیہ سے ممتاز کرتا ہے (۲) فصل بعید وہ ہوتی ہے جو ماھیت کو جنس بعید کے مشارکات سے جدا کرے جیسے حساس انسان کے لیے کیونکہ حساس انسان کو ان مشارکات سے جدا کرتا ہے جو جسم نامی میں شریک ہیں

سوال (۱۲۹) ممیز فی الجنس میں قرب وبعد کا اعتبار کیا گیا ہے ممیز فی الوجود میں کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب: قرب و بعد کا اعتبار صرف اس فصل میں کیا گیا ہے جو ممیز فی الجنس ہے کیونکہ وہ فصل جو ممیز فی الوجود ہے وہ

متحق الوجود نہیں ہے بلکہ وہ مذکورہ احتمال پر مبنی ہے اور ممکن ہے کہ اس کے بطلان پر استدلال کیا جائے اس لیے اس میں قرب و بعد کا اعتبار نہیں کیا گیا

سوال(۱۳۰) ممیز فی الوجود کے وجود کا بطلان دلیل کے ساتھ بیان کریں؟

جواب: اگر ماھیت حقیقتا (خارج میں موجود) دو امر متساوی سے مرکب ہو پس یا تو ایک امر دوسرے امر کی طرف محتاج ہوگا یا نہیں ہوگا اگر نہیں ہوگا تو وہ محال ہے کیونکہ ماھیت حقیقیہ کے بعض اجزاء بعض کی طرف ضروری اور وجوبی طور پر محتاج ہوتے ہیں یا پھر ایک امر دوسرے امر کی طرف محتاج ہوگا تو ان دونوں میں سے اگر ہر ایک دوسرے کی طرف محتاج ہو تو دور لازم ائے گا یعنی پہلے امر دوسرے امر کا محتاج ہو اور دوسرا پہلے کا محتاج ہو تو دور لازم آئے گا اور اگر آپ ترجیح دینا چاہیں گے تو بغیر دلیل کے کس کو ترجیح دیں گے؟ لہذا بغیر دلیل کے ترجیح بھی لازم نہیں آئے گا کیونکہ وہ دونوں ذاتی ہیں متساوی ہیں ، پہلا دوسرے کی طرف محتاج ہے، دوسرا پہلے کی طرف محتاج ہے اور ان دونوں میں سے اُولی کوئی نہیں ہے تو اس سے اس کا وجود باطل ہو جائے گا

سوال(۱۳۱) جو کلی اپنی ماہیت کے افراد کی حقیقت سے خارج ہو اس کی تقسیم وجہ حصر کی صورت میں بیان کریں؟

جواب: وہ کلی جو اپنی ماہیت کے افراد کی حقیقت سے خارج ہو اس کی دو قسمیں ہیں (۱) اگر اس کلی کا ماہیت سے جدا ہونا ممتنع ہو تو وہ عرض لازم ہوگا اور (۲) اگر جدا ہونا ممکن ہو تو وہ عرض مفارق ہوگا

سوال(۱۳۲) لازم کی اقسام بیان کریں؟

جواب: لازم کی دو قسمیں ہیں (۱) لازم یا تو لازم الوجود ہوگا (۲) یا لازم لماہیت ہوگا پھر لازم کی دو قسمیں ہیں

(۱) لازم بیّن: وہ ہے جس کا تصور اس کے ملزوم کے تصور کے ساتھ ذہن کے لیے کافی ہو ان دونوں کے درمیان لزوم کا یقین کرنے کے لیے جیسے چار کے لیے دو قسموں میں برابر تقسیم ہونا (۲) لازم غیر بیّن: وہ ہے جس میں ذہن لازم اور ملزوم کے درمیان لزوم کا یقین کرنے کے لیے کسی واسطے کی طرف محتاج ہو۔

کبھی کبھار لازم بین اس لازم کو کہا جاتا ہے جس کے ملزوم کے تصور سے اس کا تصور لازم آئے

سوال(۱۳۳) عرض مفارق کی اقسام بیان کریں؟

جواب: اس کی دو قسمیں ہیں

(۱) سریع الزوال: وہ ہے جو جلدی زائل ہو جائے جیسے شرمندگی کی سرخی اور خوف کی زردی

(۲) بطئ الزوال: وہ ہے جو دیر سے زائل ہو جیسے جوانی اور بڑھاپا

سوال (۱۳۴) وہ کلی جو خارج ہو ماھیت سے برابر ہے وہ لازم ہو یا مفارق اس کی تقسیم وجہ حصر کی صورت میں بیان کریں؟

جواب: وہ کلی یا تو خاصہ ہوگی یا عرض عام ہوگی کیونکہ اگر اس کو خاص کیا گیا ہو حقیقت واحدہ کی افراد کے ساتھ تو وہ خاصہ ہوگی جیسے ضاحک انسان کے لیے کیونکہ یہ خاص ہے انسان کی حقیقت کے ساتھ اور اگر اس کو خاص نہ کیا گیا ہو حقیقت واحدہ کے افراد کے ساتھ بلکہ عام ہو اس کے ساتھ اور اس کے غیر کے ساتھ تو وہ عرض عام ہوگا جیسے ماشی انسان کے لیے کیونکہ یہ انسان اور اس کے غیر کو شامل ہے

سوال (۱۳۵) خاصہ کی تعریف کریں؟

جواب: خاصہ وہ کلی ہے جو صرف ایک حقیقت کے افراد پر بولی جاتی ہے قول عرضی کے لحاظ سے جیسے ضاحک انسان کے لیئے

سوال (۱۳۶) خاصہ کی تعریف کے فوائد و قیودات بیان کریں؟

جواب: خاصہ کی تعریف میں لفظ کلی زائد ہے اور لفظ" فقط "فصل ہے جس سے جنس اور عرض عام خارج ہو جائیں گے کیونکہ وہ مختلف حقیقتوں پر بولے جاتے ہیں اور لفظ" عرضی "سے نوع اور فصل خارج ہو جائیں گے کیونکہ یہ دونوں جن افراد پر مقول ہوتے ہیں وہ ذاتی ہیں نہ کہ عرضی ہیں

سوال (۱۳۷) عرض عام کی تعریف کریں؟

جواب: عرض عام وہ کلی ہے جو بولی جائے حقیقت واحدہ کے افراد پر اور اس کے غیر پر قول عرضی کے لحاظ سے جیسے ماشی انسان کے لیے

سوال (۱۳۸) عرض عام کی تعریف کے فوائد و قیودات بیان کریں؟

جواب: مصنف کے قول غیرہ سے نوع، فصل اور خاصہ خارج ہو جائیں گے کیونکہ وہ حقیقت واحدہ کے افراد پر بولے جاتے ہیں اور قول عرضی سے جنس خارج ہو جائے گا کیونکہ اس کا قول ذاتی ہوتا ہے

الفصل الثالث فی المباحث الکلی والجزئی

سوال(۱۳۹) فصل ثالث کس چیز کے بارے میں ہے؟اور اس میں کتنی ابحاث ہیں؟

جواب: فصل ثالث کلی اور جزئی کے مباحث کے بارے میں ہے اور اس میں پانچ بحثیں ہیں۔

البحث الاوّل

سوال (۱۴۰) خارج میں کلی کے وجود کا حکم بیان کریں؟

جواب: جب ہم کلی کی نسبت وجود خارجی کی طرف کرتے ہیں تو اس کی دو صورتیں بنتی ہیں یا تو کلی کا وجود خارج میں ممکن ہو گا یا ممتنع ہو گا اگر ممتنع ہو تو اس کی مثال شریک باری ہے اور اگر ممکن الوجود ہو تو بھی اس کی دو صورتیں ہوں گی یا تو وہ موجود ہو گا یا نہیں ہو گا اگر نہیں ہو گا تو اس کی مثال عنقاء ہے اور اگر ہو گا تو بھی اس کی دو صورتیں ہوں گی یا تو وہ متعدد الافراد ہو گا خارج میں یا متعدد الافراد نہیں ہو گا اگر وہ متعدد الافراد نہ ہو خارج میں بلکہ منحصر ہو ایک ہی فرد میں تو اس کی بھی دو صورتیں ہوں گی یا تو اس کے ساتھ اس کے افراد میں سے غیر کا ہونا ممتنع ہو گا یا ممکن ہو گا پہلے کی مثال واجب الوجود ہے اور دوسرے کی مثال سورج ہے اور اگر وہ متعدد افراد ہو اس کی بھی دو صورتیں ہوں گی یا تو اس کے افراد متناھیہ ہوں گے یا غیر متناھیہ ہوں گے پہلے کی مثال کواکب السیارۃ ہے کیونکہ اس کے افراد سات سیاروں پر منحصر ہیں اور دوسرے کی مثال نفس ناطقہ ہے کیونکہ اس کی افراد غیر متناھیہ ہیں بعض حکماء کے مذہب پر

البحث الثانی

سوال(۱۴۱) ہمارے قول(الحیوان کلی) میں کتنی اور کون کونسی چیزیں پائی جاتی ہیں؟

جواب: جب ہم "الحیوان کلی" کہتے ہیں تو اس قول میں تین چیزیں پائی جاتی ہیں (۱) حیوان کی ذات اس کو کلی طبعی کہتے ہیں (۲) کلی کا مفہوم جو لفظ کلی سے سمجھ ا رہا ہے اس کو کلی منطقی کہتے ہیں (۳) الحیوان کلی کا مجموعہ اس کو کلی عقلی کہتے ہیں یہ تینوں چیزیں صرف اسی مثال میں بند نہیں ہیں بلکہ نوع جنس وغیرہ میں بھی یہی حکم ہے کہ وہ بھی طبعی منطقی اور عقلی ہوتے ہیں

سوال (۱۴۲) کلی طبعی, منطقی اور عقلی کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب (۱) کلی طبعی کو طبعی اس لیے کہتے ہیں کیونکہ یہ طبیعت یعنی خارج میں پائی جاتی ہے اس طرح کہ الحیوان جو کلی طبعی ہے اس کے جزئیات خارج میں پائی جاتی ہیں اور یہ اپنی جزئیات کی ضمن میں پائی جاتی ہے۔
(۲) کلی منطقی کو منطقی اس لیے کہتے ہیں کیونکہ علم منطق میں اس کلی کے بارے میں بحث کی جاتی ہے
(۳) کلی عقلی کو عقلی اس لیے کہتے ہیں کیونکہ یہ صرف عقل میں ہی پائی جاتی ہے

البحث الثالث

سوال (۱۴۳) دو کلیوں کے درمیان کتنی اور کون کونسی نسبتیں پائی جاسکتی ہیں؟

جواب: دو کلیوں کے درمیان چار نسبتوں میں سے کوئی ایک نسبت پائی جاتی ہے (۱) تساوی: دونوں کلیوں میں سے ہر ایک دوسری پر صادق آئے (۲) تباین: دونوں کلیوں میں سے ہر ایک دوسری پر صادق نہ آئے (۳) عموم خصوص مطلق: دونوں کلیوں میں سے ایک کلی دوسرے (کے تمام افراد) پر صادق آئے لیکن دوسری ہمیشہ پہلی پر صادق نہ آئے (۴) عموم خصوص من وجہ: دونوں کلیوں میں سے ہر ایک دوسرے پر من وجہ صادق آئے یعنی کچھ صورتوں میں صادق آئے اور کچھ میں نہ آئے

سوال (۱۴۴) دو کلیوں کے درمیان پائی جانے والی نسبت کو وجہ حصر کی صورت میں بیان کریں؟

جواب: دو کلیوں میں سے ہر ایک کلی دوسری کلی کے ہر فرد پر صادق آئے گی تو ان کے درمیان تساوی کی نسبت ہو گی اور اگر ان میں سے ہر ایک دوسرے کے کسی بھی فرد پر صادق نہیں ائے گی تو ان کے درمیان تبائن کی نسبت ہو گی اور اگر ان میں سے ایک کلی دوسرے کے ہر فرد پر صادق آئے اور دوسری پہلی کے ہر فرد پر صادق نہ آئے تو ان کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت ہو گی اور اگر دو کلیوں میں سے ہر ایک اس کے بعض پر صادق آئے جس پر دوسری کلی صادق ہو تو ان کے درمیان عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہو گی

سوال (۱۴۵) دو کلیوں کے درمیان پائی جانے والی نسبتوں کے مراجع بیان کریں؟

جواب: تباین کا مرجع دو سالبہ کلیہ ہیں تساوی کا مرجع دو موجبہ کلیہ ہیں عموم خصوص کا مرجع ایک طرف سے موجبہ کلیہ اور دوسری طرف سے سالبہ جزئیہ ہے عموم خصوص من وجہ کا مرجع دو سالبہ جزئیہ اور ایک موجبہ جزئیہ ہے

سوال (۱۴۶) دو کلیوں کے درمیان نسبت کا اعتبار کیا گیا ہے دو مفاہیم کے درمیان نسبت کا اعتبار کیوں نہیں کیا گیا؟

جواب: کیونکہ مفاہیم کی تین صورتیں بن سکتی ہیں دونوں کلی ہوں گے دونوں جزئی ہوں گے یا ایک کلی اور دوسرا جزئی ہوگا اور چاروں نسبتیں اس کی دو آخری قسموں میں متحقق نہیں ہوتی اس لیے دو مفہوموں کے درمیان نسبت کا اعتبار نہیں کیا جاتا ہے

سوال(۱۴۷) دو متساوی کلیوں کی نقیض میں کون سی نسبت ہوگی دلیل کے ساتھ بیان کریں؟

جواب: دو متساوی کلیوں کی نقیض بھی متساوی ہوں گی **دلیل**، کیونکہ اگر ان کے درمیان تساوی کی نسبت نہ ہو تو ان میں سے ایک کلی بعض ایسے افراد پر صادق ائے گی جس پر دوسری صادق نہیں ہوگی اور دو متساوی کلیون میں سے ایک کا صادق انا ایسے افراد پر جن پر دوسری صادق نہ ہو محال ہے

سوال(۱۴۸) عموم خصوص مطلق کی نقیض کے درمیان کونسی نسبت ہوگی دلیل کے ساتھ بیان کریں؟

جواب: عموم خصوص مطلق کی نقیض عموم خصوص مطلق ہی ائے گی لیکن عینین کے عکس کے ساتھ یعنی خاص کی نقیض عام ہوگی اور عام کی نقیض خاص ہوگی دلیل: (۱) کیونکہ اگر یہ ایسا نہ ہو تو اخص کی عین صادق ائے گی ایسے بعض پر جن پر عام کی نقیض صادق آتی ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ اخص عام کے بغیر پایا جائے اور یہ محل ہے۔

دلیل: (۲) کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو عام کی نقیض ہر اس پر صادق ائے گی جس پر خاص کے نقیض صادق ائے اور یہ لازم ہے اس بات کو کہ خاص صادق ائے ہر عام پر اور یہ محال ہے

سوال(۱۴۹) عموم خصوص من وجہ کے نقیضوں کے درمیان کونسی نسبت پائی جاتی ہے دلیل کے ساتھ بیان کریں؟

جواب: عموم خصوص من وجہ کی نقیضوں کے درمیان تباین جزئی کی نسبت پائی جاتی ہے دلیل کیونکہ ہر ایک دوسرے کے بغیر کسی جگہ میں صادق اتا ہے اور تباین جزئی کا بھی یہی مطلب ہے

سوال (۱۵۰) عموم خصوص من وجہ کی نقیضوں کے درمیان عموم خصوص من وجہ کی نسبت کیوں نہیں پائی جاتی دلیل کے ساتھ بیان کریں؟

جواب: عموم خصوص من وجہ کی نقیضوں کے درمیان عموم نہیں ہوتا نہ عموم خصوص مطلق نہ عموم خصوص من وجہ کیونکہ ان کے درمیان تباین کلی ہے

اعتراض: مصنف کا یہ قول کہ عموم خصوص من وجہ کی نقیضوں میں سرے سے عموم نہیں پایا جاتا باطل ہے کیونکہ

بعض صورتوں میں عموم پایاجاتاہے؟

جواب: مصنف کا یہ قول کہ عموم خصوص من وجہ کی نقیزوں میں سرے سے عموم نہیں پایاجاتا یہ رفع ایجاب کلی ہے اور رفع ایجاب کلی سالبہ جزئیہ ہوتا ہے لہذا بعض صورتوں میں عموم کا پایاجانا اس کے منافی نہیں ہوگا

سوال (۱۵۱) دو تباین کلیوں کی نقیزوں کے درمیان کونسی نسبت پائی جاتی ہے دلیل کے ساتھ بیان کریں؟

جواب دو تباین کلیوں کے درمیان تبایُن جزی کی نسبت پائی جاتی ہے دلیل کیونکہ متباین کی نقیضیں یا تو دونوں ایک ساتھ کسی پر صادق ائیں گی یا نہیں ائیں گی پس دونوں صورتوں میں سے جو بھی ہو اس میں تبایُن جزئ متحقق ہوگی کیونکہ اگر دونوں ایک ساتھ کسی چیز پر صادق نہیں ائی تو ان کے درمیان تبایُن کلی پائی جائے گی اور تبایُن جزئ ضمنا صادق ہو جائے گی اور اگر دونوں ایک چیز پر صادق آئیں تو بھی ان کے درمیان تبایُن جزی پائی جائے گی کیونکہ متباین میں سے ہر ایک دوسرے کی نقیض کے ساتھ صادق اتی ہے تو ان میں سے ہر ایک کی نقیض دوسرے کی نقیض کے بغیر صادق ائے گی اس طرح تبایُن جزئ صادق اجائے گی

البحث الرابع

سوال (۱۵۲) جزئی اضافی کی تعریف کریں؟

جواب: ہر اخص تحت الاعم کو جزئ اضافی کہتے ہیں جیسے انسان حیوان کے اعتبار سے اخص ہے لہذا حیوان کے اعتبار سے یہ جزئ اضافی ہے اس کے مقابلے میں کلی اضافی ہوتی ہے جو اس اخص سے عام ہے جیسے مذکورہ مثال میں حیوان کلی اضافی ہے

سوال (۱۵۳) شارح کے نزدیک جزئ اضافی کی کیا تعریف ہے؟

جواب: شارح کے نزدیک جزئی اضافی اخص من الشی کا نام ہے

سوال (۱۵۴) جزئی اضافی اور حقیقی کے درمیان کونسی نسبت پائی جاتی ہے؟

جواب: جزئی اضافی اور حقیقی کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے جزئی اضافی عام مطلق ہے اور جزئی حقیقی خاص مطلق ہے یعنی ہر جزئی حقیقی جزئی اضافی ہے لیکن ہر جزئی اضافی جزئی حقیقی نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے جو چیز جزئی اضافی بن رہی ہو حقیقت میں وہ کلی ہو

البحث الخامس

سوال(۱۵۵) نوع اضافی کی تعریف کریں؟

جواب: ہر ایسی ماھیت نوع اضافی ہے کہ اگراس کواوراس کے غیر کو ملا کر ماھو؟ سے سوال کیا جائے تو جواب میں جنس واقع ہو بغیر واسطے کے جیسے انسان حیوان کے اعتبار سے نوع اضافی ہے کیونکہ اگرانسان اور فرس کو ملا کر ماھو سے سوال کریں تو جواب حیوان ائے گا جو کہ جنس ہے

سوال(۱۵۶) نوع اضافی کی تعریف کے فوائد و قیودات بیان کریں؟

جواب: مصنف کے قول فی جواب ماھو سے فصل خاصہ عرض عام نکل جائیں گے کیونکہ ان کو غیر سے ملا کر سوال کیا جائے تو جواب میں جنس نہیں اتااور مصنف کے قول قولا اولیا کی قید سے اصناف خارج ہو جائیں گے کیونکہ اصناف اور غیر کو ملا کر سوال کریں تو جواب میں جنس ائے گا لیکن بلاواسطہ نہیں بلکہ نوع کے واسطے کے ساتھ

سوال(۱۵۷) نوع اضافی کے مراتب کتنے اور کون کونسے ہیں تفصیل سے بیان کریں؟

جواب: نوع اضافی کے چار مراتب ہیں جن کی تفصیل دوطرح سے کی جاتی ہے پہلا طریقہ یہ ہے کہ نوع اضافی یااعم الانوع ہوگی یااخص الانوع ہوگی یاعام من من بعض اوراخص من بعض ہوگی یاسب کے مبایئن ہوگی اگراعم الانوع ہو تو یہ نوع عالی ہے جیسے جسم کہ یہ جسم نامی، حیوان اور انسان سے عام ہے اگراخص الانوع ہو تو یہ نوع سافل ہے جیسے انسان کہ یہ تمام انواع سے اخص ہے اگرعام من بعض اوراخص من بعض ہو تو یہ نوع متوسط ہوگی جیسے جسم نامی کہ یہ جسم سے اخص ہے حیوان سے عام ہے اور اگرسب کے مبایئن ہو تو یہ نوع مفرد ہے اس کہ کوئی مثال نہیں کبھی کبھار اس کی مثال عقل دی جاتی ہے دوسراطریقہ یہ ہے کہ نوع کے تحت اور فوق دونوں میں نوع ہوں گے یانہیں ہوں گے یاصرف تحت میں نہ ہوگی فوق میں نہیں یاصرف فوق میں ہوگی تحت میں نہیں ہوگی اگرفوق و تحت دونوں میں نوع نہ ہو تو نوع مفرد ہے فوق اور تحت دونوں میں نوع ہو تو نوع متوسط ہوگی اوراگر تحت میں نوح نہ ہو تو نوع سافل ہوگی اور اگرفوق میں نوع نہ ہو تو نوع عالی ہوگا

سوال(۱۵۸) جنس کے مراتب کتنے اور کون کونسے ہیں؟

جواب: نوع کی طرح جنس کے بھی چار مراتب ہیں (۱) اعم الاجناس یہ جنس عالی ہے جیسے جوہر (۲) اخص الاجناس یہ

جنس سافل ہے جیسے حیوان (۳) اَعم من وجہ اخص من وجہ یہ جنس متوسط ہے جیسے جسم نامی اور جسم 4 مبایَن یہ جنس مفرد ہے اس کی مثال بھی عقل دی جاتی ہے جب جوہر کو اس کے لیے جنس نہ مانا جائے

سوال (۱۵۹) جنس اور نوع کے مراتب میں فرق بیان کریں؟

جواب: نوع اور جنس کے مراتب میں ایک فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ نوع کی ترتیب متنازلہ ہوتی ہے یعنی اوپر سے نیچے کی طرف کیونکہ کوئی چیز اپنے مافوق کے لیے نوع ہوتی ہے اور خود وہ جنس کے تحت رہتی ہے اور جنس کی ترتیب متصاعدۃ ہوتی ہے یعنی نیچے سے اوپر کی طرف کیونکہ کوئی چیز اپنے ماتحت کے لیے جنس ہوتی ہے اور خود یہ اوپر رہتی ہے اسی وجہ سے انواع میں نوع سافل کو نوع الانواع کہتے ہیں اور اجناس میں جنس عالی کو جنس الاجناس کہتے ہیں

اعتراض: جنس اور نوع مفرد دونوں جگہوں پر اپ نے عقل کی مثال دی ہے ان میں سے ایک مثال ضرور فاسد ہو گی کیونکہ اگر اپ جوہر کو عقل کی جنس بنائیں گے تو جنس مفرد کی مثال نہیں بن سکے گی اور اگر اپ جوہر کو عقل کی جنس نہیں بنائیں گے تو نوع کی مثال نہیں بن سکے گی؟

جواب: ہم نے دونوں جگہوں پر تقدیر کا لفظ استعمال کیا ہے یعنی فرض کر لیں ہمارا مقصد تمثیل ہے اور تمثیل فرض کرنے سے حاصل ہو جاتی ہے چاہے واقع کے مطابق ہو یا نہ ہو

سوال (۱۶۰) نوع اضافی اور نوع حقیقی کے درمیان نسبت بیان کریں؟

جواب: جمہور منطقیوں اور شیخ رئیس ابن سینا کے نزدیک نوع اضافی اور حقیقی کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے اور صاحب رسالہ شمسیہ کے نزدیک یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک دوسری کے بغیر پائی جاتی ہے نوع اضافی نوع حقیقی کے بغیر انواع متوسطہ میں پائی جاتی ہے اور انواع متوسطہ نوع اضافی ہیں نوع حقیقی نہیں کیونکہ وہ اجناس ہیں اسی طرح نوع حقیقی نوع اضافی کے بغیر حقائق بسیطہ میں پائی جاتی ہے مثلاً عقل نفس وغیرہ میں کیونکہ یہ انواع حقیقیہ ہیں انواع اضافیہ نہیں ہیں اسی وجہ سے مصنف صاحب رسالہ شمسیہ کے نزدیک ان کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت نہیں ہے بلکہ عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے عموم خصوص من وجہ میں تین مادے ہوتے ہیں ایک اجتماعی اور دو افتراقی دو افتراقی مادوں کا ذکر پہلے ہو گیا ہے اور اجتماعی مادہ نوع سافل ہے جس پر نوع حقیقی اور نوع اضافی دونوں کی تعریف صادق اتی ہے نوع سافل نوع حقیقی ہے کیونکہ وہ ماھو کے جواب میں متفق الحقیقت اشیاء

پر بولی جاتی ہے اور نوع اضافی بھی ہے کیونکہ اگر اس سے اور غیر سے ماھوا کے ساتھ سوال ہو تو جواب میں جنس اتی ہے یعنی حیوان

سوال (۱۶۱) مقول فی جواب ماھو اور واقع فی طریق ماھو اور داخل فی جواب ماھو کی تعریفات کریں؟

جواب: (۱) مقول فی جواب ماھو: وہ ہے جو اس ماہیت پر مطابقۃ دلالت کرے جس کے بارے میں سوال کیا گیا ہے جیسے اگر پوچھا جائے کہ الانسان ماھو تو جواب میں حیوان ناطق کہا جائے گا یہاں حیوان ناطق انسان پر مطابقۃ دلالت کر رہا ہے (۲) واقع فی طریق ماھو: ماہیت کا وہ جزء ہے جو ماھو کے جواب میں مطابقۃ مذکور ہو مثلا حیوان ناطق میں حیوان انسانیت کا وہ جزء ہے جو انسان کے جواب میں مطابقۃ اور صراحتاً مذکور ہے (۳) داخل فی جواب ماھو: ماہیت کا وہ جزء ہے جو ماھو کے جواب میں تضمنا مذکور ہو جیسے جسم نامی وغیرہ انسان ماھو کے جواب حیوان میں ضمنا مذکور ہیں

سوال (۱۶۲) فصل کب مقوم اور کب مقسم بنتی ہے؟

جواب: فصل کی نسبت جب نوع کی طرف ہو تو فصل نوع کے لیے مقوم بنتی ہے یعنی اس کی حقیقت میں داخل ہوتی ہے اور جب فصل کی نسبت جنس کی طرف ہو تو فصل جنس کے لیے مقسم بنتی ہے یعنی اسے تقسیم کر دیتی ہے

سوال (۱۶۳) کیا جنس عالی کے لیے فصل مقوم ہو سکتی ہے؟

جواب: متاخرین کے نزدیک: جنس عالی کے لیے فصل مقوم ہو سکتی ہے کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے کہ کوئی جنس اگر دو مساوی امور سے مرکب ہو جو اسے مشارکات فی الوجود سے جدا کر رہے ہوں تو یہ دو امور اس کے لیے فصل ہوں گے **متقدمین کے نزدیک** :ایسا ممکن نہیں کیونکہ اگر ان دو امور کو فصل مان لیا جائے تو جنس عالی کے لیے جنس ماننی پڑے گی کیونکہ متقدمین کے نزدیک جس ماہیت کی کوئی فصل ہوتی ہے اس کی جنس ضرور ہوتی ہے اور جنس عالی کے لیے جنس کا ہونا باطل ہے کیونکہ یہ خود جنس عالی ہے اس کے اوپر کوئی جنس نہیں ہو سکتی

سوال (۱۶۴) کیا جنس عالی کے لیے فصل مقسم کا ہونا ضروری ہے؟

جواب: جی ہاں جنس عالی کے لیے فصل مقسم کا ہونا ضروری ہے کیونکہ جنس عالی کے تحت انواع کا ہونا ضروری ہے اور جہاں نوع ہو گی وہاں فصل بھی پائی جائے گی مثلا جہاں انسان پایا جائے گا تو وہاں ناطق جو کہ فصل ہے حیوان ناطق کا وہ بھی پایا جائے گا اور کسی نوع کی فصل اس نوع کی جنس کے لیے مقسم ہوا کرتی ہے جیسے انسان کی جنس حیوان کے لیے

ناطق مقسم ہے

سوال(۱۶۵) کیانوعِ سافل کے لیے فصلِ مقوِّم کاہوناضروری ہے؟

جواب: جی ہاں نوع سافل کے لیے فصل مقوم کا ہوناضروری ہے کیونکہ نوع کے لیے جنس کااور فصل کا ہوناضروری ہوتاہےتاکہ وہ نوع بن سکے

سوال(۱۶۶) کیانوع سافل کے لیے فصل مقسم ہوتی ہے؟

جواب:نوع سافل کے لیے فصل مقسم نہیں ہوتی کیونکہ نوع سافل کے تحت کوئی اور نوع نہیں ہوتی لہذا یہ کسی نوع کے لیے جنس نہیں بن سکتی اور جب جنس نہیں بن سکتی تواس کے لیے فصل مقسم کیسے ثابت ہو سکتی ہے فصل مقسم تو جنس کے لیے ہوتی ہے

سوال(۱۶۷) کیاانواع متوسطہ اور اجناس متوسطہ کے لیے فصل مقوم اور مقسم دونوں ضروری ہوتے ہیں؟

جواب: جی ہاں انواع متوسطہ اور اجناس متوسطہ کے لیے فصل مقوم اور مقسم دونوں کا ہوناضروری ہیں فصل مقوم اس لیے کہ ان کے اوپر اجناس ہیں اور فصل مقسم اس کے لیے کہ ان کے تحت انواع ہیں

سوال(۱۶۸) کیاہر فصل جو عالی کے لیے مقوم ہو گی وہ سافل کے لیے بھی مقوم ہو گئی اور کیاہر فصل جو سافل کے لیے مقوم ہو گی وہ عالی کے لیے بھی مقوم ہو گی؟

جواب: جی ہاں ہر فصل جو عالی کے لیے مقوم ہو گی وہ سافل کے لیے بھی مقوم ہو گی لیکن ہر فصل جو سافل کے لیے مقوم ہواس کا عالی کے لیے مقوم ہوناضروری نہیں ہے کیونکہ یہ بات ثابت ہے کہ تمام مقومات عالی مقومات سافل ہیں اب اگر تمام مقومات سافل بھی مقومات عالی ہوں تو عالی اور سافل کے درمیان کوئی فرق نہیں رہے گا

سوال(۱۶۹) کیاہر فصل جو جنس سافل کے لیے مقسم ہو وہ جنس عالی کے لیے بھی مقسم ہو گی اور ہر فصل جو جنس عالی کے لیے مقسم ہو وہ جنس سافل کے لیے مقسم ہو گی؟

جواب: جی ہاں ہر فصل جو جنس سافل کے لیے مقسم ہو وہ جنس عالی کے لیے بھی مقسم ہو گی کیونکہ سافل عالی کی قسم ہے توجب قسم کو تقسیم کر رہی ہے تو مقسم کو بھی تقسیم کرے گی کیونکہ قسم کی قسم بھی قسم ہوتی ہے لیکن ہر فصل جو جنس عالی کے لیے مقسم ہواس کا جنس سافل کے لیے مقسم ہوناضروری نہیں کیونکہ وہ جنس سافل کے لیے مقوم بن جاتی ہے

ہم نے کہا ضروری نہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ کبھی سافل کے لیے مقسم ہو سکتی ہے

الفصل الرابع فی التعریفات

سوال(۱۷۰) قول شارح کی تعریف کریں؟

جواب: قول شارح معرف کو کہتے ہیں اور معرف الشئ وہ ہے جس کے تصور سے اس شے کا تصور لازم ائے یا وہ اس کو جدا کر دے اس کے علاوہ ہر ایک سے

سوال(۱۷۱) معرف اور نفس معرف میں کونسی نسبت ہو گی؟

جواب: معرف یا تو نفس معرف ہو گا یا نہیں اگر نفس معرف ہو تو یہ محال ہے کیونکہ معرف کا معرف سے پہلے جانا ضروری اے گا اور اگر غیر معرف ہو گا تو پھر یا تو معرف نفس معرف سے عام ہو گا یا خاص ہو گا یا مساوی ہو گا یا موبائن ہو گا اور عام بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ تعریف کا مقصد معرف کا تصور دینا ہے یا ماعدا اسے جدا کرنا ہے اور عام ان دونوں چیزوں کا فائدہ نہیں دیتا اور اخص بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ اخص اخفی ہوتا ہے اور تعریف بلا خفی کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ معرف کو تو اجلی ہونا چاہیے باقی اخص اخفی اس طرح ہوتا ہے کہ اخص کا وجود عام کے مقابل کم پایا جاتا ہے تو عام کے مقابل خفی ہو گیا اور خاص کی تحقیق کے شرائط عام کی شرائط سے زیادہ ہیں اور جب شرائط زیادہ ہیں تو اس کا وجود عام کے مقابلے میں کم ہو گا اور اسی وجہ سے اخفی ہوا مباین بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ جب عام اور اخص سے تعریف نہیں ہو سکتی تو مباین سے کیسے ہو گی تو معلوم ہوا کہ تعریف کا معرف کے مساوی ہونا ضروری ہے یعنی جہاں تعریف صادق اے وہاں معرف صادق ائے گا اور جہاں معرف صادق ائے گا وہاں تعریف صادق ائے گی

سوال(۱۷۲) جامع, مانع اور مطرد، منعکس کا مفہوم کیا ہے؟

جواب: جامع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تعریف معرف کی تمام افراد کو شامل ہو اور تعریف کے مساوی ہونے کا بھی یہی مطلب ہے کہ جہاں پر معرف پایا جائے وہاں پر تعریف بھی پائی جائے مانع کا مطلب یہ ہے کہ معرف کا کوئی فرد تعریف سے نہ نکل نہ جائے اور جب تعریف مساوی ہو گی تو کوئی فرد نہیں نکلے گا اسی طرح اطراد کا معنی ہے تلازم فی الثبوت یعنی جب بھی تعریف پائی جائے تو معرف پایا جائے اور انعکاس کا معنی ہے تلازم فلانتفاء یعنی جب بھی تعریف نہ پائی جائے تو معرف بھی نہ پایا جائے غرض جامع مانع اطراد اور انعکاس دونوں کا معنی اور مفہوم یہی ہے کہ تعریف

معرف کے مساوی ہو

سوال(۱۷۳) معرف کی کتنی اور کون کونسی قسمیں ہیں؟

جواب: معرف کی چار قسمیں ہیں ۔(۱) حدتام (۲) حدناقص (۳) رسم تام (۴)رسم ناقص

سوال(۱۷۴) حدتام کی تعریف اور وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: جو تعریف جنس قریب اور فصل قریب سے مرکب ہو اس کو حد تام کہتے ہیں جیسے انسان کی تعریف حیوان ناطق کے ساتھ حد کا معنی منع ہے اور جب یہ تعریف ذاتیات پر مشتمل ہے تو غیر کی دخول سے مانع ہے اس لیے اس کو حد کہتے ہیں اور ذاتیات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے تعریف تام ہے اسی وجہ سے اس کو حدتام کانام دیاجاتاہے

سوال(۱۷۵) حدناقص کی تعریف اور وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: جو معرف صرف فصل قریب یا جنس بعید اور فصل قریب سے مرکب ہو اسے حد ناقص کہتے ہیں جیسے انسان کی تعریف صرف ناطق یا جسم ناطق کے ساتھ کرنا حد کی وجہ تو بیان ہو چکی ہے اور کیونکہ کچھ ذاتیات اس میں حذف ہیں اس لیے اس کو ناقص کہتے ہیں

سوال (۱۷۶) رسم تام کی تعریف اور وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: وہ ہے جو جنس قریب اور خاصہ سے مرکب ہو جیسے انسان کی تعریف حیوان ضاحک کے ساتھ کرنا رسم کا معنی اثر ہوتاہے اور یہ تعریف خاصہ پر مشتمل ہے جو کہ ایک خارج لازم ہے نیز اثر اور علامت ہے حقیقی تعریف نہیں ہے اور تام کہاہے دو وجوہات سے ایک وجہ یہ ہے کہ یہ حد تام کے مشابہ ہے اس لیے دوسری وجہ یہ ہے کہ حد تام میں بھی امر مختص کو ذکر کیا جاتاہے اور رسم تام میں بھی امر مختص کو ذکر کیا جاتاہے فرق یہ ہے کہ وہاں امر مختص فصل ہوتی ہے اور یہاں خاصہ ہوتی ہے

سوال(۱۷۷) رسم ناقص کی تعریف اور وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: جو تعریف صرف خاصہ یا جنس بعید اور خاصہ سے مرکب ہو اسے رسم ناقص کہتے ہیں جیسے انسان کی تعریف صرف ضاحک سے کرنا یا جسم نامی ضاحک سے کرنا رسم ہونے کی وجہ تو پہلے بیان ہو چکی ہے ناقص اس لیے ہے کہ رسم تام کی کچھ اجزاء یعنی جنس قریب اس میں حذف ہوتی ہے

سوال(۱۷۸) آپ نے تعریف کی چار اقسام بیان کی ہیں جبکہ یہاں اور اقسام بھی بن سکتی ہے جیسے عرض عام فصل سے تعریف کرنا یا فصل اور خاصہ سے تعریف کرنا تو ان اقسام کو کیوں ذکر نہیں کیا؟

جواب: ان اقسام سے تعریف کا فائدہ نہیں ہوتا اس لیے ان کو ذکر نہیں کیا کیونکہ تعریف کا مقصد یا تمیز دینا ہوتا ہے یا ذاتیات پر مطلع ہونا ہوتا ہے اور عرض عام ان دونوں کا فائدہ نہیں دیتا اور جو خاصہ اور فصل سے مرکب ہو تو وہاں فصل تمیز کا فائدہ دیتا ہے خاصہ نہیں دیتا لہذا خاصہ کو ذکر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا

سوال(۱۷۹) چاروں اقسام کی وجہ حصر بیان کریں؟

جواب: تعریف صرف ذاتیات سے ہو گی یا نہیں اگر تعریف صرف ذاتیات سے ہو تو یا جمیع ذاتیات سے ہو گی یا بعض ذاتیات سے اگر جمیع ذاتیات سے ہو تو حد تام اگر بعض ذاتیات سے ہو تو حد ناقص اور اگر صرف ذاتیات سے نہ ہو تو دو حال سے خالی نہیں یا جنس قریب اور خاصہ سے ہو گی یا نہیں اگر جنس قریب اور خاصہ سے ہو تو رسم تام ورنہ ناقص ہو گی

سوال(۱۸۰) تعریف کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: تعریف کی دو قسمیں ہیں (۱) تعریف معنوی (۲) تعریف لفظی

سوال(۱۸۱) تعریف معنوی میں کتنی اور کونسی خرابیوں سے بچنا لازم ہے؟

جواب: تعریف معنوی میں دو خرابیوں سے بچنا لازم ہے (۱) تعریف بالمساوی نہ ہو یعنی ایسی چیز سے تعریف نہ ہو جو معرفت اور جہالت میں معرف کے مساوی ہو جیسے حرکت کی تعریف مالیس سکون کے ساتھ کرنا ایسی تعریف اس لیے جائز نہیں ہے کہ تعریف کے کا معرف سے پہلے معلوم ہونا ضروری ہے تاکہ تعریف سمجھ میں اسکے لیکن اگر تعریف اور معرف دونوں اس طرح مساوی ہوں گے کہ ہر ایک کا علم دوسرے کے ساتھ ہو گا تو تعریف معرف سے پہلے معلوم نہ ہو گی (۲) تعریف میں دور نہ ہو یعنی تعریف میں جو چیز ذکر کی جا رہی ہے وہ خود معرف پر موقوف نہ ہو اسے دور کہتے ہیں اب دور کی دو قسمیں ہیں (۱) دور مصرح اور "(۲) دور مضر دور

(۱) مصرح تو یہ ہے کہ تعریف براہ راست معرف پر اور معرف تعریف پر موقوف ہو

(۲) دور مضر یہ ہے کہ تعریف چند واسطوں سے معرف پر موقوف ہو

سوال(۱۸۲) تعریف لفظی میں کتنی اور کونسی خرابیوں سے بچنالازم ہے؟

جواب: تعریف لفظی میں تین خرابیوں سے بچنالازم ہے(۱) تعریف میں الفاظ غریبہ کااستعمال نہ ہوکیونکہ اس سے تعریف کی غرض فوت ہوجاتی ہے مثلاکوئی اگ کی تعریف پوچھے توجواب میں کہاجائے کہ وہ اسطقسات میں سے ایک اسطقس ہے یعنی عناصر میں سے ایک عنصر ہے(۲)تعریف میں مجاز کااستعمال نہ ہوکیونکہ یہ متبادر حقیقت ہوتی ہے اور معنی مجازی کی طرف ذہن فورانہیں جاتا(۳) تعریف میں الفاظ مشترکہ کا استعمال نہ ہوکیونکہ اس طرح سمجھنے میں دشواری پیش اسکتی ہے ہاں اگرکوئی صاف قرینہ موجودہوتوایسے الفاظ کوتعریف میں استعمال کیاجاسکتاہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(حصہ دوم)

تصدیقات

مرتب: محمد صادق عطاری

المقالۃ الثانیۃ فی القضایا واحکامھا

سوال[۱] : مقالہ ثانی کس چیز کے بارے میں ہے؟

جواب: دوسرا مقالہ قضایا اور اس کے احکام کے بارے میں ہے

سوال[۲] مقالہ ثانی میں کتنی چیزیں ہیں؟

جواب: دو۔(۱) ایک مقدمہ (۲) تین فصلیں

المقدمۃ فی تعریف القضیہ واحکامھا الاوّلیۃ

سوال[۳] مقدمہ کس چیز کے بارے میں ہے؟

جواب: مقدمہ قضیہ اور اس کے اقسام اولیہ کے بارے میں ہے نہ کے اس کے اقسام ثانویہ کے بارے میں

سوال[۴] مقدمہ کو وضع کرنے کا مقصد بیان کریں؟

قضیہ اوّلاً حملیہ و شرطیہ کی طرف منقسم ہوتا ہے پھر حملیہ مثلاً ضروریہ ولاضروریہ کی طرف اور شرطیہ لزومیہ واتفاقیہ کی طرف منقسم ہوتا ہے پس حملیہ و شرطیہ کی قسمیں بھی در حقیقت قضیہ ہی کی قسم ہیں مگر یہ اقسام اوّلیہ نہیں بلکہ اقسام ثانویہ ہیں پس مقدمہ کی وضع سے مقصد قضیہ کی اقسام اولیہ ہیں یعنی بالذات قضیہ کی اقسام کا بیان کرنا ہے نہ کہ اس کی اقسام کی اقسام کو بیان کرنا۔

سوال[۵] قضیہ کی تعریف کریں؟

جواب:" القضیۃ قولٌ یصح ان یّقالَ لقائلہ انّہ صادقٌ فیہ او کاذبٌ"

قضیہ ایسا قول ہے جس کے قائل کے لیے یہ کہنا صحیح ہو کہ وہ اس (قول) میں سچا ہے یا جھوٹا ہے

سوال[۶] قضیہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: دو۔۱۔حملیہ۔۲۔شرطیہ

سوال[۷] قضیہ حملیہ کی تعریف کریں؟

جواب:" ان انحلّت بطرفیھا الی مفردین "

[اگروہ(قضیہ)اپنے طرفین کے ساتھ دو مفردوں کی طرف کھل جائے تو وہ حملیہ ہے(زیدٌ عالمٌ)

سوال[۸]قضیہ شرطیہ کی تعریف کریں؟

جواب:" و شرطیۃ ان لم تنحل "اگروہ اپنے طرفین کے ساتھ مفردین کی طرف نہ کھلے تو وہ شرطیہ ہے(زیدٌ لیس بعالم)

سوال[۹]قضیہ کی تعریف کے فوائد وقیودات بیان کریں؟

جواب:"القول"جنس ہے اور"القول ہ قضیہ ملفوظہ میں لفظ مرکب ہے(مثلا۔زیدٌ عالمٌ کے الفاظ)اور قضیہ معقولہ میں مفہومِ عقلی مرکب ہے(مثلا۔زیدٌ عالمٌ کا مفہوم جو عقل میں حاصل ہو) القول ،اقوال تامۃ و ناقصہ تمام کو شامل ہے)

"یصح ان یقال لقائلہ انہ صادق فیہ او کاذب"فصل ہے(اقوال ناقصہ اور تمام انشاءات"امر، نھی'استفھام وغیرہ کو نکال دیتا ہے)

سوال[۱۰]قضیہ کے طرفین بیان کریں؟

جواب:(۱)محکوم علیہ(۲) محکوم بہ ہیں

سوال[۱۱]قضیہ کے انحلال(کھلنے)سے کیا مراد ہے؟

جواب:اس سے مراد ان ادوات(حروف)کو حذف کر دیا جائے جو ان میں سے ایک دوسرے کے ساتھ ربط و تعلق پر دلالت کرتے ہیں

سوال[۱۲]قضیہ حملیہ کی کتنی قسمیں ہیں مع تعریف لکھیں؟

جواب:پس جب ہم نے قضیہ سے ان ادوات کو حذف کر دیا جو ارتباط حکمی پر دلالت کرتے تھے تو اب اگر اس قضیہ کے طرفین دو مفرد ہوں تو وہ حملیہ ہے۔اسکی دو قسمیں ہیں۔موجبہ۔سالبہ۔اب اگر اس(قضیہ)میں حکم لگایا جائے اس طرح کہ ان میں سے ایک وہی دوسرا ہے تو وہ حملیہ موجبہ ہوگا(مثلا"زیدٌ ھو عالمٌ)اور اگر اس میں حکم لگایا جائے کہ ان میں سے ایک وہی دوسرا نہیں ہے تو وہ حملیہ سالبہ ہوگا(مثلا"زیدٌ لیس ھو بعالم)اب ہم قضیہ اولیٰ میں لفظ "ھو"کو

حذف کردیں جو کہ نسبت ایجابیہ پر دلالت کر رہا ہے،،اور قضیہ ثانیہ میں لفظ "لیس" کو حذف کر دیں جو کہ نسبت سلبیہ پر دلالت کر رہا ہے تو "زیدٌ عالمٌ" باقی رہ جائے گا اور یہ دونوں مفرد ہیں

سوال[۱۳] قضیہ شرطیہ کی تعریف مع شرطیہ متصلہ ومنفصلہ کی مثال دے کر واضح کریں؟

جواب: اگر اس قضیہ کے طرفین دو مفرد نہ ہوں (بلکہ مرکب ہوں) تو وہ شرطیہ ہے (مثلاً "شرطیہ متصلہ "ان کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجودٌ" "شرطیہ منفصلہ" اما ان یکون ھذاالعددزوجا او فرداً) جب ہم ادوات اتصال زوج" "اور "ھذاالعددفرد" " باقی "ان" اور "الفاء" کو حذف کریں گے تو "الشمس طالعۃ" اور "النہار موجود" باقی رہ جائیں گے اور یہ دونوں مفرد نہیں """" اسی طرح دوسری مثال میں ہم ادوات العناد "اما" اور "او" کو حذف کر دیں تو "ھذاالعدد رہ جائیں گے اور یہ دونوں بھی مفرد نہیں ہیں

اعتراض: حملیہ و شرطیہ کی تعریفوں پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہتے ہیں کہ "الحیوان الناطق ینتقل بنقل قدمیہ "زید عالم یضادہ زید لیس بعالم" الشمس طالعۃ یلزمہ النہار موجود"" دیکھئے یہ تینوں امثلہ حملیہ کے ہیں حالانکہ ان کے اطراف مفرد نہیں ہیں پس آپکے دونوں تعریفیں ٹوٹ گئیں طرداوعکسا (یعنی جامع ومانع نہیں ہیں)؟

جواب: ہم کہتے ہیں مفرد سے مراد یاتو مفرد بالفعل (عام) ہے یا مفرد بالقوۃ ہے (مفرد بالقوۃ وہ ہے جس کو مفرد لفظ کے ساتھ تعبیر کرنا ممکن ہو) اور مذکورہ قضایا میں اطراف اگرچہ مفرد بالفعل نہیں مگر ان کو مفرد الفاظ کے ساتھ تعبیر کرنا ممکن ہے کم از کم اتنا تو کہا جاسکتا ہے کہ "ھذا ذاک" یا "ھوھو" یا "الموضوع محمول" وغیرہ

بخلاف شرطیات کے کیونکہ ان کے اطراف کو مفرد الفاظ کے ساتھ تعبیر کرنا ممکن نہیں ہے لہذا ان کے بارے میں یہ نہیں کہا جائے گا کہ "ھذہ القضیۃ تلک القضیۃ" بلکہ یوں کہا جائے گا "ان تحقق ھذہ القضیۃ تحقق تلک القضیۃ" یا "اما ان تحقق ھذہ القضیۃ او تحقق تلک القضیۃ" اور یہ الفاظ مفردہ بھی نہیں ہیں

نوٹ: ہاں! یہاں ایک چیز باقی رہ جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ شرطیہ کی جس طرح تفسیر کی گئی ہے (ایسا قضیہ جب ہم اسکی انحلال کریں تو اسکے طرفین مفرد نہ ہوں) اور اس امکان میں کوئی خفا نہیں کہ شرطیہ کے طرفین کو دو مفردوں سے تعبیر کیا جاسکتا ہے کم از کم یہ تو کہا جاسکتا ہے کہ "ھذا ملزوم لذلک وذلک معاند لذلک" پس اگر مفرد سے مفرد بالفعل یا مفرد بالقوۃ مراد ہو تو شرطیہ حملیہ کے تحت داخل ہو جائے گا۔ اولیٰ۔ بہتر یہ ہے کہ تعریف سے "انحلال" کی قید کو حذف کیا

جائے اور تعریف یوں کی جائے "قضیہ میں محکوم علیہ اور محکوم بہ دونوں مفرد ہوں تو وہ قضیہ حملیہ ہے ورنہ شرطیہ ہے"' یہ تعریف اس کے مطابق ہے جو شیخ نے "الشفا" میں کی ہے

قیل صوابہ: ایک قول یہ ہے کہ درست تعریف یہ ہے ان یقال [قضیہ اگر دو قضیوں کی طرف کھل جائے تو وہ شرطیہ ہے ورنہ وہ حملیہ ہے] تاکہ "زیدٌ ابوہ قائمٌ" جیسے قول سے اعتراض وارد نہ ہو کیونکہ یہ حملیہ ہے ساتھ اس کے کہ دو قضیوں کی طرف نہیں کھلتا کیونکہ محکوم بہ اس میں قضیہ ہے

سوال [۱۴] "زیدٌ ابوہ قائمٌ" کیوں درست نہیں؟

جواب: یہ دو وجہ سے درست نہیں۔ (۱) اس پر بعض مذکورہ اعتراضات وارد ہوتے ہیں

(۲) قضیہ اس کی طرف کھلتا ہے جس سے وہ مرکب ہوتا ہے اور شرطیہ دو قضیوں سے مرکب نہیں ہوتا کیونکہ شرط و عناد کے ادوات اس کے اطراف کو قضیہ ہونے سے نکال دیتے ہیں! کیا تو نہیں دیکھتا کہ ""الشمس طالعة " قضیہ ہے صدق و کذب کا احتمال رکھتا ہے جب ہم نے اس پر ادوات شرط وارد کر دیئے ""ان کانت الشمس طالعة" تو یہ قضیہ ہونے سے نکل گیا جو صدق و کذب کا احتمال رکھتا ہو۔ ہاں ! کبھی اس فن میں یہ کہا جاتا ہے کہ شرطیہ دو قضیوں سے مرکب ہے مجازی طور پر اس حیثیت سے کہ اس کے طرفین میں حکم کا اعتبار کر لیا جائے تو وہ دو قضیے ہوں گے ورنہ نہیں ،نہ ترکیب کے وقت نہ تحلیل کے وقت۔

سوال [۱۵] قضیہ شرطیہ کی اقسام مع تعریف وامثلہ لکھیں؟

جواب: شرطیہ کی دو قسمیں ہیں (۱) متصلہ (۲) منفصلہ

متصلہ وہ ہے جس میں ایک قضیہ کے صدق یا عدم صدق کا حکم لگایا گیا ہو دوسرے قضیہ کے صدق کی تقدیر پر (جیسے۔ ان کان ھذا انسانا فھو حیوان و لیس ان کان ھذا انسانا فھو جماد) منفصلہ وہ ہے جس میں دو قضیوں کے درمیان تنافی فی الصدق والکذب کا حکم ایک ساتھ لگایا جائے، یا ان میں سے فقط ایک پر صدق کا، یا فقط ایک پر نفی کا حکم لگایا جائے (جیسے۔ اما ان یکون ھذا العدد زوجا او فردا ، و لیس اما ان یکون ھذا الانسان حیوانا، او اسود

سوال [۱۶] (۱) "تنافی فی الصدق والکذب معا " (۲) تنافی فی الصدق فقط" (۳) تنافی فی الکذب فقط "(۴) سلب تنافی فی الصدق "(۵) سلب تنافی فی الکذب "کا کیا مطلب ہے؟

جواب:(۱)اس سے مراد یہ ہے کہ "دونوں قضیے ایک ساتھ جمع بھی نہیں ہو سکتے اور نہ ہی دونوں اٹھ سکتے ہیں(ای بانہما لا تصدقان ولا تکذبان)۔۔۔۔

(۲)اس سے مراد یہ ہے کہ "دونوں قضیے جمع نہیں ہو سکتے لیکن دونوں اٹھ سکتے ہیں (ای بانہما لا تصدقان ولکنہما قد یکذبان)

(۳)دونوں قضیے اٹھ نہیں سکتے جمع ہو سکتے ہیں(ای بانہما لا تکذبان)

(۴)اس کا مطلب ہے کہ دونوں قضیوں کا جمع ہونا ممکن ہے۔

(۵)اس کا مطلب ہے کہ دونوں قضیوں کا ارتفاع(اٹھنا) ممکن ہے

سوال[۱۷]قضیہ شرطیہ متصلہ کی کتنی قسمیں ہیں مع تعریف وامثلہ لکھیں؟

جواب: شرطیہ متصلہ کی دو قسمیں ہیں(۱)متصلہ موجبہ۔وہ ہے جس میں ایک قضیہ کے صدق کا حکم لگایا گیا ہو دوسرے قضیہ کے صدق کی تقدیر پر(مثلا"ان کان ھذا انسانا فھو حیوان"اس قضیہ میں حیوانیت کے صدق کا حکم لگایا گیا ہے انسانیت کے صدق کی تقدیر پر)(۲)متصلہ سالبہ۔وہ ہے جس میں ایک قضیہ کے صدق کے سلب کا حکم لگایا گیا ہو دوسرے قضیہ کے صدق کی تقدیر پر(مثلا"لیس البتتہ ان کان ھذا انسانا فھو جماد "اس میں جمادیۃ کے صدق کے سلب کا حکم لگایا گیا ہے انسانیۃ کے صدق کی تقدیر پر

سوال[۱۸]قضیہ شرطیہ منفصلہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب : اسکی دو قسمیں ہیں ۔(۱)۔منفصلہ موجبہ۔(۲)۔منفصلہ سالبہ۔۔پھر ان دونوں میں سے ہر ایک کی تین قسمیں ہیں

سوال[۱۹]شرطیہ منفصلہ موجبہ کی تعریف کریں؟

جواب:فان حکم فیھا بالتنافی فھی منفصلۃ موجبۃ(اگر قضیہ منفصلہ میں منافات کا حکم لگایا جائے تو وہ منفصلہ موجبہ ہے)

سوال[۲۰]منفصلہ موجبہ کی کتنی قسمیں ہیں مع تعریف وامثلہ تحریر کریں؟

جواب:اسکی تین قسمیں ہیں (۱)منفصلہ موجبہ حقیقیہ(۲)مانعۃ الجمع(۳)مانعۃ الخلو

(۱)**منفصلہ موجبہ حقیقیہ:** وہ ہے جس میں منافات فی الصدق والکذب دونوں کا حکم ایک ساتھ لگایا جائے (مثلا "اما ان یکون ھذاالعدد زوجا او فردا۔ یہ دونوں ایک ساتھ صادق بھی نہیں آسکتے اور ایک ساتھ اٹھ بھی نہیں سکتے)

(۲)**مانعۃ الجمع** :اگر منفصلہ میں فقط منافات فی الصدق کا حکم لگایا گیا ہو تو وہ مانعۃ الجمع ہے (مثلا "امَا ان یکون ھذا الشئ شجرا او حجرا۔ یہ دونوں ایک ساتھ صادق نہیں آسکتے دونوں اٹھ سکتے ہیں "اس طرح کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ شیٔ شجر بھی ہو اور حجر بھی اور یہ ہو سکتا ہے کہ وہ شیٔ نہ درخت ہو اور نہ ہی پتھر ہو بلکہ کوئی اور چیز ہو)

(۳) **مانعۃ الخلو** :اگر منفصلہ میں فقط منافات فی الکذب کا حکم لگایا گیا ہو تو وہ مانعۃ الخلو ہے (مثلا "اما ان یکون ھذاالشئ لاشجرا او لا حجرا۔ یہ دونوں ایک ساتھ کاذب نہیں ہو سکتے ورنہ ایک شیٔ کا شجر و حجر ہونا ایک ساتھ لازم آئے گا حالانکہ ایسا محال ہے، یہ دونوں ایک ساتھ صادق آسکتے ہیں، اس طرح کہ وہ شیٔ حیوان ہو

سوال [۲۱] منفصلہ سالبہ کی تعریف بیان کریں؟

جواب: اگر منفصلہ میں سلبِ تنافی کا حکم لگایا جائے تو وہ منفصلہ سالبہ ہے

سوال [۲۲] منفصلہ سالبہ کی کتنی قسمیں ہیں مع تعریف وامثلہ بیان کریں؟

جواب: منفصلہ موجبہ کی طرح منفصلہ سالبہ کی بھی تین قسمیں ہیں۔(۱) سالبہ حقیقیہ (۲) سالبہ مانعۃ الجمع (۳) مانعۃ الخلو

(۱) منفصلہ سالبہ حقیقیہ: جس میں سلبِ منافات فی الصدق والکذب کا حکم ایک ساتھ لگایا جائے (مثلا "لیس اما ان یکون ھذا الانسان اسودا وکاتبا۔ یہ دونوں جمع بھی ہو سکتے ہیں اور دونوں اٹھ بھی سکتے ہیں

(۲) سالبہ مانعۃ الجمع: جس میں فقط سلبِ منافات فی الصدق کا حکم لگایا جائے (مثلا "لیس اما ان یکون ھذاالانسان حیوانا او اسود۔ یہ دونوں جمع تو ہو سکتے ہیں لیکن ان دونوں کا ارتفاع (اٹھنا) جائز نہیں

(۳) سالبہ مانعۃ الخلو: جس میں فقط سلبِ منافات فی الکذب کا حکم لگایا جائے (مثلا "لیس اما ان یکون ھذاالانسان رومیا او زنجیا۔ ان دونوں کا ارتفاع تو جائز ہے لیکن اجتماع جائز نہیں

اعتراض: نوٹ: یہ اعتراض قضایا مذکورہ کی تعریف پر نہیں بلکہ قضایا مذکورہ کے سوالب پر (لفظ) حملیہ، متصلہ اور منفصلہ کے اطلاق پر ہے۔۔۔اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ: سالبہ حملیہ، سالبہ متصلہ

اور سالبہ منفصلہ پر "حملیہ، متصلہ اور منفصلہ" کا اطلاق درست نہیں کیونکہ سوالب پر ان (تینوں) کی تعریفات صادق نہیں آتیں اس لیۓ کہ حملیہ میں تو حمل ہوتا ہے اور وہ یہاں نہیں پایا جارہا
متصلہ کے دونوں قضیوں کے درمیان اتصال ہوتا ہے اور وہ یہاں نہیں پایا جارہا اور منفصلہ میں انفصال ہوتا ہے اور وہ یہاں نہیں بلکہ سالبہ حملیہ میں حمل کی نفی ہورہی ہے، متصلہ سالبہ میں اتصال کی نفی ہورہی ہے اور منفصلہ سالبہ میں انفصال کی نفی ہورہی ہے لہذا قضایا مذکورہ کے سوالب پر (لفظِ) حملیہ، متصلہ اور منفصلہ کا اطلاق درست نہیں----!

جواب: سوالب پر ان أسماء کو جاری کرنا لغوی مفہوم کے اعتبار سے ہماری مراد ہی نہیں ہے بلکہ اصطلاح کے اعتبار سے ہے اور اصطلاحی مفہومات جس طرح موجبات پر صادق آتے ہیں اسی طرح سوالب پر بھی صادق آتے ہیں۔۔۔ہاں! دراصل یہ اسماء مذکورہ قضایا (خواہ وہ موجبات ہوں یا سوالب) کے مفہومات کے لئے نقل کئے گئے ہیں چنانچہ موجبات میں نقل کا علاقہ حمل، اتصال اور انفصال متحقق ہے اور سوالب میں مناسبت اس طرح ہے کہ سوالب کے اطراف موجبات کے اطراف کے مشابہ ہیں کہ جس طرح موجبات میں "موضوع و محمول اور مقدم وتالی" ہوتے ہیں اسی طرح سوالب میں بھی ہوتے ہیں اس لحاظ سے ان أسماء کا اطلاق سوالب پر بھی ہوتا ہے

اعتراض: شروع میں ماتن نے کہا کہ مقدمہ قضیہ کی اقسام اوّلیہ (حملیہ و شرطیہ) کے بارے میں ہے حالانکہ ماتن نے (شرطیہ کی اقسام) متصلہ و منفصلہ (پھر منفصلہ کی اقسام حقیقیہ وغیرہ پھر ہر ایک کا موجبات وسوالب) بیان کئے ہیں یہ مقدمہ کی وضع کے خلاف ہے ان کو کیوں بیان کیا؟

اعراض کا جواب:: اس میں کوئی شک نہیں کہ مقدمہ کی وضع سے مقصود اقسام اوّلیہ کو ذکر کرنا تھا بہر حال شرطیہ کی اقسام کا ذکر تو بالعرض (ضمنا) اور استطراد کی طریقے پر ہے (یعنی سلسلہ کلام کو آگے چلانے کے لئے اور اقسام اوّلیہ کی توضیح و تشریح کے طور پر ان اقسام کو بھی مقدمہ ہی میں ذکر کر دیا

نوٹ: مقدمہ مکمل ہو گیا اب مقالہ ثانی کی تین فصلیں بیان ہوں گی

سوال [۲۳] مقالہ ثانی کی تین فصلیں کس چیز کے بارے میں ہیں؟

جواب: فصل اوّل حملیہ کے بارے میں ہے (فصل ثانی شرطیہ کے بارے میں ہے اور فصل ثالث قضایا اور اس کے احکام کے بارے میں ہے)

الفصل الاوّل فی الحملیۃ

سوال [۲۴] فصلِ اوّل میں کتنی اور کون کونسی بحثیں ہیں؟

جواب: فصلِ اوّل چار ابحاث پر مشتمل ہے۔ بحثِ اوّل حملیہ کے اُجزاء اور اس کے اقسام ثانویہ کے بارے میں ہے (دوسری بحث محصورات اربعہ کی تحقیق کے بارے میں ہے تیسری بحث معدولہ اور محصلہ کے بارے میں ہے چوتھی بحث قضایا موجہہ کے بیان کے بارے میں ہے)

سوال [۲۵] حملیات کو شرطیات پر مقدم کیوں کیا؟

جواب: اس کی وجہ یہ ہے کہ حملیات کے اجزاء کم ہوتے ہیں اور حملیات بسیط ہیں (شرطیات مرکب ہوتے ہیں) چونکہ بسیط مرکب پر طبعا مقدم ہوتا ہے اس لئے حملیات کو مقدم کر دیا تاکہ وضع اور طبع میں موافقت ہو جائے

البحث الاوّل فی اجزاء الحملیۃ واقسامھا

سوال [۲۶] حملیہ کتنے اجزاء پر مشتمل ہے اجزاء کے نام مع وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

جواب: حملیہ تین اجزاء پر مشتمل ہے (ا) محکوم علیہ: اس کو موضوع کہا جاتا ہے موضوع کہنے کی وجہ یہ ہے کہ "یہ اس لئے وضع کیا گیا تاکہ اِس پر کسی شئی کا حکم لگایا جائے (۲) محکوم بہ: اس کو محمول کہتے ہیں "اس لئے کہ وہ ایک شئی پر محمول ہوتا ہے [۳] ان دونوں کے درمیان نسبت (جس کی ذریعے محمول موضوع کے ساتھ مربوط ہوتا ہے) اس کو نسبتِ حکمیہ کہتے ہیں "رابطہ کا معنٰی ہے "جوڑنے والا، نسبت بھی چونکہ موضوع اور محمول کو آپس میں جوڑتی ہے اس لئے اس کو رابطہ کہتے ہیں۔۔۔۔**اب ان کو ذرا مثال سے سمجھئے**: (زیدٌ ھوَ عالمٌ) یہ قضیہ حملیہ ہے اس میں تین اجزاء ہیں۔ا۔ زیدٌ۔۲۔ھو۔۳۔ عالمٌ۔۔اس قضیہ میں زید محکوم علیہ اور موضوع ہے اس لئے کہ زید پر عالم ہونے کا حکم لگایا گیا ہے

۔۔۔عالم محکوم بہ اور محمول ہے کیونکہ عالم کو زید کے لئے ثابت کیا گیا ہے۔۔ھو رابطہ ہے کیونکہ زید اور عالم دونوں مستقل اسم تھے "ھو" نے آکر ان دونوں کو آپس میں جوڑ دیا اور ان میں ایک نسبت پیدا کر دی لہذا ھو رابطہ ہے

سوال[۲۷] رابطہ کی تعریف کریں نیز اجزاءِ قضیہ کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی کتنی قسمیں ہیں مع تعریف لکھیں؟

جواب: موضوع اور محمول کے درمیان جو تعلق اور نسبت ہے اس پر دلالت کرنے والے لفظ کو رابطہ کہتے ہیں۔قضیہ حملیہ کے اجزاء کے اعتبار دو قسمیں ہیں(۱) ثلاثیہ (۲) ثنائیہ۔۔ا۔ جس قضیہ میں لفظِ رابطہ مذکور ہو اسے قضیہ ثلاثیہ کہتے ہیں(کیونکہ اس وقت قضیہ تین معانی کے لئے تین اجزاء پر مشتمل ہوگا)۔۔۲۔ جس قضیہ میں لفظِ رابطہ محذوف ہو اسے ثنائیہ کہتے ہیں(اس وقت وہ دو اجزاء پر مشتمل ہوگا)

سوال[۲۸]"تسمیۃ الدّال باسم المدلول"اس عبارت کو لانے کا مقصد بیان کریں؟

جواب: موضوع اور محمول کے درمیان جو نسبت ہے در حقیقت رابطہ وہی ہے لیکن اس نسبت پر دلالت کرنے والے لفظ کو مجازاً رابطہ کہہ دیا جاتا ہے۔الغرض وہ لفظ اس نسبتِ رابطہ پر محض دلالت کرنے والا ہے،رابطہ نہیں ہے بلکہ رابطہ اس لفظ کا مدلول ہے،پس"تسمیۃ الدال باسم المدلول" کے طور پر رابطہ پر دلالت کرنے والے لفظ کا نام رابطہ رکھ دیا گیا

اعتراض: نسبتِ حکمیہ سے آپ کی مراد یا تو(۱) وہ نسبت ہے جو ایجاب وسلب کی مورد ہے(وارد ہونے کی جگہ)(۲) یا وقوعِ نسبت یا لا وقوعِ نسبت مراد ہے جو بعینہ ایجاب وسلب ہے پس اگر نسبت سے آپکی مراد اوّل(یعنی پہلی نسبت) ہے تو قضیہ کے لئے ایک دوسرا جز بھی ہوگا،یعنی وقوعِ نسبت یا لا وقوعِ نسبت تو اس پر ایک دوسری عبارت سے دلالت کا ہونا ضروری ہے۔۔اور اگر آپکی مراد ثانی(دوسری نسبت) ہے تو وہ نسبت جو ایجاب وسلب کی مورد ہے،جزءِ آخَر ہوگی پس اس پر بھی کسی دوسرے لفظ سے دلالت ہونی چاہیۓ ،اور حاصل کلام یہ ہے کہ حملیہ کے چار اجزاء ہیں لہذا ان کا حق یہ ہے کہ ان پر دلالت بھی چار لفظوں سے ہو (لیکن آپ نے کہا کہ حملیہ کے تین اجزاء ہیں آخر یہ تقسیم آپ نے کیوں کی؟

جواب: ہماری مراد ثانی(یعنی وقوعِ نسبت یا لا وقوعِ نسبت) ہے اور ماتن کے اس قول(بھا یرتبط المحمول بالموضوع) سے اسی کی طرف اشارہ ہے اس لئے کہ نسبت کے ساتھ جب تک وقوعِ نسبت یا لا وقوعِ نسبت کا اعتبار نہ ہو تو اس وقت تک

وہ رابطہ بھی نہیں ہو سکتی اور اس نسبت پر مستقل دلالت کی کوئی ضرورت نہیں جو ایجاب و سلب کی مورد ہے کیونکہ جو لفظ نسبت کے وقوع پر دلالت کرتا ہے وہ نسبت پر بھی دلالت کرتا ہے پس ایک ہی عبارت سے قضیہ کے دو اجزاء ادا ہوتے ہیں اس لئے دونوں کو ایک ہی جزء شمار کیا گیا یہاں تک کہ اجزاء تین میں ہی منحصر ہو گئے

سوال [۲۹] منطقیوں کی اصطلاح میں رابطہ کو کیا کہا جاتا ہے؟

جواب: منطقیوں کی اصطلاح میں رابطہ کو اداۃ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ نسبتِ رابطہ پر دلالت کرتا ہے اور وہ غیر مستقل ہے اس لئے کہ وہ محکوم علیہ پر موقوف ہے

سوال [۳۰] رابطہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: رابطہ کی دو قسمیں ہیں۔ ا۔ زمانیہ۔ ۲۔ غیر زمانیہ۔۔ رابطہ چونکہ کبھی بصورت کلمہ (یعنی فعل) ہوتا ہے، جیسے "زیدٌ کان قائمًا" میں کان ہے جو افعال ناقصہ میں سے ہے چونکہ افعال زمانہ پر دلالت کرتے ہیں اس لیئے اس کو رابطہ زمانیہ کہتے ہیں۔۔ اور رابطہ کبھی اسم کی صورت میں ہوتا ہے، جیسے، زیدٌ ھو قائمٌ میں لفظ ھو اسم ضمیر ہے اور اسم زمانہ پر دلالت نہیں کرتا اس لئے اس کو رابطہ غیر زمانیہ کہتے ہیں

سوال [۳۱] "وقد یحذف الرابطة فی بعض اللغات" ماتن کے اس قول کی وضاحت کریں؟

جواب: اس قول سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رابطہ کو استعمال کرنے میں لغات (زبانیں) مختلف ہیں۔۔ (۱) لغت عرب: کبھی رابطہ کو استعمال کرتے ہیں کبھی اس کو حذف کرتے ہیں قرائن کی وجہ سے

(۲) یونانی لغت: یہ رابطہ زمانیہ کو ذکر کرنا واجب سمجھتے ہیں غیر زمانیہ کو ضروری نہیں سمجھتے

(۳) عجمی لغت: یہ کوئی بھی قضیہ رابطہ سے خالی ذکر ہی نہیں کرتے، چاہے وہ لفظ کے ساتھ ہو، جیسے "ھست وبود" یا پھر

حرکت کے ساتھ ہو، جیسے "زیدِ وبیر (اس میں دال کا کسرہ رابطہ پر دلالت کر رہا ہے)

نوٹ: ان ضروری اصطلاحات کو اپنے ذہن نشین کر لیں تاکہ آگے کوئی مشکل پیش نہ آئے

قضیہ حملیہ کی چھ تقسیمات ہیں، ہر تقسیم کے تحت بہت سے اقسام ہیں، اور ہر تقسیم کی اقسام آپس میں جمع

نہیں ہوتیں، مگر صرف دو تقسیموں کی اقسام ایک ساتھ جمع ہو سکتی ہیں۔۔ چھ تقسیمات یہ ہیں۔(۱) قضیہ حملیہ کے اجزاء کے اعتبار سے ہے (اس اعتبار سے دو قسمیں تھیں ثنائیہ و ثلاثیہ جن کا بیان پیچھے گزر چکا ہے)(۲)نسبتِ حکمیہ کے اعتبار سے (جو کہ مدلول رابطہ ہے)(۳) موضوع کے حال کے اعتبار سے (۴)موضوع کے وجود کے اعتبار سے (۵) حرف سلب کے قضیہ کا جزء ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے (۶) قضیہ میں جہت کے مذکور ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے

سوال [۳۲] نسبتِ حکمیہ کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی کتنی قسمیں ہیں مع تعریف وامثلہ لکھیں؟

جواب: اس اعتبار سے حملیہ کی دو قسمیں ہیں۔ا۔ موجبہ۔۲۔ سالبہ۔

(۱) موجبہ وہ قضیہ حملیہ ہے جس میں ایسی نسبت ہو جس کی وجہ سے یہ کہنا صحیح ہو کہ موضوع محمول ہے جیسے "الانسان حیوانٌ"،اس مثال میں انسان موضوع حیوان محمول ہے اور حیوان کی نسبت انسان کی طرف اس طور پر ہے کہیہ کہنا صحیح ہے کہ انسان حیوان ہے۔۔(۲) سالبہ وہ قضیہ ہے جس میں ایسی نسبت ہو جس کی وجہ سے یہ کہنا صحیح ہو کہ موضوع محمول نہیں ہے جیسے "الانسان لیس بحَجَر،اس مثال میں حجر کی نسبت انسان کی طرف سلبی طور پر ہے جس کی وجہ سے یہ کہنا صحیح ہے کہ انسان پتھر نہیں

اعتراض: موجبہ اور سالبہ کی تعریفات اپنے افراد کو جامع نہیں دلیل یہ ہے کہ "الانسان حجرٌ" یہ قضیہ موجبہ ہے لیکن موجبہ کی تعریف اس پر صادق نہیں آتی کیونکہ انسان اور حجر کے درمیان ایسی نسبت ہی نہیں ہے جس کی وجہ سے "الانسان حجر" کہنا صحیح ہو۔اسی طرح "الانسان لیس بحیوان" سالبہ ہے لیکن سالبہ کی تعریف اس پر صادق نہیں آتی کیونکہ انسان اور حیوان کے درمیان ایسی نسبت ہی نہیں جس کی وجہ سے یہ کہا جاسکے کہ انسان حیوان نہیں ہے (کیونکہ جو انسان ہو گا وہ حیوان بھی ضرور ہو گا)

جواب: اس کے دو جوابات ہیں (۱) ان دونوں کی تعریفات سے "یصح" کی قید کو حذف کر کے تعریفات یوں کی جائیں کہ "قضیہ میں اگر ایسا حکم ہو کہ یوں کہا جاسکے کہ موضوع محمول ہے یہ موجبہ ہے،اور اگر حکم یہ ہو کہ موضوع محمول نہیں ہے تو یہ سالبہ ہے۔۔(۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ تعریفات سے "یصح" کو حذف کر کے اس طرح تعریف کی

جائے کہ "اگر قضیہ میں حکم نسبت کے ایقاع (ایجاب) کا ہو تو وہ موجبہ ہے اور اگر قضیہ میں حکم نسبت کے انتزاع (سلب) کا ہو تو وہ سالبہ ہے

البحث الثانی فی تحقیقات المحصورات الاربعۃ

سوال [۳۳] موضوع کے (حال کے) اعتبار سے قضیہ حملیہ کی کتنی قسمیں ہیں نام مع وجہ حصر تحریر کریں؟

جواب: یہ حملیہ کی تیسری تقسیم ہے۔ موضوع کے حال کے اعتبار سے حملیہ کی چار قسمیں ہیں۔(۱)۔ شخصیہ و مخصوصہ (۲) طبعیہ (۳) محصورہ و مسوّرۃ (۴) مہملہ۔۔ان سب کی وجہ حصر ملاحظہ کریں تاکہ یاد کرنے میں آسانی ہو جائے۔

محصورات اربعۃ کی وجہ حصر !

حملیہ کا موضوع دو حال سے خالی نہیں یا تو جزئی ہو گا یا کلی، اوّل کو قضیہ شخصیہ مخصوصہ کہتے ہیں، اور اگر کلی ہو تو یہ بھی دو حال سے خالی نہیں یا تو موضوع کے افراد پر حکم ہو گا یا افراد پر حکم نہیں ہو گا، اگر افراد پر حکم نہ ہو تو اس کو قضیہ طبعیہ کہتے ہیں، اور اگر افراد پر حکم ہو گا تو یہ بھی دو حال سے خالی نہیں، یا تو افراد کی مقدار، کلیّت اور بعضیت کے اعتبار سے بیان کی جائے گی یا نہیں، اگر افراد کی مقدار بیان کی جائے تو اس کو قضیہ محصورہ کہتے ہیں اور اگر افراد کی مقدار بیان نہ کی جائے تو اس کو قضیہ مہملہ کہتے ہیں (نوٹ: یہ وجہ حصر ماتن کی ہے شارح کی بیان کردہ وجہ حصر سوال نمبر سنتالیس (۴۷) میں دیکھیں)

نوٹ: اب ان میں سے ہر ایک کی تعریف، اقسام، مثالیں اور وجہ حصر بیان ہو گی

سوال [۳۴] قضیہ شخصیہ مخصوصہ کی تعریف مع اقسام اور وجہ تسمیہ بھی لکھیں؟

جواب: وہ قضیہ جس کا موضوع شخص معین اور جزئی (حقیقی) ہو۔ اسکی دو قسمیں ہیں۔ ا۔ موجبہ "جیسے زیدٌ انسانٌ
۔ ۲۔ سالبہ "جیسے زیدٌ لیس بحجر

وجہ تسمیہ: شخصیہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا موضوع شخص معین ہوتا ہے اور مخصوصہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا موضوع خاص ہوتا ہے

سوال [۳۵] سور کی تعریف مع لغوی تحقیق بھی لکھیں؟

جواب: وہ الفاظ جو افراد کی کمیّت (مقدار) پر دلالت کرتے ہیں منطقی ان الفاظ کو سور کا نام دیتے ہیں اور لفظ سور "سورالبلد" سے مأخوذ ہے جس کا معنٰی ہے (شہر کی فصیل، چار دیواری)۔ سورالبلد جس طرح پورے شہر کو گھیرے ہوئے ہوتی ہے اسی طرح وہ الفاظ بھی موضوع کے افراد کو گھیرے ہوئے ہوتے ہیں

سوال[۳۶] قضیہ محصورہ و مسوَّرہ کی تعریف مع وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

جواب: حملیہ کا موضوع اگر کلی ہو اور حکم کلی کے افراد پر لگایا گیا ہو اور کلیّت و بعضیّت کے اعتبار سے افراد کی مقدار بیان کی گئی ہو (کل انسان حیوان)

وجہ تسمیہ: محصورہ اس لئے ہے کہ اس میں اس کے موضوع کے افراد کا حصر ہوتا ہے (یعنی گھیر لیتا ہے) اور مسوَّرہ اس لئے ہے کہ وہ سور (کل و بعض) پر مشتمل ہے۔

سوال[۳۷] قضیہ محصورہ کی کتنی قسمیں ہیں مع تعریف لکھیں؟

جواب: اسکی چار قسمیں ہیں۔ ۱۔ موجبہ کلیہ۔ ۲۔ موجبہ جزئیہ۔ ۳۔ سالبہ کلیہ۔ ۴۔ سالبہ جزئیہ

(۱) موجبہ کلیہ: وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں موضوع کے تمام افراد پر محمول کا حکم لگایا گیا ہو (کل انسان حیوان)

(۲) موجبہ جزئیہ: وہ ہے جس میں موضوع کے بعض افراد پر محمول کا حکم لگایا گیا ہو (بعض الانسان اسود)

(۳) سالبہ کلیہ: وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں موضوع کے تمام افراد سے حکم کی نفی کی گئی ہو (لا شیٔ من الزنجی بابیض)

(۴) سالبہ جزئیہ: جس میں موضوع کے بعض افراد سے محمول کے حکم کی نفی کی گئی ہو (بعض الانسان لیس باسود)

محصورات اربعہ کے سور

سوال[۳۸] موجبہ کلیہ کا سور بیان کریں؟

جواب: لفظ "کل" (کل افرادی مراد ہے) ہے مثلاً "کل نار حارّۃ"۔ کل کی تین قسمیں ہیں (۱) کل کلی: وہ کلی جس کے مدخول سے نہ کل افراد مراد ہوں نہ کل اجزاء بلکہ وہ کل جس پر داخل ہوتا ہے (کل حیوان جنس) (۲) کل افرادی: وہ کل جس کے مدخول سے تمام افراد مراد ہوں (کل انسان حیوان) (۳) کل مجموعی: وہ کل جس کے مدخول سے تمام اجزاء مراد ہوں (کل انسان لا یشبعہ ھذا الرغیف)، مجموعہ انسان کو یہ روٹی سیر نہیں کر سکتی

سوال[۳۹] سالبہ کلیہ کا سور بیان کریں؟

جواب: لاشئ اور لا واحد (لا شئ من الناس بجماد ۔۔لا واحد من الناس بجماد)

سوال [۴۰] موجبہ جزئیہ کا سور بیان کریں؟

جواب: بعض اور واحد ہے۔۔بعض الحیوان انسان ۔۔واحد من الحیوان انسان

سوال [۴۱] سالبہ جزئیہ کا سور بیان کریں؟

جواب: لیس کل ، لیس بعض ، اور ، بعض لیس ۔۔۔ مثلاً، لیس کل حیوان انسانا، لیس بعض الحیوان انسانا ،بعض الحیوان لیس بانسان

سوال [۴۲] سالبہ جزئیہ کے اسوار ثلٰثہ کے درمیان فرق بیان کریں؟

جواب :۔۔ "لیس کل "رفعِ ایجاب کلی پر مطابقتاً (مطابقی طور پر) دلالت کرتا ہے، اور سلبِ جزئی پر التزاماً دلالت کرتا ہے اور باقی دونوں "بعض لیس اور لیس بعض" اس کے برعکس ہیں (یعنی سلبِ جزئی پر مطابقاً اور رفعِ ایجاب کلی پر التزاماً دلالت کرتے ہیں

سوال [۴۳] آپ نے لیس کل کے بارے میں دو دعوے کیئے کہ وہ رفعِ ایجاب کلی پر مطابقاً اور سلبِ جزئی پر التزاماً دلالت کرتا، اس کو دلیل سے واضح کریں؟

جواب: (۱) پہلے دعوے کی دلیل: لیس کل رفعِ ایجابِ کلی پر مطابقتاً دلالت کرتا ہے اس لئے کہ جب ہم "کل انسان حیوان" کہیں تو اس کا معنٰی یہ ہے کہ انسان کا ثبوت حیوان کے افراد میں سے ہر ہر فرد کے لیئے ہے اور یہی ایجابِ کلی ہے ،اور جب ہم "لیس کل حیوان انساناً" کہیں تو اس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ انسان حیوان کے افراد میں سے ہر ہر فرد کے لیئے ثابت نہیں اور یہی تو رفعِ ایجابِ کلی ہے

(۲) دوسرے دعوے کی دلیل: لیس کل سلبِ جزئی پر التزاماً دلالت کرتا ہے اس لیئے کہ لیس کل کے ذریعے جب ایجابِ کلی مرتفع ہو گیا (اٹھ گیا) تو اب یہ دو حال سے خالی نہیں یا تو محمول کی نفی موضوع کے تمام افراد سے ہو گی اسی کا نام سلبِ کلی ہے، یا پھر محمول کی نفی بعض افراد سے ہو گی اور بعض کے لیئے محمول ثابت ہو گا، اور دونوں صورتوں میں سلبِ جزئی یقیناً صادق آتا ہے پس سلبِ جزئی لیس کل (یعنی رفعِ ایجابِ کلی) کے مفہوم کی ضروریات اور اس کے لوازم میں سے ہے اس لیئے اس کی دلالت سلبِ جزئی پر التزاماً ہو گی

سوال[۴۴] سالبہ جزئیہ کے آخری دونوں اسوار "لیس بعض "اور بعض لیس" کے درمیان کیافرق ہے؟

جواب: ان دونوں کے درمیان دوطرح سے فرق ہے(۱) پہلا فرق: لیس بعض کبھی سلبِ کلی کے لیئے استعمال ہوتا ہے اس لیئے کہ لفظ بعض غیر معین ہونے کی وجہ اس نکرہ کے مشابہ ہے جو نفی کے تحت واقع ہو تو جس طرح "نکرہ تحت النفی "عموم کافائدہ دیتاہے اسی طرح "لیس بعض" بھی عمومِ نفی کافائدہ دے گا۔اسکی دووجہیں(۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ اس میں لفظ بعض غیر معین ہے (۲)دوسری وجہ یہ ہے کہ اس بعض پر حرف سلب "لیس" بھی داخل ہے،اب ہر ہر فرد میں سلب کااحتمال موجود ہےاور عمومِ نفی کانام ہی سلبِ کلی ہے۔۔ لیکن دوسرا سور "بعض لیس "سلبِ کلی کے لیئے استعمال نہیں ہوتااس لیئے کہ اس میں لفظ "بعض"اگرچہ غیر معین ہے لیکن وہ تحت النفی واقع نہیں ہے بلکہ فوق النفی واقع ہےاس لیئےاس سے عمومِ نفی کافائدہ حاصل نہیں ہوتا

(۲) دوسرافرق: "بعض لیس" کبھی معدولہ موجبہ جزئیہ کے لیئے بھی استعمال ہوتا ہے بشرطیکہ رابطہ حرف سلب پر مقدم ہو، جیسے "بعض الحیوان ھو لیس بانسان "اس مثال میں رابطہ حرف سلب پر مقدم ہےاور "لیس وانسان" دونوں محمول واقع ہورہے ہیں اس میں حیوان کے بعض افراد کے لیئے "لاانسانیت" کوثابت کیا گیاہے اس سے سلبِ انسانیت مراد نہیں اسکی مزید وضاحت قضیہ معدولہ میں آئے گی لیکن "لیس بعض "معدولہ موجبہ جزئیہ نہیں ہو سکتا کیونکہ معدولہ میں حرف سلب موضوع کا یا محمول کا یادونوں کا جزء ہوتاہے ور"لیس بعض" کی صورت میں حرف سلب کسی کا بھی جزءواقع نہیں ہو سکتانہ موضوع کانہ محمول کانہ ہی دونوں کا، جیسے "لیس بعض الحیوان انسانا" دیکھئےاس مثال میں حرف سلب 'لیس 'موضوع سے مقدم ہےاس لیئےایجاب کاتصور ممکن نہیں ہے

سوال[۴۵] قضیہ طبعیہ کی تعریف،مثال اور وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: وہ قضیہ حملیہ جس کاموضوع کلی ہواور حکم صرف ماہیت و حقیقت پر ہوافراد پر نہ ہو، جیسے "الحیوان جنس"اس مثال میں حیوان موضوع ہے اس کی نفس حقیقت پر جنس ہونے کا حکم لگایا گیاہے افراد پر نہیں کیونکہ حیوان کی حقیقت جنس ہے افرادِ حیوان جنس نہیں۔

وجہ تسمیہ:طبعیّت کا معنی ہے'ماہیت و حقیقت "چونکہ اس میں حکم ماہیت و حقیقت پر لگایاجاتاہے اس لیئےاس کوطبعیہ کہتے ہیں

سوال[۴۶] قضیہ مہملہ کی تعریف،مثال مع وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

جواب:وہ قضیہ حملیہ جس میں موضوع کلی ہو اور حکم کلی کے افراد پر ہو لیکن افراد کی مقدار بیان نہ کی گئی ہو ،جیسے "الانسان فی خسر"اس مثال میں انسان کے افراد پر خسارے میں ہونے کا حکم لگایا گیا ہے لیکن افراد کی مقدار بیان نہیں کیا کہ سارے انسان خسارے میں ہیں یا بعض۔

وجہ تسمیہ:مہملہ کا معنی ہے "چھوڑ دیا گیا" چونکہ مہملہ میں افراد کی مقدار بیان نہیں کی جاتی بلکہ اس کو چھوڑ دیا جاتا ہے اس لیئے اس کو مہملہ کہتے ہیں

سوال[۴۷]موضوع کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی چاروں قسموں کا جو وجہ حصر شارح نے بیان کیا وہ تحریر کریں؟

جواب:حملیہ کا موضوع یا تو جزئی ہوگا یا کلی،پس اگر جزئی ہو تو وہ شخصیہ ہے،اور اگر کلی ہو تو یا حکم اس میں کلی کی نفس طبیعت پر ہوگا،یا ماصدق علیہ یعنی افراد پر ہوگا،اگر حکم نفسِ طبیعت پر ہو تو وہ طبعیہ ہے،اور اگر ماصدق علیہ یعنی افراد پر ہو تو،اس میں یا تو افراد کی مقدار بیان ہوگی یا نہ ہوگی،اگرافراد کی مقدار بیان ہوگی تو محصورہ ورنہ مہملہ ہے

سوال[۴۸] شیخ بو علی سینا نے اپنی کتاب "الشفاء" میں موضوع کے اعتبار سے حملیہ کی کتنی قسمیں بیان کی ہیں؟

جواب:شیخ نے حملیہ کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔

وجہ حصر:موضوع اگر جزئی ہو تو وہ شخصیہ ہے،اور اگر کلی ہو تو اگر اس میں افراد کی مقدار بیان ہوگی تو وہ محصورہ ہے ورنہ تو وہ مہملہ ہے۔شیخ نے طبعیہ کو شمار نہیں کیا۔

سوال[۴۹] شیخ کی تقسیم پر کس کو اعتراض ہے؟پھر شیخ کی جانب سے شارح نے ان کو کیا جواب دیا؟

جواب:متأخرین مناطقہ کو شیخ پر اعتراض ہے کہتے ہیں کہ اگر شیخ کی تقسیم کو درست قرار دیا جائے تو پھر انحصار میں خلل واقع ہوگا لہذا یہ حصر صحیح نہیں۔۔۔۔شارح نے ان کو جواب دیا کہ یہاں کلام اس قضیہ کے بارے میں ہے جس کا علوم میں اعتبار کیا جاتا ہے،اور طبعیات کا علوم میں کوئی اعتبار نہیں ہوتا کیونکہ قضایا میں حکم اس پر ہوتا ہے جس پر موضوع صادق آتا ہے اور وہ افراد ہیں طبعیہ ان میں سے نہیں ہے

سوال[۵۰] کیا طبعیہ کا خروج انحصار میں خلل ڈالتا ہے؟

جواب:طبعیہ کا خروج انحصار میں خلل نہیں ڈالتا کیونکہ عدمِ انحصار اس وقت ہوتا ہے جب مقسَم کسی شئ کو شامل ہو اور

یہاں پر تو مقسم ہی طبعیات کو شامل نہیں تو اس کا خروج انحصار میں کیسے خلل ڈالے گا

سوال [۵۱] مہملہ اور جزئیہ کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

جواب: مہملہ جزئیہ کی قوۃ میں ہوتا ہے اس معنی میں کہ یہ دونوں ایک دوسرے کو لازم ہیں کیونکہ جب مہملہ صادق ہو گا تو جزئیہ بھی صادق ہو گا اور جب جزئیہ صادق آئے گا تو مہملہ بھی صادق آئے گا، مثلا "الانسان فی خسر" صادق آئے گا تو "بعض الانسان فی خسر" بھی صادق آئے گا کیونکہ مہملہ میں حکم افراد موضوع پر ہوتا ہے اور جب موضوع کے افراد پر حکم ہو تو حکم یا تو تمام افراد پر صادق ہو گا یا بعض پر، دونوں صورتوں میں بعض افراد پر حکم صادق ہو گا اور یہی جزئی ہے اور اس کے بر عکس جب جزئیہ میں حکم بعض افراد پر صادق آئے تو مطلق افراد پر بھی صادق آئے گا اور یہی مہملہ ہے

سوال [۵۲] منطقی حضرات موضوع اور محمول کو کس چیز سے تعبیر کرتے ہیں؟

جواب: منطقی موضوع کو "جؔ" سے تعبیر کرتے ہیں اور محمول کو "بؔ" سے تعبیر کرتے ہیں حتٰی کہ جب منطقی یہ کہتے ہیں "کل جؔ بؔ" تو گویا وہ یہ کہہ رہے ہیں "ہر موضوع محمول ہے۔

سوال [۵۳] کل جؔ بؔ سے تعبیر کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

جواب: اس کے دو فائدے ہیں (۱) پہلا فائدہ اختصار ہے کیونکہ ہمارے قول "کل انسان حیوان" سے زیادہ ہمارا قول "کل جؔ بؔ" بہت مختصر ہے ۔۔(۲) دوسرا فائدہ "انحصار کے وہم کو دفع کرنا ہے کیونکہ اگر موجبہ کلیہ کے لیئے یہ مثال "کل انسان حیوان" وضع کرتے اور اسی پر تمام احکام کا اجراء کرتے تو وہم کے اس بات کی طرف جانے کا امکان تھا کہ یہ تمام احکام صرف اسی مادہ کے لیئے ہیں تو پس منطقیوں نے قضیہ کے مفہوم کا تصور کیا اور تمام مادوں سے اس کو خالی کر دیا اور اس کے طرفوں کو جؔ بؔ سے تعبیر کر دیا اس بات پر تنبیہ کرنے کے لئے کہ جو احکام اس پر جاری ہیں وہ اس کی تمام جزئیات کو شامل ہیں بعض جزئیات پر منحصر نہیں، جیسا کی مناطقہ نے تصورات کی بحث میں مفہوماتِ کلیہ (یعنی نوع جنس، فصل وغیرہ) سے کسی مخصوص مادہ کا اعتبار کیئے بغیر ایسی عام بحث کی ہے جو تمام اشیاء کی ماہیات کو شامل ہے کیونکہ اس فن کے قواعد و قوانین کلی ہوتے ہیں جو تمام جزئیات کو شامل ہوتے ہیں اسی طرح "کل جؔ بؔ" کی یہ تعبیر بھی ان تمام قضایا کو شامل ہے جو موجبہ کلیہ ہیں

سوال[۵۴] شارح نے "جؔ اور بؔ" میں مفہوم ومصداق کے لحاظ سے کتنے احتمالات بیان کیئے ہیں؟ان میں سے کتنے باطل ہیں نیز درست احتمال کو واضح کر کے مع دلیل بیان کریں؟

جواب: شارح نے تین(۳) احتمالات بیان کیئے ہیں ان میں سے دو باطل ہیں صرف ایک احتمال درست ہے

(۱) **پہلا احتمال**: جؔ سے مفہومِ جؔ مراد ہو۔اور "بؔ سے مفہوم بؔ مراد ہو، یہ احتمال باطل ہے

دلیل: جب ہم نے دونوں سے مفہوم مراد لے لیا تو اب یہ دونوں عینین ہو گئے اور دو مترادف لفظ بن گئے اب اس صورت میں "جؔ بؔ" کا حمل "جؔ پر معنیً (معنوی طور پر) کیا ہی نہیں جا سکتا کیونکہ حمل کیلئے موضوع و محمول کے درمیان تغایر ہونا ضروری ہے جو یہاں نہیں پایا جا رہا دونوں کے معنیً متحد ہونے کی وجہ سے، لہذا دونوں جگہ جؔ اور بؔ کا مفہوم مراد لینا درست نہیں

(۲) **دوسرا احتمال**: جؔ سے مراد مصداق ہو (یعنی افراد) اور بؔ سے مراد بؔ کا مفہوم ہو، مطلب یہ ہے کہ ہر وہ فرد جس پر "جؔ" صادق ہو وہ بؔ ہے یہی احتمال درست ہے اور ہماری مراد بھی یہی احتمال ہے

(۳) تیسرا احتمال: "جؔ اور بؔ" دونوں سے مصداق مراد ہو۔اس احتمال کو شارح نے اعتراض کی شکل میں بیان کیا

اعتراض: جس طرح "جؔ" کے دو اعتبار ہیں مفہوم و مصداق اسی طرح 'بؔ" کے لیئے بھی مفہوم و مصداق دونوں اعتبارات ہیں تو آپ نے دوسرے احتمال میں جس طرح "جؔ" (یعنی موضوع) سے مصداق مراد لیا ہے اسی طرح "بؔ" (یعنی محمول) سے بھی مصداق مراد لیتے نہ کہ اس کا مفہوم لیکن آپ نے مفہوم مراد لیا۔۔ایسا کیوں کیا؟ دونوں جگہ مصداق مراد لیتے تو کیا ہوتا؟

اعتراض کا جواب: جس پر موضوع صادق آتا ہے وہ بعینہٖ وہی ہوتا ہے جس پر محمول صادق آتا ہے اگر ہم محمول (یعنی بؔ) سے بھی مصداق مراد لیں تو محمول کا موضوع کے لیئے ضروری الثبوت ہونا لازم آئے گا اس لیئے کہ جب دونوں سے مصداق مراد لیں گے تو دونوں عینین ہو جائیں گے تو چونکہ شئی کا اپنے نفس کے لیئے ثبوت ضروری ہوتا ہے اس لیئے محمول کا ثبوت موضوع کے لیئے ضروری ہو جائے گا اور یہ صحیح نہیں اگر اس کو صحیح قرار دیں تو تمام قضایا کا ضروریہ میں منحصر ہونا لازم آئے گا اور اس تیسرے احتمال کو درست مان لیں تو ممکنہ خاصہ بھی صادق نہیں ہو گا حالانکہ ممکنہ تمام قضایا سے عام ہے تو دیکھو جب عام کی نفی ہو رہی ہے خاص تو بدرجہ اولیٰ صادق نہیں آئے گا

اعتراض: آپ نے کہا کل ج ب (ہر موضوع محمول ہے)اس سے مراد یا تو ج کا مفہوم عینِ ب کا مفہوم ہے یا اس کا غیر مراد ہے اگر اس کا عین مراد ہے تو (الحمل محال) حمل فائدہ نہیں دے گا اور اگر اس کا غیر مراد ہے تو یہ کہنا ممتنع ہو جائے گا (احد ھما ھو الآخر) ان میں سے ایک بعینہ دوسرا ہے کیونکہ ایک چیز اس چیز کا عین ہے جو وہ نہیں ہے، محال ہے

جواب: آپ کا اپنا قول "الحمل محالٌ" خود حمل پر مشتمل ہے (آپ نے حمل کا حمل محال پر کیا) تو یہ ابطال الشی بنفسہ ہوا اور یہ محال ہے۔

سائل لوٹ کر یہ کہے کہ ہم ایجاب کا دعٰوی نہیں کرتے بلکہ اس بات کا دعٰوی کرتے ہیں کہ حمل یا تو مفید نہیں ہے یا ممکن نہیں ہے اور سالبہ کا صدق تمام موجبات کے کذب کے منافی نہیں ہے

جواب میں حق یہ ہے کہ ہم اس کو اختیار کرتے ہیں کہ "ب" کا مفہوم "ج" کے مفہوم کا غیر ہے اور سائل کا قول " استحالۂ حمل ب علی ج ھو ھو ہم تسلیم نہیں کرتے کیونکہ اس کا حمل تو اس ج پر اس وقت محال ہو گا جب مراد یہ ہو کہ "ج نفس "ب ہے حالانکہ ایسا نہیں اس لیئے کہ یہ واضح ہو چکا ہے کہ ہماری مراد یہ ہے کہ جس پر ج صادق ہو اس پر ب صادق ہو گی اور ایک ذات پر ان امور کا صدق جائز ہے جو مفہوم کے اعتبار سے متغایر ہوں پس جس پر ج صادق ہو اس کو ذاتِ موضوع کہتے ہیں اور مفہومِ ج کو وصف موضوع اور عنوانِ موضوع کہتے ہیں اس لیئے کہ اس کے ذریعے اس ج کی ذات پہچانی جاتی ہے جو حقیقۃً محکوم علیہ ہے (مثلاً کسی کتاب کو اسکے عنوان سے پہچانی جاتی ہے اور عنوان کبھی ذات کا عین ہوتا ہے جیسے: کل انسان حیوان" کیونکہ انسان کی حقیقت اسکے افراد، زید، بکر وغیرہ کی عینِ ماہیت ہے اور، عنوان کبھی ذات کا جزء ہوتا ہے (مثلاً، کل حیوان حساس) اس میں حکم افراد پر ہے اور حیوان کی حقیقت حسَّاس کی حقیقت کا صرف ایک جزء ہے ،، اور عنوان کبھی ذات سے خارج ہوتا ہے (مثلاً: کل ماش حیوان) اس میں حکم افراد پر ہے اور ماشی کا مفہوم حیوان ماہیت سے خارج ہے پس مذکورہ بحث سے یہ بات ثابت ہوا کہ قضیہ (محصورہ موجبہ) کا مفہوم دو عقد یعنی دو اتصاف پر مشتمل ہے

(۱) عقدِ وضع (۲) عقدِ حمل

عقد: مصدر سے حاصل ہونے والے وصف کو عقد کہتے ہیں۔

عقدِ وضع :ذاتِ موضوع کا وصفِ موضوع کے ساتھ متصف ہونا عقد وضع کہلاتا ہے (یہ ترکیب تقییدی ہے) (ذاتِ

موضوع کا وصفِ عنوانی کے ساتھ متصف ہونا گویا ایک قید ہے اس لیئے شارح نے اس کو ترکیبِ تقییدی کہا ہے)

عقد حمل: ذاتِ موضوع کا وصفِ محمول کے ساتھ متصف ہونا عقد حمل کہلاتا ہے (یہ ترکیب خبری ہے)

سوال[۵۵] (فھٰھنا ثلاثۃ اشیاء ذات الموضوع وصدق وصفہ علیہ وصدق وصف المحمول علیہ، اما ذات الموضوع۔۔ شارح کے اس عبارت کی وضاحت کریں؟

جواب: اس عبارت میں شارح صاحب بیان کر رہے ہیں کہ محصورات کی بحث میں تین چیزیں ہیں۔ ا۔ ذاتِ موضوع ۲۔ وصفِ موضوع کا ذاتِ موضوع پر صدق۔ ۳۔ وصف محمول کا ذات موضوع پر صدق۔۔۔۔۔ اب ان میں سے ہر ایک کی الگ الگ تفصیل بیان کریں گے۔

سوال[۵۶] ذاتِ موضوع سے کیا مراد ہے؟

جواب: ذاتِ موضوع سے مطلق افراد مراد نہیں ہیں۔ بلکہ اس میں قدرے تفصیل ہے وہ یہ ہے کہ۔۔۔۔۔

اگر وصفِ موضوع نوع ہو، یا وہ چیز جو نوع کی مساوی ہو (یعنی فصل اور خاصہ) تو اس صورت میں ذاتِ موضوع سے صرف افراد شخصیہ مراد ہوں گے اور انہی پر حکم ہو گا، نوع کی مثال۔ کل انسان، فصل، کل ناطق۔ خاصہ، کل ضاحک، ان تمام میں حکم زید، بکر، افراد شخصیہ پر ہے

اگر وصفِ موضوع جنس ہو، یا جنس کے مساوی (یعنی عرض عام) ہو تو اس صورت میں افراد شخصیہ اور نوعیہ دونوں پر حکم ہو گا، مثلاً، جنس کل حیوان اور عرض عام جیسے کل ماش، ان میں حکم اشخاص (زید، بکر، وغیرہ) پر اور طبائع نوعیہ (یعنی انسان وفرس) دونوں پر ہے [ایک کلی مثلا حیوان جس طرح افراد پر صادق آرہی ہے اسی طرح نوع پر بھی صادق ہے] شارح فرماتے ہیں کہ اسی سے وہ بات بھی سمجھ میں آگئی ہو گی جو مناطقہ سے سنی جاتی ہے بعض کلیات کا حمل نوع پر بھی ہوتا ہے اور ساتھ ساتھ نوع کے افراد پر بھی ہوتا ہے

بعض افاضل کہتے ہیں کہ وصف موضوع چاہے نوع ہو یا جنس یا ان کے مساوی، قضایا میں حکم مطلقاً افراد شخصیہ پر منحصر ہو گا یہ بات تحقیق کے زیادہ قریب ہے کیونکہ طبیعہ نوعیہ کا محمول کے ساتھ متصف ہونا مستقل نہیں یعنی بذاتہ نہیں بلکہ اس کے اشخاص میں سے کسی شخص کے ساتھ متصف ہونے کی وجہ سے ہے جبکہ طبیعہ کا (خارج میں) کوئی وجود ہی نہیں مگر اس کے اشخاص میں سے کسی شخص کے ضمن میں

سوال[۵۷] وصفِ موضوع اپنی ذات پر کیسے صادق آتا ہے؟

جواب: اس بارے میں منطق کے معلم ثانی (ابو نصر فارابی) اور معلم ثالث (شیخ بو علی سینا) کا اختلاف ہے

امام فارابی کے نزدیک؛ وصفِ موضوع کا ذاتِ موضوع پر صدق بالامکان ہوتا ہے چنانچہ ان کے نزدیک جؔ سے وہ فرد مراد ہوگا جس پر جؔ کا صادق آنا ممکن ہو چاہے وہ اس کے لیئے بالفعل ثابت ہو یا دائمی طور پر اس سے مسلوب ہو بعد اس کے کہ وہ اس کے لیئے ممکن الثبوت ہو۔

شیخ کے نزدیک: وصفِ موضوع کا ذاتِ موضوع پر صدق بالفعل ہے یعنی جس پر جؔ بالفعل صادق ہو خواہ یہ صادق آنا ماضی میں ہو یا مستقبل میں ہو یہاں تک کہ ان کے نزدیک جؔ میں وہ داخل نہ ہوگا جو دائماً (یعنی کبھی بھی) جؔ نہ ہو مثلاً: "کل اسود کذا" (ہر سیاہ ایسا ہے) اس مثال میں امام فارابی کے نزدیک: سواد کا حکم رومیوں کو بھی شامل ہے کیونکہ رومی اگرچہ سیاہ نہیں ہوتے لیکن ان کا سیاہ ہونا ممکن ہے۔۔اور شیخ کے نزدیک: سواد کے حکم میں رومی داخل نہیں ہوں گے کیونکہ وہ کسی وقت میں بھی سواد کے ساتھ متصف نہیں ہوتے یعنی کالے نہیں ہوتے۔۔۔بہر حال شیخ کا مذہب عرف کے زیادہ قریب ہے

سوال[۵۸] وصفِ محمول ذاتِ موضوع پر کیسے صادق آتا ہے؟

جواب: وصفِ محمول ذاتِ موضوع پر کبھی بالضرورۃ، کبھی بالامکان، کبھی بالفعل اور کبھی بالدوام صادق آتا ہے۔۔اس کی تفصیل عنقریب موجہات کی بحث میں آئے گی۔

سوال[۵۹] وجودِ موضوع کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی کتنی قسمیں ہیں؟ مع تعریف ووجہ تسمیہ تحریر کریں؟

جواب: اس اعتبار سے قضیہ کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔حقیقیہ۔ ۲۔خارجیہ

کل جؔ بؔ (یعنی قضیہ) کا استعمال دو طرح سے ہوتا ہے کبھی بحسبِ حقیقت مستعمل ہوتا ہے اور کبھی بحسبِ خارج مستعمل ہوتا ہے۔

قضیہ حقیقیہ: وہ قضیہ جس میں محمول کا حکم موضوع پر حقیقت کے اعتبار سے لگایا گیا ہو

وجہ تسمیہ: اس کو حقیقیہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ گویا یہ جؔ اس قضیہ کی حقیقت ہے جو علوم میں معتبر ہوتا ہے

قضیہ خارجیہ: جس میں محمول کا حکم موضوع پر خارج کے اعتبار سے لگایا گیا ہو۔

وجہ تسمیہ: خارجیہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ مشاعر یعنی حواس خمسہ سے خارج ہوتا ہے۔۔اب ان دونوں کی تفصیل بیان ہو گی

سوال[۶۰] قضیہ حقیقیہ کی وضاحت کر کے تفصیلاً بیان کریں؟

جواب: بحسب الحقیقت کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ فرد جو پایا جائے اور وہ افراد ممکنہ میں سے ہو اور جؔ ہو تو وہ موجود ہونے کی حیثیت سے بؔ ہو گا قضیہ حقیقیہ میں محمول کے ثبوت کا حکم موضوع کے ان تمام افراد پر ہوتا ہے جو نفس الامر میں ممکن ہوں اس میں حکم صرف اسی پر منحصر نہ ہو گا جس کا صرف خارج میں وجود ہو بلکہ ہر اس فرد پر حکم ہو گا جس کا وجود فرض کیا گیا ہو چاہے وہ خارج میں موجود ہو یا معدوم ہو،اب اگر موضوع ایسا ہو کہ خارج میں اس کے تمام افراد معدوم ہوں تو اس وقت یہ حکم افرادِ مقدرہ و مفروضہ پر ہو گا مثلاً، کل عنقاء طائر،،اور اگر خارج میں موضوع کے افراد موجود ہوں تب بھی حکم صرف افرادِ موجودہ ہی پر منحصر نہ ہو گا بلکہ افراد موجودہ اور مفروضہ دونوں پر ہو گا مثلاً، کل انسان حیوان

سوال[۶۱] ماتن نے قضیہ حقیقیہ میں افرادِ مقدرہ کو ممکنۃالوجود کی قید سے کیوں مقیّد کیا؟

جواب: قضیہ حقیقیہ میں حکم افراد موجودہ اور مقدرہ دونوں پر ہوتا ہے اور افراد مقدرہ بعض ممکنۃالوجود ہوتے ہیں اور بعض ممتنع الوجود، کیونکہ ممتنع الوجود کو بھی فرض کیا جاسکتا ہے اب اگر حقیقیہ میں افراد کے ساتھ امکان کی قید نہ لگائی جائے تو کوئی کلیہ صادق نہ ہو گا نہ موجبہ کلیہ اور نہ ہی سالبہ کلیہ بلکہ صرف جزئیہ صادق ہو گا

اماالموجبۃ: امکان کی قید نہ ہونے کی صورت میں موجبہ کے کلیۃً صادق نہ ہونے کی۔ **دلیل**: کل جؔ بؔ کا اس اعتبار سے مطلب یہ ہو گا کہ ہر وہ فرد جو پایا جائے اور افراد ممکنہ میں سے بھی ہو وہ جؔ ہو گا، تو اس حیثیت سے کہ وہ "جؔ" ہو گا "بؔ" بھی ہو گا یہ موجبہ کلیہ ہے لیکن موضوع کے وہ افراد جو ممتنع ہونے کی وجہ سے نفس الامر میں محمول کے ساتھ متصف نہیں ہیں ان کے اعتبار سے سالبہ جزئیہ صادق ہو گا یعنی بعض "جؔ" لیس بؔ" صادق ہو گا، "کل جؔ بؔ" اس صورت میں صادق نہیں ہو سکتا کیونکہ دونوں میں تناقض ہے جب ایک نقیض صادق آگئی تو دوسری نہیں آسکتی ورنہ اجتماع نقیضین لازم آئے گا پس ثابت ہوا کہ موجبہ کلیہ صادق نہ ہو گا جب یہ صادق نہ ہو گا تو اسکی نقیض سالبہ جزئیہ صادق ہو گی ورنہ ارتفاعِ نقیضین لازم آئے گا جو کہ محال ہے شارح نے سالبہ جزئیہ کو یوں تعبیر کیا ہے: بعض مالو وجد کان بؔ

فھو بحیث لو وجد کان جؔ و لیس بؔ

اعتراض: ہم مانتے ہیں کہ "جؔ" کے وہ افرادِ مقدرہ جو "بؔ" نہیں ہیں وہ اگر "جؔ" ہوں گے تو "لیس بؔ" ہونگے لیکن یہ جو آپ نے کہا کہ اس کی نقیض سالبہ جزئیہ صادق ہو گی ہم اس کو نہیں مانتے کیونکہ قضیہ میں حکم "جؔ" کے افراد پر ہوتا ہے اور یہاں یہ امکان موجود ہے کہ وہ فرضی "جؔ" جو "لیس بؔ" ہے "وہ "جؔ" کے افراد ہی سے نہ ہو بلکہ اس سے خارج ہو جیسے کہا جائے "کل انسان حیوان" اس میں وہ تمام انسان داخل ہیں جو حیوان ہیں لیکن اگر کوئی ایسا انسان ہو جو حیوان نہیں تو وہ اس میں سرے سے شامل ہی نہیں، ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان ایک کلی ہے جو اپنے تمام افراد کو شامل ہوتی ہے لیکن وہ انسان جو "لیس بحیوان ہو" وہ اس میں داخل نہیں اور نہ ہی لفظ انسان اس پر صادق آتا ہے جب بات یہ ہے تو سالبہ جزئیہ صادق نہیں لہذا اس کی نقیض موجبہ کلیہ ہی صادق ہونی چاہیئے؟

جواب: کلیات کی بحث کے شروع میں اس طرف اشارہ گزر چکا کہ کلی کا صدق اپنے افراد پر نفس الامر کے اعتبار سے ضروری نہیں بلکہ وہ محض فرضی احتمال پر مبنی ہوتا ہے اس لیئے جب ایسی شئی کو انسان کو فرض کیا گیا جو حیوان نہیں ہے تو وہ بھی انسان کے افراد سے ہو گی لہذا اس اعتبار سے سالبہ جزئیہ ہی صادق ہو گا۔

اماالسالبۃ :امکان کی قید کے نہ ہونے کی صورت میں سالبہ کلیہ بھی صادق نہ ہو گا۔

دلیل: لاشئی من جؔ بؔ" یہ سالبہ کلیہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ "جؔ" کا ہر وہ فرد جو پایا جائے اور وہ افراد ممکنہ میں سے ہو تو اس حیثیت سے کہ وہ "جؔ" ہے "بؔ" نہیں ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہ کاذب ہے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ "جؔ" کا ایک ایسا فرد بھی ہو جو "ب" ہو لہذا سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ صادق آگئی جس کو شارح نے اپنے الفاظ میں اس طرح کہا ہے "بعض ما لو وجد کان جؔ فھو بحیث لو جد کان بؔ "اور یہ " لاشئی من جؔ بؔ " کی نقیض ہے پس جب یہ موجبہ جزئیہ صادق آیا تو سالبہ کلیہ صادق نہیں آسکتا ورنہ اجتماعِ نقیضین لازم آئے گا۔

لیکن جب افراد کے ساتھ امکان کی قید لگادی گئی تو دونوں اعتراض ختم ہو گئے اس لیئے کہ جو "جؔ" کہیں وہ "بؔ" ہے ایجاب کی صورت میں اور جو "جؔ" "بؔ" ہے سلب کی صورت میں، وہ اگرچہ "جؔ" کے افراد مقدرہ ہیں لیکن وہ ممکنۃ الوجود نہیں ہیں، لہذا موضوع سے خارج ہوں گے تو موجبہ کلیہ اور سالبہ کلیہ دونوں صادق ہوں گے لہذا اب دونوں کلیوں کا کاذب ہونا لازم نہیں آئے گا

سوال[۶۲] عقدِ وضع اور عقد حمل میں مطلق اتصال مراد لینا بہتر ہے یا اتصال لزوم؟اس بارے میں ماتن وصاحبِ کشف اور شارح کے مؤقف بیان کریں؟

جواب: متن میں دیکھئے، متن میں "لو وجد کان جؔ" عقد وضع ہے اور "لو وجد کان بؔ" عقد حمل ہے یہ قضیہ شرطیہ (متصلہ) ہے جس کے مقدم وتالی کے درمیان اتصال ہوتا ہے اور اتصال کی دو قسمیں ہیں۔ا۔لزومیہ۔۲۔اتفاقیہ

لزومیہ: وہ قضیہ جس کے مقدم وتالی کے درمیان ایسی نسبت ہو جو تالی کی مصاحبت کو چاہتی ہے (ان کانت الشمس طالعۃ فالنهار موجود۔

اتفاقیہ: جس کے مقدم وتالی کے درمیان ایسی نسبت نہ ہو کی مقدم،تالی کی مساحبت کو چاہتی ہو بلکہ تالی محض اتفاقی ہو (ان کان الانسان ناطقا فالحمار ناھق

صاحب کشف و تتبعین اور ماتن: انہوں نے عقد وضع وعقد حمل دونوں سے متصلہ لزومیہ مراد لیا ہے اتصال کی تفسیر لزوم سے کی اور کہا کہ "کل مالو وجد کان جؔ فھو بحیث لو وجد کان بؔ" کے معنٰی یہ ہیں "کل ماھو ملزوم لجؔ فھو ملزوم لبؔ"

شارح: مطلق اتصال بہتر ہے۔کاش کہ ماتن بھی مطلق اتصال پر اکتفاء کرتے

سوال[۶۳] اتصال لزومیہ مراد لینے میں کیا خرابی تھی کہ شارح صاحب نے مطلق اتصال مراد لینے کے لیئے اتنی بڑی خواہش کا اظہار کیا؟اسکی کیا وجہ ہے؟

جواب:اتصال لزومیہ مراد لینے سے دو خرابیاں لازم آتی ہیں

(ا) لزوم مراد لینے سے اکثر قضایا کا خروج لازم آگیا اس لیئے کہ ان کی تفسیر صرف اسی قضیہ پر منطبق ہو سکتی ہے جس کے موضوع اور محمول کا وصف ذاتِ موضوع کو لازم ہوں اور بہر حال وہ قضایا جن کا ایک وصف یا دونوں وصف لازم نہ ہوں تو وہ اس سے خارج ہو گئے (۲) ان کی تفسیر سے قضایا کا ضروریہ میں منحصر ہونا لازم آگیا، بلکہ ضروریہ سے بھی اخص میں منحصر ہونا لازم آیا، کیونکہ قضیہ کے مفہوم میں وصفِ محمول کے لزوم کا اعتبار ہے اور ضروریہ کے مفہوم میں اس کا اعتبار نہیں

سوال[۶۴] متن کے بعض نسخوں میں "کل مالو وجد وکان جؔ" واؤ عاطفہ کے ساتھ آیا ہے شارح نے اس بارے میں کیا

فرمایا؟

جواب: شارح فرماتے ہیں کہ یہ فحش غلطی ہے ،اس کی دو وجہیں ہیں (۱) "کل مالو وجد" یہ موضوع و ملزوم ہے "کان جؔ" اس کولازم ہے اور لازم و ملزوم کے درمیان کوئی حرف عطف نہیں ہوتا لہذا یہاں بھی واؤ غلط ہے

(۲) کل مالو وجد "شرط ہے اور "کان جؔ" اسکی جزاء ہے شرط و جزاء کے درمیان کوئی حرف عطف نہیں ہوتا کیونکہ اہل عرب پر یہ بات مخفی نہیں کہ "لو" حرف شرط ہے اور ہاں! فھو بحیث کو جزاء نہیں بنا سکتے کیونکہ یہ تو مبتداء کی خبر ہے

سوال[۶۵] "کل جؔ بؔ" کوجب بحسب خارج تعبیر کیا جائے تو اس کی مراد کیا ہوگی مع تشریح بیان کریں؟

جواب: اس سے مراد یہ ہوگی کہ ہر وہ فرد جو خارج میں: جؔ" ہو وہ خارج میں "بؔ" بھی ہوگا اور "کل جؔ بؔ فی الخارج" میں حکم صرف ان افراد پر ہوتا ہے جو خارج میں موجود ہوں خواہ "جؔ" کے ساتھ اس کا متصف ہونا حکم کے وقت ہو یا اس سے پہلے ہو یا اس کے بعد ہو اس لیئے کہ جو شیٔ خارج میں کبھی بھی موجود نہ ہو اس کا خارج میں بؔ ہونا محال ہے

سوال[۶۶] ماتن کے "سواء کان حالَ لحکم او قبلہ او بعدہ فھو بؔ فی الخارج" اس عبارت کو لانے کا مقصد بیان کریں؟

جواب: ماتن نے اس عبارت سے ان لوگوں کے وہم کو دور کیا جنہوں نے "کل جؔ بؔ" کا یہ معنی سمجھا ہے کہ جیم بائیت کے ساتھ متصف ہو اس حال میں کہ جیم جیمیَّت سے موصوف ہو۔(اب ان لوگوں کا ردّ کریں گے) حکم وصفِ جیم پر نہیں ہے کہ حکم کے پائے جانے کے وقت اس کا پایا جانا ضروری ہو بلکہ جیم کی ذات پر حکم ہوتا ہے تو حکم صرف اس کے وجود کا تقاضہ کرنے والا ہے اور بہر حال اس کا جیمیَّت کے ساتھ متصف ہونا تو حکم کے تحقق کے وقت اس کا تحقق ضروری نہیں ہے **اب ذرا اس مثال سے سمجھیں:** پس جب ہم "کل کاتب ضاحک " کہیں ،تو ذاتِ کاتب کے موضوع ہونے کے لیئے یہ شرط نہیں کہ وہ ضحک کے ساتھ موصوف ہونے کے وقت میں کاتب ہو بلکہ کسی نہ کسی وقت میں اس کا کاتبیت کے ساتھ موصوف ہونا کافی ہے، حتٰی کہ ہمارا قول "کل نائم مستیقظ " (ہر سونے والا بیدار ہے) صادق ہوگا اگرچہ ذاتِ نائم کا دو وصفوں کے ساتھ متصف ہونا دو وقتوں میں ہے

اعتراض: ماتن نے قضیہ کو اعتبارین (حقیقیہ و خارجیہ) ہی پر منحصر کیا یہ صحیح نہیں کونکہ ہم آپ کو ایسے قضایا دکھا سکتے ہیں جن کو اعتبارین میں سے کسی اعتبار سے بھی لیا جانا ممکن نہیں ہے اور یہ وہ قضایا ہیں جن کے موضوعات ممتنع ہوتے ہیں، جیسے "شریک الباری (تعالٰی) ممتنع کل ممتنع معدوم" حالانکہ فن کے قواعد عام ہوا کرتے ہیں جو اپنے تمام

افراد کو شامل ہوتے ہیں لہذا ماتن کی یہ تقسیم صحیح نہ ہوئی؟

جواب: ہم کہتے ہیں کہ قوم (یعنی منطقی) تمام قضایا کو حقیقیہ اور خارجیہ میں منحصر ہونے کے قائل نہیں بلکہ ان قضایا کو بیان کرنا مقصود ہے جو علوم میں اکثر استعمال کیئے جاتے ہیں اور یہ وہی قضایا ہوتے ہیں جن کا تعلق ان دونوں اعتباروں میں سے کسی ایک کے ساتھ ضرور وابستہ ہوتا ہے اس لیئے منطقیوں نے ان ہی کو وضع کیا اور ان کے احکام بیان کیئے تاکہ ان سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔ اور رہی بات ان قضایا کی جن کے موضوعات ممتنع ہوتے ہیں تو ان کے احوال اب تک معلوم نہیں ہوئے اور ان کے احوال تک پہنچنا بہت مشکل امر ہے اور آپ کا یہ کہنا کہ فن منطق کے قواعد عام ہوتے ہیں، یہ بات یاد رکھیئے کہ قواعد کا عام ہونا انسانی طاقت کی حیثیت سے ہوتی ہے لہذا آپ کا اعتراض نہیں بنتا۔

سوال [٦٧] قضیہ حقیقیہ اور خارجیہ کے درمیان نسبت وفرق بیان کریں؟

جواب: یہ بات ہم نے پہلے آپ کو بیان کردیا کہ قضیہ حقیقیہ کے لیئے خارج میں موضوع کا موجود ہونا ضروری نہیں ،موضوع موجود ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں موضوع پر حکم ہو سکتا ہے اور جب خارج میں موجود ہو تو اس میں حکم صرف افراد خارجیہ پر منحصر نہیں ہوتا بلکہ ان کو اور افراد مقدرۃ الوجود کو بھی شامل ہوتا ہے۔۔بخلاف قضیہ خارجیہ کے۔ کیونکہ وہ خارج میں وجودِ موضوع کا تقاضا کرتا ہے اور اس میں حکم صرف افراد خارجیہ پر منحصر ہوتا ہے، لہذا موضوع اگر موجود نہ ہو تو قضیہ حقیقیت کے اعتبار سے صادق ہوگا نہ کہ خارج کے اعتبار سے۔۔قضیہ حقیقیہ اور خارجیہ کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے جس میں تین مادّے پائے جاتے ہیں۔ایک اجتماع کا دو افتراق کے

پہلا مادہ افتراقیہ:

مثال: "کل مربع شکل" جب مربعات میں سے کوئی شئی خارج میں موجود نہ ہو تو حقیقت کے اعتبار سے "کل مربع شکل" صادق ہوگا، یعنی ہر وہ چیز جو موجود ہو کر مربع ہو تو وہ موجود ہونے کی حیثیت سے شکل ہوگی، اور خارج کے اعتبار سے صادق نہ ہوگا کیونکہ مفروض (فرض کرنے) کے مطابق مربع کا وجود خارج میں نہیں ہے۔ یہ ایک مادّہ افتراقیہ ہوا ،باقی دو مادّے بچ گئے

دوسرا مادہ افتراقیہ: اور اگر خارج میں موضوع موجود ہو تو یہ دو حال سے خالی نہیں یا تو حکم صرف افراد خارجیہ پر ہوگا یا حکم افراد خارجیہ اور مقدرہ دونوں پر ہوگا پس اگر حکم صرف افراد خارجیہ پر ہو تو قضیہ خارجیہ صادق ہوگا حقیقیہ صادق نہ

ہو گا۔ **مثال:** "کل شکل مربع" جب خارج میں شکلیں مربع میں منحصر ہوں تو "کل شکل مربع" خارج کے اعتبار سے صادق ہو گا اور یہ واضح ہے لیکن حقیقت کے اعتبار سے صادق نہیں ہو گا، یعنی ہر وہ چیز جو موجود ہو کر شکل ہو تو وہ موجود ہونے کی حیثیت سے مربع ہو گی کیونکہ ہمارا قول "بعض ما لووجد شکلاً فهو بحيث لووجد کان لیس بمربع" صادق ہے۔

تیسرا مادہ اجتماعیہ: اگر حکم افراد خارجیہ اور مقدرہ سب کو شامل ہو تو قضیہ حقیقیہ و خارجیہ دونوں صادق ہوں گے۔ جیسے ، کل انسان حیوان اس میں حیوانیت کا حکم انسان کے موجودہ افراد پر بھی ہے اور ان پر بھی ہے جو قیامت تک پیدا ہوں گے یہ مادّہ اجتماعیہ ہے

سوال [٦٨] "وعلیٰ هذا فقس المحصورات الباقية" ماتن کے اس قول کی وضاحت کریں؟

جواب: آپ نے موجبہ کلیہ حقیقیہ و خارجیہ کے درمیان نسبت کو جان لیا اب باقی محصورات، موجبہ جزئیہ حقیقیہ و خارجیہ، سالبہ کلیہ حقیقیہ و خارجیہ، سالبہ جزئیہ حقیقیہ و خارجیہ،، ان سب کو پچھلوں پر قیاس کر لیں، کیونکہ جن افراد پر موجبہ کلیہ میں حکم ہوتا ہے، انھیں میں سے بعض افراد پر موجبہ جزئیہ میں حکم ہوتا ہے، لہذا جن امور کا لحاظ موجبہ کلیہ بحسب الحقیقت والخارج میں کل افراد کے اعتبار سے ہوا ہے انہی امور کا لحاظ موجبہ جزئیہ بحسب الحقیقت والخارج میں بعض افراد کے اعتبار سے ہو گا۔

البحث الثالث فی العدولِ والتحصیلِ

سوال [٦٩] "البحث الثالث" (تیسری بحث) کس بارے میں ہے؟

جواب: تیسری بحث عدول اور تحصیل کے بیان میں ہے

سوال [٧٠] "بحث الثالث" کا مختصر تعارف بیان کریں؟

جواب: تیسری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ "قضیہ حملیہ میں حرف سلب کبھی قضیہ کا جزء ہوتا ہے اور کبھی جزء نہیں ہوتا، تو اگر حرف سلب قضیہ کا جزء تو وہ معدولہ ہے اور جزء نہ ہو تو غیر معدولہ ہے پھر حرف سلب اگر موضوع کا جزء ہو تو اس کو معدولۃ الموضوع کہتے ہیں اور حرف سلب اگر محمول کا جزء ہو تو اس کو معدولۃ المحمول کہتے ہیں اور اگر موضوع و محمول دونوں کا جزء ہو تو اس کو معدولۃ الطرفین کہتے ہیں، پھر قضیہ معدولہ کی مذکورہ تینوں قسموں میں سے ہر ایک یا تو موجبہ

ہوگا یاسالبہ ،پس قضیہ معدولہ کی کل چھ قسمیں ہوگئیں،،اوراگرحرف سلب موضوع یا محمول میں سے کسی کا جزء بھی نہ ہو اوروہ قضیہ موجبہ ہوتواس کومحصلہ کہتے ہیں اگروہ قضیہ سالبہ ہوتواس کو بسیطہ کہتے ہیں

سوال[۷۱] حرف سلب کے موضوع یا محمول کا جزءہونے یانہ ہونے کے اعتبار سے قضیہ حملیہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب:اس اعتبارسے دوقسمیں ہیں(۱)معدولہ(۲)غیرمعدولہ

سوال[۷۲] قضیہ معدولہ کی چھ(۶)اقسام مع تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟

قضیہ معدولہ کی تعریف تعارف میں گزرچکی ہے غورکرکے دیکھ لیں۔

جواب: (۱)قضیہ موجبہ معدولۃالموضوع: وہ قضیہ موجبہ جس میں حرف سلب موضوع کا جزہو،،جیسے "اللاحی جماد "(بے جان جمادہے)

نوٹ: حرف سلب کے جزءبننے کا مطلب یہ ہے کہ یہ قضیہ حرفِ سلب پر مشتمل ہونے کے باوجود موجبہ ہی رہے گا سالبہ نہیں بنے گااوریہ ترجمہ نہیں کیاجائے گاکہ "نہیں ہے جاندارجماد"بلکہ یوں ہوگا"غیر جاندارجمادہے۔

(۲)موجبہ معدولۃالمحمول: جس میں حرف سلب محمول کا جزءہو،،جیسے،،زیدٌلاعالم،،

(۳)موجبہ معدولۃالطرفین: جس میں حرف سلب دونوں کا جزءہو"جیسے"اللاحی لاعالم"

(۴)سالبہ معدولۃالموضوع: وہ قضیہ سالبہ جس میں دوحرف سلب ہوں ایک موضوع کا جزءبنےایک نفی کامعنٰی دے "اللاحی لیس بعالم"(۵)سالبہ معدولۃالمحمول: جس میں دوحرف سلب ہوں ایک نفی کا معنی دے دوسرا محمول کا جزء بنے۔العالم لیس بلاحی

(۶)سالبہ معدولۃالطرفین: جس میں تین حرف سلب ہوں،جن میں ایک تو سلب کے لیئے ہودوسراموضوع کا جزء بنے گاتیسرا محمول کا جزءبنے گا"""اللاحی لیس بلاجماد"""

سوال[۷۳]ان مذکورہ تمام قضایاکو"معدولہ"کہنے کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: چونکہ حروفِ سوالب "جیسے،لیس،غیر،لا،ان سب کودراصل(نسبت ایجابیہ کی)سلب ورفع کے لیئے وضع کیاگیاہے لیکن جب یہ حروف دوسرے لفظ کے ساتھ ملکر شئیءواحد کی طرح ہوکراس حالت میں کردیئے جائیں کہ "ان کے لیئے کوئی شئی ثابت کی جائے(جیسے،موجبہ معدولۃالموضوع میں ان کے لیئے محمول ثابت کیا جاتاہے)یاوہ

دوسری شئ کے لیئے (جیسے موجبہ معدولۃالمحمول میں وہ موضوع کے لیئے ثابت کیئے جاتے ہیں) یاان سے کوئی شئ سلب کی جائے (جیسے سالبہ معدولۃالموضوع میں) یایہ دوسری شئ سے سلب کیئے جائیں (جیسے سالبہ معدولۃالمحمول میں) تویہ اپنے معنٰی اصلی سے عدول کرکے غیر میں استعمال کیئے گئے اسی وجہ سے ان کوعدولہ کانام دیاگیا

سوال [۷۴] معدولۃالطرفین کی مثال کیوں نہیں دی اس کی کیاوجہ ہے؟

جواب: پہلی مثال سے موضوع کامعدول، دوسری مثال سے محمول کامعدول ہونامعلوم ہوگیا، تاجب ان دونوں کوملادیا جائے تومعدولۃالطرفین کی مثال بن جائے گی لہذاالگ سے مثال دینے کی ضرورت نہیں

سوال [۷۵] قضیہ غیرمعدولہ کے اقسام وتعریفات مع وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: غیرمعدولہ کی تعریف اوپرتعارف میں گزرچکی ہے غورکرکے دیکھ لیں۔اسکی دوقسمیں ہیں (۱) محصلہ (۲) بسیطہ۔۔۔۔۔۔(۱) محصلہ: وہ قضیہ جس میں حرف سلب موضوع ومحمول میں سے کسی شئ کا جزءنہ ہی۔ جیسے زیدٌ عالمٌ۔۔۔(۲) بسیطہ: جس میں حرفِ سلب توہولیکن قضیہ کاجزءنہ ہو۔وجہ تسمیہ: بسیطہ اس کوکہتے ہیں جس کاکوئی جزء نہ ہواس قضیہ میں حرف سلب اگرچہ ذکرکیاجاتاہے لیکن وہ کسی کاجزءنہیں بنتا۔

ایک وہم: ہروہ قضیہ جوحرف سلب پرمشتمل ہوتووہ سالبہ ہوگاحالانکہ قضیہ معدولۃ کوذکرکیاگیاجوکہ حرف سلب پرمشتمل لیکن اس کے باوجودکبھی وہ موجبہ ہوتاہے اورکبھی سالبہ۔

وہم کاازالہ:: تونے جان لیاکہ ایجاب، ایقاعِ نسبت کوکہتے ہیں،،اورسلب، رفع نسبت کوکہتے ہیں توسن! قضیہ کے موجبہ اورسالبہ ہونے میں اعتبارایقاعِ نسبت اوررفعِ نسبت کاہوتاہے نہ کہ اس کے طرفین کا، توجب قضیہ میں نسبت واقع ہوگاتووہ قضیہ موجبہ ہوگااگرچہ اس کے طرفین عدمی ہوں جیسے "کل مالیس بحیّ فھولاعالم" اس قضیہ میں حرف سلب موجودہونے کے باوجودیہ قضیہ موجبہ ہے کیونکہ اس میں "لاعالم" کا "لیس بحیّ" کے لیئے اثبات کاحکم ہے۔

اورجب قضیہ میں نسبت کارفع ہوگاتووہ قضیہ سالبہ ہوگااگرچہ اس کے طرفین وجودی ہوں۔ جیسے، لاشئ من المتحرک بساکن، اس کے طرفین وجودی ہیں باوجودیکہ قضیہ سالبہ ہے کیونکہ اس میں عدم سکون کاحکم متحرک کے لیئے لگایاگیا ہے متحرک کے ہرہرفردسے سکون کی نفی کی گئی ہی لیکن متحرک اورساکن وجودی ہیں۔

اعتراض: عدول جس طرح جانبِ محمول میں ہوتاہے اسی طرح جانبِ موضوع میں بھی ہوتاہے توپھراحکام میں

معدولۃالمحمول کو کیوں خاص کیا؟معدولۃالموضوع کااعتبار کیوں نہیں کیا؟

جواب: فنِّ منطق میں وہی عدول معتبر ہے جو جانبِ محمول میں ہو کیونکہ آپ کو معلوم ہوچکا ہے کہ حکم کادارومدار ذاتِ موضوع اور وصفِ محمول ہے اس بات میں کوئی خفاء نہیں کہ کسی شئی پر جو حکم امورِ وجودیہ کے ساتھ ہوتا ہے تو وہ اسی حکم کے مخالف ہوتا ہے جو حکم اسی شئی پر امور عدمی کے ساتھ ہوتا ہے تو محمول میں عدول اور تحصیل سے قضیہ کا اختلاف اس کے مفہوم میں مؤثِّر ہوتا ہے بخلاف وصفِ موضوع میں عدول و تحصیل کے، کیونکہ وہ قضیہ کے مفہوم میں اثر نہیں کرتا اس لیئے کہ عدول اور تحصیل تو موضوع کے مفہوم میں ہوتا ہے اور وہ محکوم علیہ نہیں ہے کیونکہ محکوم علیہ توذاتِ موضوع کانام ہے اور کسی شئی پر حکم عبارات کے مختلف ہونے سے مختلف نہیں ہوتا

اعتراض: محصلات اور معدولات المحمول تو اور بھی بہت ہیں تو پھر ماتن نے محصلات میں سے سالبہ بسیطہ اور معدولات میں سے صرف موجبہ معدولۃالمحمول کو کیوں خاص کیا؟

جواب :جب محمول میں عدول و تحصیل کااعتبار کیاجاتا ہے تو اسکی چار قسمیں بنتی ہیں وہ اس طرح کہ حرفِ سلب محمول کا جزء ہوگا یا نہیں ہوگا اگر ہوگا تو وہ معدولہ ہے ورنہ محصلہ ہے پھر ان دونوں میں سے ہر ایک یا تو موجبہ ہوگا یا سالبہ

(۱)موجبہ محصلہ: جیسے، زیدٌ کاتبٌ۔(۲)سالبہ محصلہ یعنی بسیطہ: زیدٌ لیس بکاتب

(۳)موجبہ معدولہ: زیدٌ لا کاتب(۳)سالبہ معدولہ: زیدٌ لیس بلا کاتب

مذکورہ قضایامیں سے دو قضیوں کے درمیان کوئی التباس نہیں، سوائے سالبہ محصلہ اور موجبہ معدولۃالمحمول کے

اب شارح ان مذکورہ چار اقسام سے حاصل ہونے والی چھ (٦) نسبتیں بیان کریں گے ان میں سے پہلے پانچ تو بالکل واضح ہیں ان میں کوئی التباس نہیں صرف آخری قسم میں التباس ہے، اب ان سب کو غور سے پڑھو!

(۱)موجبہ محصلہ اور سالبہ محصلہ کے درمیان کوئی التباس نہیں کیونکہ موجبہ میں کوئی حرفِ سلب نہیں ہے اور سالبہ میں ایک حرف سلب موجود ہے(۲)موجبہ محصلہ اور موجبہ معدولہ میں بھی کوئی شبہ نہیں کیونکہ محصلہ میں کوئی حرف سلب نہیں ہے اور اور معدولہ میں موجود ہے (۳) موجبہ محصلہ اور سالبہ معدولہ میں بھی کوئی التباس نہیں کیونکہ سالبہ معدولہ میں دو حرف سلب ہیں اور موجبہ محصلہ میں کوئی نہیں ہے (۴)سالبہ محصلہ اور سالبہ معدولہ میں کوئی شبہ نہیں کیونکہ سالبہ معدولہ میں دو حرف، سلب موجود ہیں اور سالبہ محصلہ میں ایک حرف سلب ہے (۵)موجبہ معدولہ اور

سالبہ معدولہ میں بھی کوئی التباس نہیں کیونکہ موجبہ معدولہ میں ایک حرف سلب ہے اور سالبہ معدولہ میں دو حرف سلب موجود ہیں (٦) سالبہ محصلہ اور موجبہ معدولۃ المحمول، ان کے درمیان التباس ہے کیونکہ ان دونوں میں ایک ایک حرفِ سلب موجود ہوتا ہے، مثلاً "زیدٌ لیس بکاتب" اب اس میں دیکھو معلوم نہیں ہوتا کہ یہ قضیہ سالبہ محصلہ (یعنی بسیطہ) ہے یا موجبہ معدولۃ المحمول ۔۔۔ اس لیئے ماتن نے ان دونوں کو خاص کر کے ذکر کیا اب شارح ان دونوں قضیوں کے درمیان لفظی اور معنوی فرق بیان کریں گے

سوال[٤٦] سالبہ بسیطہ اور موجبہ معدولۃ المحمول کے درمیان معنوی فرق بیان کریں؟

جواب: سالبہ بسیطہ، موجبہ معدولۃ المحمول سے اعم (عام) ہے اور معدولۃ المحمول، سالبہ بسیطہ سے اخص (خاص) ہے (ان دونوں کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے جس میں دو مادّے ہیں ایک اجتماعیہ دوسرا افتراقیہ) ا

(۱): پہلا مادہ اجتماعیہ: جب موجبہ معدولۃ المحمول صادق ہوگا تو سالبہ بسیطہ بھی صادق ہوگا

(۲): دوسرا مادہ افتراقیہ: سالبہ بسیطہ کے صادق آنے سے موجبہ معدولۃ المحمول کا صادق آنا ضروری نہیں

پہلے مادے کی وضاحت: بہر حال اوّل تو اس لیئے کہ جب "لا باء ج" کے لیئے ثابت ہو تو اس سے "باء" کا سلب بھی ثابت ہوگا، کیونکہ اگر اس سے "باء" کا سلب صادق نہ ہو تو اس کے لیئے 'باء" ثابت ہوگی پس "باء" اور "لا باء" دونوں اس کے لیئے ثابت ہوں گے اور یہ اجتماعِ نقیضین ہے جو کہ محال ہے تو معلوم ہوا کہ جہاں "لا باء" صادق ہوگا تو وہاں "باء" کی نفی بھی جائز ہوگی اور "لا باء" ہی معدولۃ المحمول ہے اور "ج" سے "ب" کی نفی سالبہ بسیطہ ہے

(۲) دوسرے مادّے کی وضاحت: دوسرا یہ ہے کہ سالبہ بسیطہ کے صادق آنے سے موجبہ معدولۃ المحمول کا صادق آنا ضروری نہیں اس لیئے کہ ایجاب معدوم پر صحیح نہیں کیونکہ یہ بات بدیھی ہے کہ شئی کا ایجاب اس کے غیر کے لیئے مثبت لہ کے وجود پر فرع ہے بخلاف سلب کے، کیونکہ جب معدومات پر ایجاب صحیح نہیں تو سلب اس سے ضروری طور پر صحیح ہوگا پس جائز ہے کہ موضوع معدوم ہو تو اس وقت سالبہ بسیطہ صادق ہوگا موجبہ معدولہ صادق نہیں ہوگا جیسا کہ ہمارا قول "شریک الباری لیس ببصیر" صادق ہے اور "شریک الباری غیر بصیر" صادق نہیں، کیونکہ مثالِ اوّل کے معنٰی شریک الباری سے بصر کا سلب ہونا ہے اور جب موضوع معدوم ہے تو اس سے ہر مفہوم کا سلب صادق ہوگا۔ مثالِ ثانی کے معنٰی یہ ہیں کہ ،، عدمِ بصر شریک الباری کے لیئے ثابت ہے پس ضروری ہے کہ وہ (یعنی شریک الباری)

فی نفسہ موجود ہوتا کہ اس کے لیئے کسی شیئ کا ثبوت ممکن ہو حالانکہ وہ(یعنی شریک الباری) ممتنع الوجود ہے۔

اعتراض: آپ کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ "سالبہ کے صادق آنے کے لیئے موضوع کا وجود ضروری نہیں کیونکہ اگر اس کو صحیح مان کیا جائے تو موجبہ کلیہ اور سالبہ جزئیہ کے درمیان تناقض نہیں رہتا اس لیئے کہ دونوں قضیے ایک ہی مادّہ میں جمع ہو سکتے ہیں یہ ممکن ہے کہ محمول موضوع کے تمام افرادِ موجودہ کے لیئے ثابت ہو تو یہ موجبہ کلیہ ہے اور محمول موضوع کے تمام افراد موجودہ کے لیئے ثابت ہو یہ موجبہ کلیہ ہے اور محمول موضوع کے بعض "افراد معدولہ" سے سلب ہو تو یہ سالبہ جزئیہ ہے

جواب: سالبہ میں بھی حکم افراد موجودہ پر ہوتا ہے جیسا کہ موجبہ میں حکم افراد موجودہ پر ہوتا لیکن دونوں کے درمیان فرق صرف اتنا ہے کہ موجبہ میں حکم "افراد موجودہ کے وجود پر "موقوف ہوتا ہے اور سالبہ میں حکم "افراد موجودہ" پر موقوف نہیں ہوتا افراد موجود ہوں یا نہ ہوں دونوں صورتوں میں سالبہ صادق ہوگا۔۔ مثلاً" کیونکہ موجبہ کلیہ کا معنٰی ہے کہ "ج" کے تمام افرادِ موجودہ کے لیئے "ب" ثابت ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ معنیٰ اس وقت صادق ہوں گے جب کہ "ج" کے افراد موجود ہوں،،اور سالبہ کا معنیٰ یہ ہے کہ کہ وہ اس طرح نہیں ہے یعنی "ج" کے افرادِ موجودہ میں سے ہر ایک کے لیئے "ب" ثابت نہیں ہے اور یہ معنیٰ کبھی تو اس طور پر صادق آتے ہیں کہ افراد میں سے کوئی موجود نہ ہو اور کبھی اس طور سے صادق آتے ہیں کہ افراد موجود ہوں اور "لا باء" ان کے لیئے ثابت ہو اور اس وقت یقیناً تناقض متحقق ہوگا

سوال[۷۷] ماتن کے اس قول "لان الایجاب لا یصح الا علی موجود محقق کما فی الخارجیۃ الموضوع او مقدر کما فی الحقیقۃ الموضوع" کو لانے کا مقصد بیان کریں؟

جواب: شارح صاحب فرماتے ہیں کہ ماتن صاحب کے اس قول کو فرق کے بیان میں کوئی عمل دخل نہیں یہ عبارت زائد ہے کیونکہ فرق بیان کرنے کے لیئے تو یہ عبارت "ان الایجاب یستدعی وجود الموضوع دون السلب" کافی تھی ماتن کے اس طویل عبارت کی بظاہر کوئی ضرورت نہیں

سوال[۷۸] موجبہ معدولۃ المحمول اور سالبہ بسیطہ کے درمیان لفظی فرق بیان کریں؟

جواب: لفظی فرق یہ ہے کہ قضیہ یا تو ثلاثیہ ہوگا یا ثنائیہ ،اگر ثلاثیہ ہو تو رابطہ اس میں یا تو حرف سلب پر مقدم ہوگا یا

حرف سلب سے مؤخر ہوگا، پس اگر رابطہ مقدم ہو جیسے ہمارا قول "زیدٌ ھو لیس بکاتب" تو اس وقت قضیہ موجبہ ہوگا کیونکہ رابطہ کی شان یہ ہے کہ وہ مابعد کو ماقبل سے مربوط (ملادے) کردے پس یہاں ربط السلب ہے اور ربط السلب ایجاب ہے،، اور اگر رابطہ حرف سلب سے مؤخر ہو جیسے "زیدٌ لیس ھو بکاتب" تو قضیہ سالبہ ہوگا کیونکہ حرف سلب کی شان یہ ہے کہ وہ مابعد کو ماقبل سے رفع کردے پس یہاں سلب الربط ہے لہذا قضیہ سلبہ ہوگا۔۔۔۔ اور اگر قضیہ ثنائیہ ہو تو فرق دو وجہ سے ہوگا۔۔(۱) استعمال کرنے والے کی نیت کا اعتبار ہوگا اگر ربط السلب کی نیت کرے تو وہ قضیہ موجبہ معدولۃ المحمول اور اگر سلب الربط کی نیت کرے تو سالبہ بسیطہ ہوگا

(۲) اصطلاح مقرر کرلی جائیں جیسے بعض الفاظ "مثلاً" غیر اور لا" کو ایجاب کے ساتھ خاص کریں اور "لیس" کو سلب کے ساتھ خاص

کریں ان اصطلاح کے اعتبار سے "زیدٌ غیر کاتب اور زیدٌ لا کاتب" موجبہ معدولۃ المحمول ہوں گے اور "زیدٌ لیس بکاتب" سالبہ بسیطہ ہوگا

البحث الرابع فی القضایا الموجّھۃ

سوال[۷۹] البحث الرابع (چوتھی بحث) کس بارے میں ہے؟

جواب: چوتھی بحث قضایا موجھۃ کے بارے ہے

سوال[۸۰] مادّہ قضیہ اور جہت قضیہ کی تعریف کریں؟

جواب: موضوعات کی طرف محمولات کی نسبت کے لیئے (نفس الامر میں) کسی نہ کسی کیفیت کا ہونا ضروری ہے وہ کیفیت ایجابی ہو یا سلبی' جیسے ضرورۃ، دوام، لاضرورۃ اور لادوام،، اس کیفیت کا نام مادّہ قضیہ رکھا جاتا ہے اور وہ لفظ جو قضیہ ملفوظہ میں نسبت کی کیفیت پر دلالت کرے، یا وہ مفہوم جو قضیہ معقولہ میں کسی کیفیت پر دلالت کرے اسے جہتِ قضیہ کہتے ہیں

سوال[۸۱] قضیہ موجبہ کب صادق ہوگا اور کب کاذب ہوگا؟

جواب: اگر جہتِ قضیہ اور مادّہ قضیہ ایک دوسرے کے موافق و مطابق ہوں تو وہ قضیہ صادقہ ہے کیونکہ جب لفظ نے اس بات پر دلالت کی کہ نفس الامر میں نسبت کی کیفیت وہ فلاں کیفیت ہے یا عقل نے اس کا فیصلہ کیا، حالانکہ وہ

کیفیت جس پر لفظ نے دلالت کی ہے یا عقل نے اس کا فیصلہ کیا، نفس الامر میں وہ کیفیت ثابت نہیں ہوا اور اگر جہتِ قضیہ اور مادّہ قضیہ ایک دوسرے کے موافق نہ ہوں تو وہ قضیہ کاذبہ ہوگا

سوال [۸۲] محمول کی نسبت جو موضوع کی طرف ہوتی ہے چاہے ایجابی ہو یا سلبی، اس نسبت کے لیئے کتنے وجود کا ہونا ضروری ہے؟ ان تمام کو تفصیلاً بیان کریں؟

جواب: جس طرح موضوع محمول اور ان دونوں کے علاوہ چیزوں کا ایک وجود نفس الامر میں، ایک عقل میں اور ایک وجود لفظ میں ہوتا ہے اسی طرح اس نسبت کے لیئے بھی تین وجود کا ہونا ضروری ہے (۱) ایک وجود نفس الامر میں (۲) ایک وجود عقل میں (۳) ایک وجود لفظ میں۔۔۔اب ان تینوں کی وضاحت کریں گے۔۔۔

پس جب نسبت نفس الامر میں ثابت ہے تو اس کے لیئے کسی نہ کسی کیفیت کے ساتھ مکیف ہونا ضروری ہے پھر جب وہ نسبت عقل میں حاصل ہوگی تو عقل اس کے لیئے ایک کیفیت کا اعتبار کرے گی یا (عقل میں حاصل ہونے والی) وہ کیفیت اس کیفیت کی عین ہوگی جو نفس الامر میں ثابت ہے ، یا اس کا غیر ہوگی، اور یہ نسبت جب لفظوں میں پائی جائے تو اس نسبتِ لفظیہ کے لیئے وہ کیفیت معتبر ہوگی جو کیفیت نسبتِ عقلیہ میں معتبر تھی کیونکہ الفاظ عقلی صورتوں کے مقابلے میں ہوا کرتے ہیں پس جیسے، موضوع، محمول اور نسبت کے نفس الامر اور عقل میں وجود ہیں اور اسی اعتبار سے یہ تینوں قضیہ معقولہ کے اجزاء ہوتے ہیں اور ان کا لفظ میں بھی وجود ہے جس کی بناء پر یہ (تینوں) قضیہ معقولہ کے اجزاء ہوتے ہیں،، بلکل اسی طرح نسبت کی کیفیت کے لیئے بھی نفس الامر، عقل اور لفظ میں وجود ہوتا ہے اسی وجہ سے نسبت کی وہ کیفیت جو نفس الامر میں ثابت ہے اس کو مادّہ قضیہ کہتے ہیں، اور نسبت کی وہ کیفیت جو عقل میں ہوتی ہے اس کو قضیہ معقولہ کی جہت کہتے ہیں اور جو نسبت لفظ میں ہوتی ہے اسکو قضیہ ملفوظہ کی جہت کہتے ہیں ۔

شارح صاحب مزید وضاحت کے لیئے فرماتے ہیں کہ جس طرح نسبتِ معقولہ اور نسبت ملفوظہ اگر نفس الامری نسبت کے مطابق ہو تو قضیہ کاذبہ کہلاتا ہے اسی طرح کیفیتِ معقولہ اور کیفیتِ ملفوظہ اگر مادّہ قضیہ کے مطابق نہ ہو تب بھی قضیہ کاذبہ کہلاتا ہے اس لیئے کہ عقلی صورتیں اور وہ الفاظ جو عقلی صورتوں پر دلالت کرتے ہیں ان کا ان امور کے مطابق ہونا ضروری نہیں جو نفس الامر میں ثابت ہیں کونکہ عقل کبھی نفس الامر کے خلاف کا تصور کر لیتی ہے اس لیئے جہتِ قضیہ کا مادّہ قضیہ کے مطابق ہونا ضروری نہیں، لہذا جب جہتِ عقلی یا جہتِ لفظی مادّہ کے مطابق ہو تو قضیہ صادقہ

ہو گا ورنہ کاذبہ ہو گا۔

نوٹ :ب شارح کیفیت کے نفس الامر، عقل اور لفظ میں موجود ہونے ،اور کبھی نفس الامر کے مطابق ہونے اور نہ ہونے کی مثال بیان کریں گے۔ مثلاً۔۔جب ہم دور سے کوئی شکل دیکھتے ہیں جو در حقیقت انسان ہے لیکن دوری کی وجہ سے عقل کبھی فیصلہ کرتی ہے کہ وہ انسان ہے تو دیکھنے والا اس کو انسان سے تعبیر کرتا ہے اور کبھی عقل فیصلہ کرتی ہے کہ وہ گھوڑا ہے تو دیکھنے والا اس کو گھوڑے سے تعبیر کرتا ہے ،دونوں صورتوں میں اس شکل کے تین وجود ہوتے ہیں تو جس طرح اس "شکل" کے تین وجود ہوتے ہیں اسی طرح "کل انسان حیوان بالضرورۃ" میں نسبت کی کیفیت کے بھی تین وجود ہوتے ہیں۔ا۔ نفس الامری وجود اور وہ "ضرورۃ" ہے۔۲۔ عقلی وجود اور وہ عقل کا فیصلہ ہے۔۳۔وجود لفظی اور وہ لفظ ہے ،،،، پس معلوم ہوا کہ کیفیت معقولہ یا کیفیتِ ملفوظہ اگر مادّہ قضیہ کے مطابق ہو تو قضیہ صادقہ ہو گا ورنہ یقیناً کاذبہ ہو گا

سوال [۸۳] قضایا موجہہ کتنے ہیں؟

جواب: وہ قضایا موجہہ جن کے احکام کے بارے میں بحث کی جاتی ہے وہ تیرہ (۱۳) ہیں

ان میں سے چھ (٦) بسائط اور سات (۷) مرکبات ہیں

سوال [۸۴] بسیطہ کتنے اور کون کونسے ہیں؟

جواب: بسیطہ کل چھ ہیں (۱) ضروریہ مطلقہ (۲) دائمہ مطلقہ (۳) مشروطہ عامہ (۴) عرفیہ عامہ (۵) مطلقہ عامہ (٦) ممکنہ عامہ

سوال [۸۵] ضروریہ مطلقہ کی تعریف اور وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: ضروریہ مطلقہ وہ ہے جس میں موضوع کے لیے محمول کے سلب یا موضوع کے لیے محمول کے ثبوت کا حکم ہو ضروری طور پر جب تک ذات موضوع موجود ہو۔ جیسے "کل انسان حیوان با لضرورۃ"

وجہ تسمیہ :اس کا نام ضروریہ رکھا جاتا ہے ضرورت پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اور مطلقہ رکھا جاتا ہے اس میں موجود ضرورت کے کسی وصف اور وقت کے ساتھ مقید نہ ہونے کی وجہ سے۔

سوال [۸٦] دائمہ مطلقہ کی تعریف اور وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: دائمہ مطلقہ وہ ہے جس میں موضوع کے لیے محمول کے ثبوت یا موضوع کے لیے محمول کے سلب کا حکم ہو دائمی طور پر جب تک ذات موضوع موجود ہو۔ جیسے " دائماً کل انسان حیوان "

وجہ تسمیہ: اس کا نام دائمہ رکھا جاتا ہے دائمیت پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اور مطلق رکھا جاتا ہے کسی وصف اور قید کے ساتھ مقید نہ ہونے کی وجہ سے۔

سوال[۸۷] ضروریہ مطلقہ اور دائمہ مطلقہ کے درمیان کونسی نسبت پائی جاتی ہے؟

جواب: ضروریہ مطلقہ خاص ہے دائمہ مطلقہ سے مطلق طور پر تو ان دونوں میں عموم خصوص مطلق کی نسبت پائی جائے گی

سوال[۸۸] مشروطہ عامہ کی تعریف اور وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: مشروطہ عامہ وہ ہے جس میں موضوع کے لیے محمول کے ثبوت یا موضوع کے لیے محمول کے سلب کا حکم بالضرورۃ ہو اس شرط کے ساتھ کہ ذات موضوع متصف ہو وصف موضوع کے ساتھ تو وصف موضوع کا ضرورت کے متحقق ہونے میں (عمل) دخل ہو گا۔ جیسے "کل کاتب متحرک الاَصابع بالضرورۃ مادام کاتباً" کیونکہ تحرک الاَصابع ذاتِ کاتب کے لیے ضروری نہیں ہے مطلقاً بلکہ وصف کتابت کے ساتھ متصف ہونے کی وجہ سے ضروری ہے

وجہ تسمیہ: اس کا نام مشروطہ رکھا جاتا ہے اس میں موجود وصف کے شرط پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اور عامہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ مشروط خاصہ سے عام ہوتا ہے

سوال [۸۹] مشروط عامہ کی دوسری تعریف بیان کریں؟

جواب: کبھی کبھار مشروط عامہ اس قضیے کو کہا جاتا ہے جس میں ذات موضوع کے لیے محمول کے ثبوت یا محمول کے سلب بالضرورۃ کا حکم ہو ثبوت وصف کے تمام اوقات میں یہ عام ہے کہ وصف کے لیے ضرورت کے متحقق ہونے میں دخل ہو یا نہ ہو

سوال[۹۰] مشروطہ عامہ کے دونوں معنی کے درمیان فرق بیان کریں؟

جواب: ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ جب ہم کہتے ہیں "کل کاتب متحرک الاَصابع بالضرورہ مادام کاتباً "اور اس سے مراد پہلا معنی لیتے ہیں تو یہ یہ سچا ہو گا اور اگر دوسرا معنی لیتے ہیں تو یہ جھوٹا ہو گا کیونکہ حرکۃ الاَصابع ذات کاتب کے

لیے ضروری نہیں ہے تمام اوقات میں سے کسی بھی وقت میں ۔

سوال [۹۱] مشروط عامہ کے پہلے معنی اور ضروریہ ودائمہ کے درمیان کونسی نسبت پائی جاتی ہے ؟

جواب: مشروط کا پہلا معنی ضروریہ اور دائمہ سے من وجہ عام ہے تو ان کے درمیان عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہو گی

سوال [۹۲] مشروط عامہ کے دوسرے معنی اور ضروریہ ودائمہ کے درمیان کونسی نسبت پائی جاتی ہے؟

جواب: مشروطہ عامہ کا دوسرا معنی ضروریہ سے مطلقا عام ہے اور دائمہ سے من وجہ عام ہے

سوال [۹۳] عرفیہ عامہ کی تعریف اور وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: عرفیہ عامہ وہ ہے جس میں موضوع کے لیے محمول کے سلب یا موضوع کے لیے محمول کے ثبوت کا حکم دائمی طور پر ہو جب تک ذاتِ موضوع وصفِ عنوانی کے ساتھ متصف ہو۔ جیسے " دائماً کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتباً"

وجہ تسمیہ: کیونکہ عرف میں یہ معنیٰ سالبہ سے سمجھا جاتا ہے جب وہ مطلق ہو۔ جیسے "لاشئی من النائم بمستقیظ " تو اس سے عرفاً معلوم ہوا کہ جو مستقیظ ہے اس کا النائم سے سلب کیا گیا ہے جب تک کہ وہ نائم ہے اسی وجہ سے اس کا نام عرفیہ رکھا گیا ہے،،اور عامہ اس لیے کیونکہ یہ عرفیہ خاصہ سے عام ہوتا ہے

سوال [۹۴] عرفیہ عامہ اور مشروط عامہ، ضروریہ اور دائمہ مطلقہ کے درمیان کون سی نسبت پائی جاتی ہے ؟

جواب: یہ مشروطہ عامہ، ضروریہ اور دائمہ مطلقہ سے عام ہوتا ہے مطلق طور پر تو ان کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت ہو گی

سوال [۹۵] مطلقہ عامہ کی تعریف اور وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: مطلقہ عامہ وہ ہے جس میں موضوع کے لیے محمول کے ثبوت یا موضوع کے لیے محمول کے سلب کا حکم بالفعل ہو۔ جیسے "کل انسان متنفس بالاطلاق العام"

وجہ تسمیہ: کیونکہ جب قضیہ مطلق ہوتا ہے تو اس میں دوام اور ضروریہ کی قید نہیں ہوتی تو اس سے فعلیہ نسبتاً سمجھ آتا ہے تو جب یہ معنی قضیہ مطلقہ سے سمجھ آتا ہے تو اس کا نام اسی کے ساتھ رکھا گیا ہے اور عامہ اس لیے کہ یہ وجودیہ لا

دائمہ اور لاضروریہ سے عام ہوتا ہے

سوال[۹۶] مطلقہ عامہ اور پہلے چاروں قضیوں کے درمیان کونسی نسبت پائی جاتی ہے؟

جواب: یہ پہلے چاروں قضیوں (یعنی عرفیہ عامہ، مشروط عامہ، ضروریہ اور دائمہ مطلقہ سے عام ہے مطلق طور پر توان کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت پائی جائے گی

سوال [۹۷] ممکنہ عامہ کی تعریف اور وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: ممکنہ عامہ وہ ہے جس میں جانب مخالف کی ضرورت کا سلب ہو۔ جیسے "کل نار حارّۃ بالا مکان العام

وجہ تسمیہ: معنٰی امکان پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اس کا نام ممکنہ رکھا گیا ہے اور خاص سے عام ہونے کی وجہ سے اس کا نام عامہ رکھا گیا ہے

سوال[۹۸] ممکنہ عامہ اور اس سے پہلے پانچوں قضیوں کے درمیان کونسی نسبت پائی جاتی ہے؟

جواب: یہ پہلے پانچوں قضیوں سے عام ہوتا ہے توان کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت پائی جائے گی

نقشہ موجہات بسائط (ماخوذ از کتاب خلاصہ القطبی)

ملحوظہ: مصنفؒ نے بسائط میں سے کل ۶ کا ذکر کیا ہے جس کے مطابق جدول مندرجہ ذیل ہے:

نمبر شمار	قضایا موجہہ	موجبہ و سالبہ	مثالیں
۱	ضروریہ مطلقہ	موجبہ سالبہ	کل انسان حیوان بالضرورۃ لاشیٔ من الانسان بحجر بالضرورۃ
۲	دائمہ مطلقہ	موجبہ سالبہ	کل انسان حیوان بالدوام لاشیٔ من الانسان بحجر بالدوام
۳	مشروطہ عامہ	موجبہ سالبہ	کل کاتب متحرک الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبا لاشیٔ من الکاتب بساکن الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبا
۴	عرفیہ عامہ	موجبہ سالبہ	دائما کل کاتب متحرک الاصابع بالضرورۃ مادام کاتبا دائما لاشیٔ من الکاتب بساکن الاصابع مادام کاتبا
۵	مطلقہ عامہ	موجبہ سالبہ	کل انسان متنفس بالاطلاق العام لاشیٔ من الانسان بمتنفس بالاطلاق العام
۶	ممکنہ عامہ	موجبہ سالبہ	کل نار حارہ بالامکان العام لاشیٔ من الحار ببارد بالامکان العام

سوال[۹۹]مرکبات کتنے اور اور کون کونسے ہیں؟

جواب: مرکبات سات ہیں(۱)مشروطہ خاصہ(۲)عرفیہ خاصہ(۳)وجودیہ لاضروریہ(۴)وجودیہ لادائمہ(۵)وقتیہ (۶)منتشرہ(۷)ممکنہ خاصہ

نوٹ: ان تمام اقسام میں سے ہر ایک موجبہ بھی ہوتا ہے اور سالبہ بھی ہوتا ہے

نوٹ: ان اقسام کے آخر میں نقشہ بھی دیا جائے گا ان کی مثالیں وہیں سے دیکھ لینا۔امثلہ کی یہاں وسعت نہیں۔

نوٹ: "لادوام" کی قید سے مطلقہ عامہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے اور "لاضرورۃ" کی قید سے ممکنہ عامہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے

سوال[۱۰۰](۱)مشروطہ خاصہ کی تعریف کریں؟

جواب: یہ وہی مشروطہ عامہ ہے لادوام ذاتی کی قید کے ساتھ

سوال[۱۰۱]ماتن نے "لادوام کو "بحسب الذات" کی قید سے کیوں مقید کیا'لادوام وصفی" کی قید سے مقید کیوں نہیں کیا؟

جواب: اسکی وجہ یہ ہے کہ مشروطہ عامہ ضرورۃ بحسب الوصف کا نام ہے، اور ضرورۃ بحسب الوصف ، دوام بحسب الوصف ہے، اور دوام بحسب الوصف کو لادوام بحسب الوصف کے ساتھ مقید کرنا ممتنع ہے، پس اگر صحیح طور پر مقید کرنا ہو تو لادوام کو "بحسب الذات" کے ساتھ مقید کرنا ضروری ہوگا، یہاں تک کہ اس میں نسبت وصف موضوع کے تمام اوقات میں ضروری یا دائمی ہو گی نہ کہ ذاتِ موضوع کے بعض اوقات میں دائمی

سوال[۱۰۲]مشروطہ خاصہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: اسکی دو قسمیں ہیں(۱)موجبہ(۲)سالبہ۔۔۔اگر مشروطہ خاصہ موجبہ ہو تو یہ مشروطہ عامہ موجبہ اور مطلقہ عامہ سالبہ سے مرکب ہوگا، مشروطہ عامہ اس قضیہ کا پہلا جزء ہوگا اور مطلقہ عامہ قضیہ کا دوسرا جزء ہوگا

اعتراض: قضیہ مرکبہ کی حقیقت ایجاب اور سلب سے مرکب ہوتی ہے تو وہ موجبہ اور سالبہ کیسے ہوگا؟

جواب: قضیہ مرکبہ کے موجبہ یا سالبہ ہونے میں پہلے جزء کے ایجاب یا سلب کا اعتبار ہے لہذا اگر پہلا جزء موجبہ ہو تو قضیہ موجبہ ہوگا اور پہلا جزء اگر سالبہ ہو تو قضیہ سالبہ ہوگا، اور دوسرا جزء کمیت (یعنی کلی و جزئی ہونے) میں پہلے جزء کے

موافق ہوگا اور کیفیت (یعنی موجبہ وسالبہ ہونے) میں اس کے مخالف ہوگا

سوال[۱۰۳] مشروطہ خاصہ اور قضایا بسیطہ کے درمیان نسبت بیان کریں؟

جواب: مشروطہ خاصہ اور دائمتین (یعنی ضروریہ مطلقہ اور دائمہ مطلقہ) کے درمیان نسبتِ تباین ہے اس لیئے کہ وہ لادوام بحسب الذات کے ساتھ مقید ہوتا ہے اور یہ دوام بحسب الذات کے مباین ہے۔۔اور ضرورۃ بحسب الذات کی مباین ہے اس لیئے کہ ضرورۃ بحسب الذات، دوام بحسب الذات سے اخص ہے اور اعم کی نقیض اخص کی عین کے مباین ہے مباینت کلی۔۔اور یہ مشروطہ عامہ سے مطلقاً اخص ہے اس لیئے کہ یہ وہ مشروطہ عامہ ہے جو لادوام کے ساتھ مقید ہوتا ہے اور مقید مطلق سے اخص ہوتا ہے۔۔اسی طرح باقی تین قضایا (عرفیہ عامہ، مطلقہ عامہ اور ممکنہ عامہ) سے بھی اخص ہے اس لیئے کہ وہ تینوں مشروطہ عامہ سے اعم ہیں

سوال[۱۰۴] (۲) عرفیہ خاصہ کی تعریف کریں؟

جواب: یہ وہی عرفیہ عامہ ہے لادوام بحسب الذات کی قید کے ساتھ

سوال[۱۰۵] عرفیہ خاصہ موجبہ یا سالبہ ہو تو اسکی ترکیب کن قضیوں سے ہوگی؟

جواب: اگر موجبہ ہو تو اسکی ترکیب عرفیہ عامہ موجبہ اور مطلقہ عامہ سالبہ سے ہوگی اور یہ اگر سالبہ ہو تو اسکی ترکیب سالبہ عرفیہ عامہ اور موجبہ مطلقہ عامہ سے ہوگی

سوال[۱۰۶] عرفیہ خاصہ کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: اس کو عرفیہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ عرفیہ عامہ پر مشتمل ہوتا ہے اور خاصہ اس لیئے کہتے ہیں کہ اس میں لادوام بحسب الذات کی جب قید لگادی گئی تو یہ عرفیہ عامہ سے خاص ہوگیا

سوال[۱۰۷] عرفیہ خاصہ اور مشروطہ خاصہ کے درمیان نسبت بیان کریں؟

جواب: یہ مشروطہ خاصہ سے اعم ہے اس لیئے کہ جب ضرورۃ وصفیہ لادائما صادق ہوگی تو دوام وصفی لادائما بھی صادق ہوگا، اسکے عکس کے بغیر

سوال[۱۰۸] عرفیہ خاصہ اور قضایا بسیطہ کے درمیان نسبت بیان کریں؟

جواب: یہ دائمتین کے مباین ہے جیسا کہ مذکور ہوچکا۔۔اور یہ مشروطہ عامہ سے اعم من وجہ ہے کیونکہ یہ دونوں

مشروطہ خاصہ کے مادّہ میں صادق آتے ہیں،اور مشروطہ عامہ ضرورۃ ذاتیہ کے مادّہ میں اسکے بغیر صادق آتا ہےاور عرفیہ خاصہ مشروطہ عامہ کے بغیر صادق ہے جبکہ دوام بحسب الوصف ضرورۃ کے بغیر ہو۔۔۔اور یہ عرفیہ عامہ سے اخص ہےاس لیئے کہ مقید مطلق سے اخص ہوتا ہے۔۔اور اسی طرح باقی دو(یعنی مطلقہ عامہ، ممکنہ عامہ) سے اخص ہے اس لیئے کہ یہ دونوں عرفیہ عامہ سے اعم ہیں۔

سوال[۱۰۹](۳)وجودیہ لاضروریہ کی تعریف کریں؟

جواب: یہ وہی مطلقہ عامہ ہے لاضرورۃ بحسب الذات کی قید کے ساتھ

اگر یہ موجبہ ہو تو اسکی ترکیب موجبہ مطلقہ عامہ اور سالبہ ممکنہ عامہ سے ہو گی اور،اگر یہ سالبہ ہو تو اسکی ترکیب سالبہ مطلقہ عامہ اور موجبہ عامہ سے ہو گی

سوال[۱۱۰]وجودیہ لاضروریہ اور دونوں خاصوں(یعنی مشروطہ خاصہ اور عرفیہ خاصہ)کے درمیان نسبت بیان کریں؟

جواب: وجودیہ لاضروریہ دونوں خاصوں سے اعم مطلق ہے س لیئے کہ جب ضرورۃ یا دوام بحسب الوصف لادائماً صادق ہو تو نسبت کی فعلیت لا بالضرورۃ بھی صادق ہو گی،اسکے بر عکس کے بغیر

سوال[۱۱۱]وجودیہ لاضروریہ اور قضایا بسیطہ کے درمیان نسبت بیان کریں؟

جواب: یہ ضروریہ کے مباین ہے کیونکہ وہ لاضرورۃ بحسب الذات کے ساتھ مقید ہے۔۔اور دائمہ سے اعم من وجہ ہے کیونکہ یہ دونوں اس دوام کے مادّہ میں صادق ہوتے ہیں جو ضرورۃ سے خالی ہو اور دائمہ اس کے بغیر ضرورۃ کے مادّہ میں صادق ہے اور اسکے بر عکس لادوام کے مادّہ میں۔۔۔اسی طرح مشروطہ عامہ اور عرفیہ عامہ سے اعم من وجہ کی نسبت ہے کیونکہ یہ دونوں مشروطہ خاصہ کے مادّہ میں صادق ہیں اور یہ دونوں اسکے بغیر ضرورۃ کے مادّہ میں صادق ہیں یہ ان دونوں کے بغیر لادوام بحسب الوصف کے مادّہ میں صادق ہیں۔۔اور یہ مطلقہ عامہ سے اخص ہے مقید کے خاص ہونے کی وجہ سے۔۔اور یہ ممکنہ عامہ سے بھی اخص ہے اس لیئے کہ وہ مطلقہ عامہ سے اعم ہے

سوال[۱۱۲] (۴)وجودیہ لادائمہ کی تعریف کریں؟

جواب: یہ وہی مطلقہ عامہ ہے لادوام بحسب الذات کی قید کے ساتھ

یہ چاہے موجبہ ہو یا سالبہ دونوں صورتوں میں اسکی ترکیب دو مطلقہ عامہ سے ہو گی ان میں سے ایک موجبہ اور دوسرا

سالبہ ہوگا۔

سوال[۱۱۳] وجودیہ لادائمہ کی مذکورہ تینوں مرکبات کے ساتھ جونسبت ہے وہ بیان کریں؟

جواب: یہ وجودیہ لاضروریہ سے اخص ہے اس لیئے کہ جب دونوں مطلقہ صادق ہوں گے تو مطلقہ اور ممکنہ بھی صادق ہوگا بخلاف اس کے عکس۔۔اور یہ دونوں خاصوں (مشروطہ خاصہ وعرفیہ خاصہ) سے اعم ہے اس لیئے کی جب ضرورۃ یا دوام بحسب الوصف لادائماً متحقق ہوں گے توفعلیت النسبت لادائماًبھی متحقق ہوگی عکس کے بغیر

سوال[۱۱۴] وجودیہ لادائمہ اور قضایابسیطہ کے درمیان نسبت بیان کریں؟

جواب: یہ دونوں دائمہ کے مباین ہے اس بناءپر جو کئی بار گزرچکا۔۔اور یہ دونوں عامہ سے اعم من وجہ ہے کیونکہ یہ تینوں مشروطہ خاصہ کے مادّہ میں صادق ہوتے ہیں اور یہ دونوں صادق ہوتے ہیں اس کے بغیر ضرورۃ کے مادّہ میں اور اس کا برعکس جہاں لادوام بحسب الوصف ہو۔۔اور یہ مطلقہ عامہ اور ممکنہ عامہ سے اخص ہے اور یہ واضح ہے

سوال[۱۱۵] وجودیہ لادائمہ کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: اس کو وجودیہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ وجود یعنی نسبتِ فعلیت پر مشتمل ہوتا ہے اور لادائمہ اس لیئے کہتے ہیں کہ یہ لادوام ذاتی کے ساتھ مقید ہوتا ہے

سوال[۱۱٦](۵)وقتیہ کی تعریف کریں؟

جواب: وہ قضیہ ہے جس میں موضوع کے لیئے محمول کے ثبوت کے ضروری ہونے کا یا موضوع سے محمول کے سلب کے ضروری ہونے کا حکم لگایاجائے وجودِ موضوع کے اوقات میں سے متعین وقت میں

اگر یہ موجبہ ہو تو اسکی ترکیب موجبہ مطلقہ وقتیہ اور سالبہ مطلقہ عامہ سے ہوگی اور اگر یہ سالبہ ہو تو اسکی ترکیب سالبہ وقتیہ مطلقہ اور موجبہ مطلقہ عامہ سے ہوگی

سوال[۱۱۷] وقتیہ کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ وقتیہ مطلقہ پر مشتمل ہوتا ہے، مگر اس کو صرف وقتیہ کہا گیا مطلقہ نہیں کہا گیا اسکی وجہ یہ ہے کہ اس وقتیہ میں لادوام ذاتی کی قید ہوتی ہے

سوال[۱۱۸] وقتیہ اور مذکورہ مرکبات کے درمیان نسبت بیان کریں؟

جواب: یہ دونوں وجودیہ (لاضروریہ اور لادائمہ) سے اخص مطلق ہے اس لیئے کہ جب ضرورۃ بحسب الوقت لادائماً صادق ہو گی تو اطلاق لادائماً اور بالضرورۃ بھی صادق ہو گی اور اسکا عکس نہ ہو گا۔۔اور یہ دونوں خاصہ سے اعم من وجہ ہے اس لیئے کہ جب ضرورۃ بحسب الوصف صادق ہو گی، تو وصف اگر ذاتِ موضوع کے لیئے اوقات میں سے کسی وقت میں ضروری ہو تو تینوں قضایا صادق ہوں گے، جیسے "بالضرورۃ کل منخسف مظلم مادام منخسفاً لادائماً یا بالتوقیتِ لادائماً" کیونکہ انخساف جب ذات موضوع کے لیئے بعض اوقات میں ضروری ہے اور تاریکی انخساف کی وجہ سے ضروری ہے تو تاریکی اس وقت میں ذاتِ موضوع کے لیئے ضروری ہو گی، اور اگر وصف ذاتِ موضوع کے لیئے کسی وقت ضروری نہ ہو تو دونوں خاصہ صادق ہوں گے اور وقتیہ صادق نہ ہو گا، جیسے "بالضرورۃ کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتباً لادائماً" اس لیئے کہ جب کتابت اوقات میں سے کسی وقت ذاتِ موضوع کے لیئے ضروری نہیں ہے، تو ذات کے لیئے تحرک اصابع بھی کسی وقت ضروری نہ ہو گا پس وقتیہ صادق نہ ہو گا، اور جب ضرورۃ نہ بحسب الوصف صادق ہو اور نہ دوام بحسب الوصف صادق ہو اور وقتیہ بحسب الوصف صادق ہو تو خاصتین صادق نہ ہوں گے اور وقتیہ صادق ہو گا جیسے مثال مذکور میں ہے۔ یہ اس وقت ہے جب ہم مشروطہ کی تفسیر ضرورۃ بشرط الوصف سے کریں اور بہر حال جب ہم اس کی تفسیر ضرورۃ مادام الوصف سے کریں تو مشروطہ خاصہ وقتیہ سے اخص مطلق ہو گا اس لیئے کہ جب ضرورۃ وصف کے تمام اوقات میں متحقق ہو گیا اور حال یہ ہے کہ وصف کے تمام اوقات ذات کے بعض اوقات ہیں تو ضرورۃ ذات کے بعض اوقات میں متحقق ہو گی اس کے عکس کے بغیر۔۔۔

سوال[۱۱۹] وقتیہ اور قضایا بسیط کے درمیان نسبت بیان کریں؟

جواب: یہ دونوں دائمہ کے مباین ہے۔۔اور دونوں عامہ سے اعم من وجہ ہے کیونکہ یہ مشروطہ خاصہ کے مادّہ میں صادق ہوتا ہے اور وہ دونوں اس کے بغیر ضرورۃ کے مادّہ میں صادق ہوتے ہیں اور اس کے برعکس ہے جہاں لادوام بحسب الوصف ہو۔۔اور یہ مطلقہ عامہ اور ممکنہ عامہ سے اخص ہے

سوال[۱۲۰](٦) منتشرہ کی تعریف کریں؟

جواب: جس میں موضوع کے لیئے محمول کے ثبوت کے ضروری ہونے کا یا موضوع سے محمول کے سلب کے ضروری ہونے کا حکم لگایا گیا ہو وجودِ موضوع کے اوقات میں سے غیر معین وقت میں اس حال میں کہ وہ لادوام ذاتی کے ساتھ

مقید ہو۔۔۔۔۔۔اگر یہ موجبہ ہو تو اسکی ترکیب موجبہ منتشرہ مطلقہ اور سالبہ مطلقہ عامہ سے ہو گی اور اگر یہ سالبہ ہو تو اسکی ترکیب سالبہ منتشرہ مطلقہ اور موجبہ مطلقہ عامہ سے ہو گی

سوال[۱۲۱]منتشرہ کی مذکورہ مرکبات اور قضایابسیطہ کے درمیان کیانسبت ہے؟

جواب: یہ وقتیہ سے اعم ہے اس لیئے کہ جب ضرورۃ وقت معین میں لادائماًصادق ہو گی تو ضرورۃ فی وقت مالادائماًبھی صادق ہو گی اس کے عکس کے بغیر۔۔اور باقی قضایاکے ساتھ اس کی نسبت بغیر کسی فرق کے وقتیہ کی نسبت کے قیاس پر ہے

سوال[۱۲۲]منتشرہ کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: منتشرہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ منتشرہ مطلقہ پر مشتمل ہوتاہے اور لادوام ذاتی کے ساتھ مقید ہونے کی وجہ سے اس کو مطلقہ نہیں کہاجاتا۔

اہم نوٹ: ماتن وشارح نے بسائط کی بحث میں صرف چھ قضایابسیطہ کاذکر کیا، لیکن اب شارح نے مزید چار قضایابسیطہ کا اضافہ کیا۔ان کی تعریفات مع وجہ تسمیہ ملاحظہ کریں۔

سوال[۱۲۳]شارح نے بسائط میں کتنے اور کون کونسے قضایاکااضافہ کیا؟

جواب: چار قضایاکااضافہ کیاہے۔(۱)وقتیہ مطلقہ (۲)منتشرہ مطلقہ (۳)مطلقہ وقتیہ (۴)مطلقہ منتشرہ

سوال[۱۲۴]وقتیہ مطلقہ اور منتشرہ مطلقہ یہ دونوں کس کے جزءہیں؟

جواب: وقتیہ مطلقہ جو وقتیہ (مرکبہ)کاجزہوتاہے اور منتشرہ مطلقہ جو منتشرہ(مرکبہ)کاجزءہوتاہے۔

سوال[۱۲۵]وقتیہ مطلقہ کی تعریف مع وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: وہ قضیہ جس میں یہ حکم لگایاگیاہو کہ محمول کاثبوت موضوع کے لیئے یا محمول کی نفی موضوع سے وقتِ معین میں ضروری ہے۔وجہ تسمیہ :اس میں وقت کی تعیین کااعتبار ہے اسی وجہ سے اس کو وقتیہ کہتے ہیں اور مطلقہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں "لادوام"اور"لاضرورۃ"کی قید نہیں ہے

سوال[۱۲۶]منتشرہ مطلقہ کی تعریف کریں؟

جواب : جس میں موضوع کے لیئے محمول کے ثبوت کے ضروری ہونے یا موضوع سے محمول کی نفی کے ضروری

ہونے کا حکم غیر معین وقت میں لگایا گیا ہو۔۔وجہ تسمیہ :اس میں حکم کا کوئی وقت معین نہیں،ہر وقت حکم کا احتمال رہتا ہے تو گویا اس میں حکم منتشر ہے اسی وجہ سے اس کو منتشرہ کہتے ہیں اور مطلقہ اس لیئے کہ اس میں لادوام اور لاضرورۃ کی قید موجود نہیں

سوال[۱۲۷]مطلقہ وقتیہ کی تعریف کریں؟

جواب: جس میں موضوع کے لیئے محمول کے ثبوت کا یا موضوع سے محمول کی نفی کا حکم بالفعل وقتِ معین میں لگایا جائے۔"کل قمر منخسف وقت الحیلولۃ بالفعل"

سوال[۱۲۸]مطلقہ منتشرہ کی تعریف بیان کریں؟

جواب: وہ قضیہ موجہہ بسیطہ جس میں محمول کے ثبوت کا یا موضوع سے محمول کی نفی کا حکم بالفعل وقتِ غیر معین میں لگایا جائے۔"کل انسان متنفس فی وقت ما"

اب قضایا بسیطہ کی تعداد،دس(۱۰)ہو گیا۔

سوال[۱۲۹](۷)ممکنہ خاصہ کی تعریف کریں؟

جواب: وہ قضیہ ہے جس میں وجود اور عدم دونوں جانب سے ایک ساتھ ضرورۃ ارتفاع کا حکم لگایا گیا ہو۔

ممکنہ خاصہ چاہے موجبہ ہو یا سالبہ اسکی ترکیب دو ممکنہ عامہ سے ہو گی ان میں سے ایک موجبہ ہو گا دوسرا سالبہ ہو گا

قاعدہ: لادوام سے مطلقہ عامہ کی طرف اشارہ ہے اور لاضرورۃ سے ممکنہ عامہ کی طرف اشارہ ہے جو اس قضیہ کی کیفیت میں مخالف اور کمیت مین موافق ہوں گے جو لادوام اور لاضرورۃ کے ساتھ مقید ہوتا ہے

سوال[۱۳۰] ممکنہ خاصہ کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: یہ امکان خاص پر مشتمل ہوتا ہے اسی وجہ سے اس کو ممکنہ خاصہ کہتے ہیں

سوال[۱۳۱] ممکنہ خاصہ اور مرکبات کے درمیان کیا نسبت ہے بیان کریں؟

جواب: یہ تمام مرکبات سے اعم ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک میں ایجاب اور سلب ہوتا ہے تو ان دونوں میں کم از کم ممکن بالامکان العام ضرور ہوں گے لیکن ایجاب و سلب کے امکان سے ان میں سے کسی ایک کا بالفعل یا بالضرورۃ یا بالدوام ہونا لازم نہیں۔۔

سوال[۱۳۲] ممکنہ خاصہ اور بسائط کے درمیان کیانسبت ہے؟

جواب: یہ ضروریہ مطلقہ کے مباین ہے۔۔اور دائمہ اور عامتین اور مطلقہ عامہ سے اعم من وجہ ہے کیونکہ یہ سب کے سب وجودیہ لاضروریہ کے مادّہ میں صادق ہوتے ہیں اور اس کے برعکس ضرورۃ کے مادّہ میں۔۔اور یہ ممکنہ عامہ سے اخص ہے ۔

خلاصہ: ممکنہ عامہ تمام قضایا بسیطہ سے اعم ہے اور ممکنہ خاصہ تمام مرکبات سے اعم ہے۔۔اور ضروریہ تمام بسائط سے اخص ہے اور مشروطہ خاصہ ایک طریق پر تمام مرکبات سے اخص ہے۔

ملحوظہ : مصنفؒ کی ترتیب کے مطابق مرکبات کا جدول مندرجہ ذیل ہے:

نمبر شمار	قضایا موجہہ مرکبہ	موجبہ وسالبہ	مثالیں
۱	مشروطہ خاصہ	موجبہ سالبہ	بالضرورۃ کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا لادائما بالضرورۃ لاشیٔ من الکاتب بمتحرک الاصابع مادام کاتبا لادائما
۲	عرفیہ خاصہ	موجبہ سالبہ	بالدوام کل کاتب متحرک الاصابع مادام کاتبا لادائما بالدوام لاشیٔ من الکاتب بساکن الاصابع مادام کاتبا لادائما
۳	وجودیہ لاضروریہ	موجبہ سالبہ	کل انسان ضاحک بالفعل لا بالضرورۃ لاشیٔ من الانسان بضاحک بالفعل لا بالضرورۃ
۴	وجودیہ لادائمہ	موجبہ سالبہ	کل انسان ضاحک بالفعل لادائما لاشیٔ من الانسان بضاحک بالفعل لادائما
۵	وقتیہ	موجبہ سالبہ	بالضرورۃ کل قمر منخسف وقت حیلولۃ الارض بینہ وبین الشمس بالضرورۃ لاشیٔ من القمر بمنخسف وقت التربیع لادائما
۶	منتشرہ	موجبہ سالبہ	بالضرورۃ کل انسان متنفس فی وقت ما لادائما بالضرورۃ لاشیٔ من الانسان بمتنفس فی وقت ما لادائما
۷	ممکنہ خاصہ	موجبہ سالبہ	کل انسان کاتب بالامکان الخاص لاشیٔ من الانسان بکاتب بالامکان الخاص

الفصل الثانی فی اقسام الشرطیۃ

سوال[۱۳۳] مقالہ ثانی کی دوسری فصل کس بارے میں ہے؟

جواب: شرطیہ کے اقسام کے بارے میں ہے۔ شرطیہ کی دو قسمیں ہیں(۱)متصلہ(۲)منفصلہ،ان کی تعریفات گزرچکی ہیں۔۔۔ شرطیہ کے دو جزء ہیں پہلے جزء کو مقدم کہتے ہیں(کیونکہ وہ پہلے ہے)اور دوسرے کو تالی کہتے ہیں(کیونکہ یہ جزءبعد میں آتا ہے)

سوال[۱۳۴] شرطیہ متصلہ کی کتنی قسمیں ہیں مع تعریف ومثال تحریر کریں؟

جواب:اس کی دو قسمیں ہیں(۱)لزومیہ(۲)اتفاقیہ۔۔

لزومیہ: وہ قضیہ شرطیہ متصلہ ہے جس میں حکم لگایا گیا ہو تالی کے صدق کا مقدم کے صدق کی تقدیر پر ان دونوں کے درمیان ایک ایسے علاقہ کی وجہ سے جو اس حکم کو واجب کررہا ہو،، جیسے ،،علاقہ علیت اور علاقہ تضائیف (ان کانت الشمس طالعۃفالنھار موجود

اتفاقیہ: "وھی التی یکون فیھا ذٰلک بمجرد توافق الجزئین علی الصدق "جس میں تالی کا صدق مقدم کے صدق کی تقدیر پر دونوں جزءوں کے صدق پر محض اتفاق کی وجہ سے ہو""ان کان الانسان ناطق فالحمار ناھق"

سوال[۱۳۵] علاقہ کسے کہتے ہیں نیز علاقہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: علاقہ: مقدم اور تالی کے درمیان ایسے تعلق کا نام علاقہ ہے جو تالی کی مصاحبت (ساتھ ہونے کو) چاہتا ہو اسکی دو قسمیں ہیں۔۱۔علیّت۔۔۲۔تضایف

سوال[۱۳۶] علاقہ علیّت کی تعریف کرکے اسکی اقسام مع امثلہ لکھیں اور معلول کی تعریف قلمبند کریں؟

جواب: علاقہ علیّت:اس علاقہ کو کہتے ہیں جس میں ایک شئی دوسری شئی کے وجود کا باعث وسبب ہو

معلول: جو کسی علت (کی وجہ) سے موجود ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔علاقہ علیّت کی تین قسمیں شارح نے بیان کی ہیں

(۱)مقدم تالی کے لیئے علت ہو "ان کانت الشمس فالنھار موجود"۔۔(۲)تالی مقدم کے لیئے علت ہو اور مقدم معلول ہو "ان کان النھار موجوداًفالشمس طالعۃ۔۔۔۔(۳)مقدم وتالی دونوں کسی تیسری چیز کے لیئے معلول ہوں "کلما کان النھار موجوداًکان العالم مضیئاً(جب بھی دن ہوگا تو عالم روشن ہوگا)

سوال[۱۳۷]علاقہ تضایف کی تعریف کریں؟

جواب: علاقہ تضایف: ایسی دو چیزوں کے تعلق کا نام ہے جن میں سے ہر ایک کا سمجھنا دوسرے کے سمجھنے پر موقوف ہو ۔۔"ان کان زید ابالعمرو وکان عمروابنہ

نوٹ: شارح کہتے ہیں کہ ماتن نے جو"اتفاقیہ"کی تعریف کی ہے وہ تعریف اتفاقیہ کاذبہ کو شامل نہیں، لہذا بہتر یہ ہے کہ تعریف میں لفظ"بحکم"بڑھاکر تعریف یوں کی جائے"اتفاقیہ وہ قضیہ شرطیہ متصلہ ہے جس میں تالی کے صدق کا حکم مقدم کے صدق کی تقدیر پر ہو

سوال[۱۳۸]شرطیہ منفصلہ کی اقسام تحریر کریں؟

جواب: اسکی تین قسمیں ہیں(۱)منفصلہ حقیقیہ(۲)مانعۃالجمع(۳)مانعۃالخلو

(۱)منفصلہ حقیقیہ: وہ قضیہ ہے جس کے دونوں جزؤں کے درمیان صدق اور کذب دونوں اعتبار سے منافات کا حکم لگایا گیا ہو(۲)مانعۃالجمع: وہ قضیہ منفصلہ جس کے جزئین کے درمیان صرف صدق کے اعتبار سے منافات کا حکم ہو (۳)مانعۃالخلو: جس کے جزئین کے درمیان صرف کذب کے اعتبار سے منافات کا حکم ہو۔

اب ان تینوں میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں(۱)عنادیہ(۲)اتفاقیہ۔۔۔۔۔۔۔۔عنادیہ: وہ ہے جس کے دونوں جزؤں کے درمیان ذاتی منافات ہو(یعنی مقدم وتالی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے)۔۔۔اتفاقیہ: جس کے دونوں جزؤں کے درمیان ذاتی منافات نہ ہو بلکہ محض اتفاق کی وجہ سے ہو"اما ان یکون ھذا اسود او لاکاتب"

محمد صادق عطاری

تمت بالخیر

عرض

الحمد للہ عزوجل امسال قطبی شریف استاذ محترم علامہ محمد محمود نقشبندی حفظہ اللہ سے پڑھنے کی سعادت ملی۔الحمد للہ عزوجل استاذ محترم کے حکم پر دروس کو ہم ساتھ ساتھ لکھتے رہے۔اور پھر استاذ صاحب کی ہی ترغیب سے ان کو کمپوز کیا تاکہ دیگر طلبہ کرام اس سے فائدہ اٹھائیں۔اگر کوئی غلطی دیکھیں تو ہمیں آگاہ فرمائیں۔اللہ عزوجل ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور طلبہ کرام کے لیے فائدہ مند بنائے۔آمین

ہمارے لیے اور ہمارے استاذ صاحب کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

استاذ محترم وٹسب نمبر:03377649550

محمد ارشد عطاری متعلم درجہ رابعہ۔ محمد صادق عطاری متعلم درجہ رابعہ

03160169648 . 03270162285